روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

سالانہ نمبر ۱۹۹۴ء

قارئین الفضل پاکستان کے لئے
محبت بھری دعاؤں کے
ساتھ۔ اور عملہ الفضل کے لئے
بھی
والسلام
خاکسار
لندن
16.12.94

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے روح پرور ارشادات

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔"

احباب جماعت کو اس حکم کا بہ دل و جان پابند بنانے اور اس پر پوری طرح عمل کرتے چلے جانے کی تاکید کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔"بہتر ہو گا جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ یعنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کرلیں اور بہ دل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے مواقع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے"۔

آپ نے اس امر پر زور دیا کہ احباب اس جلسہ کے عظیم الشان فوائد کے پیش نظر معمولی حرج یا دنیوی نقصان کی پرواہ نہ کریں یعنی اگر نقصان اٹھا کر بھی آنا پڑے تو ضرور آئیں۔ چنانچہ فرمایا۔"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ (-) کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی"۔

آپ نے اس جلسہ میں شمولیت کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے احباب جماعت کو پہلے ہی سے تیاری کرنے کا یوں ارشاد فرمایا۔"کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلادقت سرمایہ سفر میسر آجائے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا"۔

آپ مزید فرماتے ہیں۔"اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات دینی وسیع ہوں اور خدا کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو"۔

آپ مزید فرماتے ہیں۔"اس جلسہ سے...... مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ...... دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں"۔

امام جماعت کی زیارت اور ملاقات کی اہمیت کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔"جو شخص رحمت والے کے پاس آوے گا تو وہ رحمت کے قریب تر ہو گا"۔

اسی طرح فرمایا۔"ان کی زیارت سے مصائب دور ہوتے ہیں"۔

آپ نے احباب جماعت کو شمولیت کی ان الفاظ میں بھی تاکید فرمائی۔"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت و مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو"۔

جلسہ سالانہ صحبت صالحین کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔"نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ صحبت صالحین بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔(تم نیک لوگوں کی مصاحبت اختیار کرو)"

اسی طرح فرمایا۔"صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نور صدق و استقلال دوسرے پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے"۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔"(بیعت کنندگان) جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے اس کی کیا وجہ ہے یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کر رہا ہے۔"

جلسہ سالانہ کی پاک تقریب کے انعقاد کی کئی وجوہات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے رقم فرمائی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو (-) اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور کسل اور ضعف دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ تمہیں فکر رکھنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقرر پر حاضر ہو سکیں"۔

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں۔"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے"۔

ایک دوسری جگہ آپ نے حاضرین جلسہ کے لئے دردمند دل کے ساتھ بایں الفاظ یہ دعا فرمائی۔"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کردیوے اور ان کے ہر ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو"۔

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت ۱۵ روپیہ

۳۱۔ فتح - ۱۳۷۳ ھش   ۳۱ - دسمبر ۱۹۹۴ء

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ۱۸۹۱ء میں جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں ربوہ میں جو جلسہ سالانہ منعقد ہوا اس کے بعد سے اب تک ربوہ میں جلسہ بوجوہ منعقد نہیں کیا جا سکا۔ البتہ اس سے خاصا عرصہ قبل بیرونی ممالک میں جلسے شروع ہو چکے تھے۔ اور وہ خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد کئے جا رہے ہیں۔ حضرت امام جماعت الرابع (ہماری دعائیں آپ کے لئے) چونکہ لندن میں مقیم ہیں اس لئے برطانیہ کی جماعت کے سالانہ جلسے کو ایک رنگ میں یہی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ تمام دنیا کی جماعتوں کے اراکین اس جلسے میں شرکت کو بالکل ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ انہوں نے ربوہ کے جلسہ میں شرکت کر لی۔ اس جلسے کی ایک خاص بات جس کی طرف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے توجہ دلائی تھی وہ یہ تھی کہ اس موقعہ پر جلسہ میں شرکت کرنے والے دوست دینی باتیں سنیں گے۔ اور اپنے ایمانوں کو صیقل کریں گے۔ اس موقعہ پر کہ جب ہمارا یہ سالنامہ شائع ہو رہا ہے جلسے ہی کے دن ہیں اگرچہ جلسہ یہاں نہیں ہو رہا۔ ہم حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض ارشادات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:۔

۱۔ رزق سے ڈر کر انسان کو کسی عادت کا پابند نہ ہونا چاہئے۔ اگر اس کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو خدا تعالیٰ رزّاق ہے اس کا وعدہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کا ذمہ دار مَیں ہوں یعنی باریک سے باریک گناہ جو ہے اسے خدا تعالیٰ سے ڈر کر جو چھوڑے گا خدا تعالیٰ ہر ایک مشکل سے اسے نجات دے گا۔ یہ اس نے کہا ہے کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں ہم تو چھوڑنا چاہتے ہیں مگر ایسی مشکلات آپڑتی ہیں کہ پھر کرنا پڑ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ اسے ہر مشکل سے بچا لے گا۔ پھر آگے ہے (-) یعنی ایسی راہ سے اسے روزی دے گا کہ اس کے گمان میں بھی وہ نہ ہو گی۔ ایسے ہی دوسرے مقام پر ہے (-) جیسے ماں اپنی اولاد کی والی ہوتی ہے۔ ویسے ہی وہ نیکوں کا والی ہوتا ہے۔ پھر فرماتا ہے (-) یعنی جو کچھ وعدہ تم کو دیا گیا ہے اور تمہارا رزق آسمان پر ہے۔

جب انسان خدا پر سے بھروسہ چھوڑتا ہے تو دہریت کی رگ اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور ایمان اس کا ہوتا ہے جو اسے ہر بات پر قادر جانتا ہے۔

(۲) اگر تم نے تمام باتوں میں خدا تعالیٰ کی رضامندی کو مقدّم رکھا اور مدّتِ دراز کی تمام عادتوں کو بدل دیا تو یاد رکھو کہ بڑے ثواب کے مستحق ہو گے۔ عادت کو چھوڑنا آسان بات نہیں۔ دیکھتے ہو کہ ایک افیونی یا جھوٹ بولنے والے کو جو عادت پڑ گئی ہوئی ہوتی ہے اس کا بدلنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے جو اپنی عادت کو خدا تعالیٰ کے واسطے چھوڑتا ہے تو وہ بڑی بات کرتا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ عادت چھوٹی ہو یا بڑی ایک عرصہ تک انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے قویٰ کو ایک عادت اس کے کرنے کی ہو جاتی ہے۔ تو کیا تمہارے نزدیک اسے چھوڑ دینا کوئی چھوٹی بات ہے۔ جب تک کہ انسان کے اندر ہمّت استقلال نہ ہو تب تک یہ دور نہیں ہو سکتی۔

جس سے اٹا ہوں میں ترے پاؤں کی دھول ہے
غازہ ہے زندگی کا یہ مجھ کو قبول ہے
کانٹے چبھے تو میں نے یہ محسوس کر لیا
جو میرے ہاتھ آیا محبت کا پھول ہے

ابوالاقبال

O

میرے جنوں سے ہوش و خرد کو ملی جِلا
طوق و رسن مرے لئے مہمیز بن گیا

اک آنچ کی کمی ہے محبت کے رُوپ میں
ظلم و ستم کچھ اور بھی پرکھے مِری وفا

اُٹّھیں نہ اُٹھیں ہاتھ مِرے مجھ کو ہے یقیں
دل کی ہر ایک بات ہے پیمانۂ دعا

دیکھی ہے قلب و روح نے جب سے تری جھلک
دونوں جہان بن نہ سکے میرا مدعا

تیری ہی بات بات کو پھیلا رہا ہوں مَیں
تیرا پیام ہے مرے ہونٹوں پہ بَرملا

وہ تو سمجھ رہے ہیں یہ اک کوہسار ہے
دیوار میری راہ کی ہے میرے زیرپا

تج دی ہے میں نے کون و مکاں کی ہر ایک چیز
اب مَیں ہوں اور دونوں جہاں میں مِرا خدا

مُڑ کر جو دیکھتا ہوں تو میدان صاف ہے
وہ کون تھا جو میرا تعاقب نہ کر سکا

ہر لمحہ اس پہ رحمتِ مولا کا ہو نزول
اس راستے پہ جس نے چلایا ہے قافلہ

تو بھی نسیم چل تو ذرا تیز تیز چل
"یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا"

نسیم سیفی

جلسہ سالانہ کی دعائیں

مرزا محمد اقبال۔ مربی سلسلہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے۔ جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتامِ سفران کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا۔ اے ذوالمجد والعطاء!!! اے رحیم و مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے" آمین۔ ثم آمین۔

(اشتہار ۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء

بحوالہ الفضل ۶ دسمبر ۱۹۶۷ء)

حضرت امام جماعت الثالث نے ۱۹۶۵ء کے جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریر میں فرمایا۔ "میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کی تسکینِ قلب کے لئے' آپ کے بار ہلکا کرنے کے لئے آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے ربِّ رحیم سے قبولیتِ دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور پورا بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا...... پچھلے دنوں ہر نماز میں اپنے رب سے خاص طور پر میں یہ دعا کرتا رہا ہوں کہ اے خدا! تو ہمارے کمزوروں کو طاقت بخش اور ہمارے بیماروں کو شفا دے۔ اور ہم سب کی پریشانیوں کو دور فرما اور ہمارے اندھیروں کو نور سے بدل دے۔ اور ہم پر اپنی بڑی رحمتیں نازل کر اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے اور احمدیت کو جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے ہمیں اس مقصد میں جلد تر کامیابی عطا فرما۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں ص ۷)

جنوری ۱۹۶۷ء کے جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریر میں آپ نے فرمایا۔

"جو عہد بیعت تم نے اپنے رب سے باندھا ہے خدا کرے کہ تم ہمیشہ اس پر پختگی سے قائم رہو۔ اسے کبھی نہ توڑو۔ یہ دنیا بھی تمہارے لئے جنت بنی رہے اور مرنے کے بعد بھی ابدی جنت میں تمہیں داخلہ ملے جہاں ہر دروازہ سے فرشتے تمہارے پاس آئیں اور کہیں کہ تم خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے اس لئے اللہ کی سلامتی تمہارے لئے مقدر کی گئی ہے۔ دیکھو تمہیں ایک ایسی زندگی مل رہی ہے جس کے ساتھ فنا نہیں۔ ایک ایسی تونگری عطا ہو رہی ہے جس کے ساتھ فقر اور تنگدستی کا کوئی خطرہ نہیں۔ خدائے عزیز تمہیں ایک ایسی عزت بخش رہا ہے جس کے ساتھ کوئی ذلت اور خواری نہیں۔ اور ایسی صحت اور تندرستی تمہارے نصیب میں لکھی جا رہی ہے جس کے ساتھ کسی بیماری اور کمزوری کا کوئی خوف نہیں۔

میرا رب تمہارے ایمانوں میں پختگی اور صدق اور وفا پیدا کرے۔ خدا کی راہ میں تمہارے اعمال اخلاص و ارادت سے پُر اور فساد سے خالی ہوں اللہ کرے کہ وہ سب راہیں جن کو تم اختیار کرو فلاح اور کامیابی تک پہنچانے والی ہوں۔ میرے رب کی جنتوں میں تمہارا ابدی قیام ہو اور اس کی تسبیح اور حمد کے درمیان (....) تم ایک دوسرے کے لئے سلامتی چاہنے والے اور اپنے رب سے سلامتی پانے والے ہو..... خدا کرے کہ ذکرِ الٰہی میں تم ہمیشہ مشغول رہو اور ذکرِ الٰہی کے اس سرچشمہ سے ابدی مسرتوں کے چشمے تمہارے لئے پھوٹیں اور بہہ نکلیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ تم پر سایہ فگن رہے۔ تمہاری پاسبانی کرتی رہے۔ تمہارے اعمال اسی کے فضل سے بہتر پھل لائیں۔ تمہارے دل اور تمہارے سینے ہمیشہ نیک تمناؤں اور نیک خواہشات کا گہوارہ رہیں۔ جو تم چاہو تم پاؤ اور رب رحیم کی طرف سے سلامتی کا تحفہ تمہیں ہر آن ملتا رہے۔ خدا کرے کہ اس کے قرب کی راہیں تم پر کھولی جائیں اور ان راہوں پر گامزن رہنا آسان ہو جائے اور اللہ کرے کہ یہ راہیں تمہیں اس کی نعمت اور اس کے فضل کی جنتوں تک پہنچا دیں۔ آرام اور آسائش کی زندگی جہاں تم پر ہمیشہ سلامتی ہوتی رہے۔

جلسہ سالانہ منعقدہ جنوری ۱۹۶۸ء کی افتتاحی تقریر میں آپ نے فرمایا۔

"میری یہ دعا ہے کہ اللہ کرے کہ تم پاک دل اور مطہر نفس بن جاؤ اور نفس امّارہ کے سب گند اور پلیدیاں تم سے دور ہو جائیں۔ تکبر اور خود بینی اور خود نمائی اور خود ستائی کا شیطان تمہارے دل اور سینہ کو چھوڑ کر بھاگ جائے اور تذلّل اور فروتنی اور انکسار اور بے نفسی کے نقوش تمہارے اس سینہ کو اپنے رب کے استقبال کے لئے سجائیں اور پھر میرا اللہ اس میں نزول فرمائے اور اسے تمام برکتوں سے بھر دے۔ اور تمہارے دل اور تمہاری روح کو ہر نور سے منوّر کر دے اور خدا کرے کہ بنی نوع کی ہمدردی اور غمخواری کا چشمہ تمہارے اس سینہ صافی سے پھوٹے اور ایک دنیا تمہاری بے نفس خدمت سے فائدہ اٹھائے۔

خدا کرے کہ عاجزانہ دعاؤں کے تم عادی رہو اور تمہاری روح ہمیشہ اللہ رب العٰلمین کے آستانہ پر گری رہے اور اللہ۔ اس کی رضا اور اس کے احکام کی اتباع ہر ایک پہلو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائے۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں ص ۲۱)

جلسہ سالانہ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۶۸ء کی افتتاحی تقریر میں آپ نے یہ دعا فرمائی "اے ہمارے رب ہماری بھول چوک پر ہمیں گرفت نہ کرنا اور ہماری خطاؤں سے درگزر کرنا۔ ہم عاجز اور کمزور بندے ہیں مگر ہیں تو تیرے ہی بندے۔ اے ہمارے رب! کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم عہد شکن ہو کر ثواب کے کاموں سے محروم ہو جائیں اور عہد شکنی کی سزا تیری طرف سے ہمیں ملے۔

اے ہمارے محبوب! ہم ہمیشہ اپنے عہد پر قائم رہنے کی تجھ سے توفیق حاصل کرتے رہیں اور ہمیشہ تیری ہی رضا ہمارے شاملِ حال رہے........ اے ہمارے رب! اپنے قہر کی گرفت سے ہمیں محفوظ رکھیو۔ تیرے غصہ کی ہمیں برداشت نہیں۔ تیری گرفت شدید ہے کچل کر رکھ دیتی اور ہلاک کر دیتی ہے۔ ہم عاصی ہیں ہمیں معاف فرما۔ ہم سے گناہ پر گناہ ہوا' کوتاہی پر کوتاہی' اپنی رحمت کی وسیع چادر میں ہماری سب کمزوریوں کو چھپا لے۔ ہمیں اپنی رحمتوں سے ہمیشہ نوازتا رہ۔ تو ہمارا محبوب آقا ہے تیرے دامن کو ہم نے پکڑا۔ دامن جھٹک کے ہمیں پرے نہ پھینک دینا........ اے ہمارے رب! تیری راہ میں جو بھی سختیاں اور آزمائشیں ہم پر آئیں ان کے برداشت کی قوت اور طاقت ہمیں بخش اور سختیوں اور آزمائشوں کے میدان میں ہمیں ثباتِ قدم عطا کر۔ ہمارے پاؤں میں لغزش نہ آئے........ اور ہماری کامیابیوں کے سامان تو خود اپنے فضل سے پیدا کر دے۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں ص ۳۲)

جلسہ سالانہ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۶۹ء کی افتتاحی تقریر میں حضرت امام جماعت الثالث فرماتے ہیں۔ "اے ہمارے رب! ہمارے مالک!! اپنے ہی فضل سے ہمارے دلوں میں اپنی ذاتی محبت کا شعلہ بھڑکا۔ اپنے نشانوں پر۔ اپنی ہستی پر ہمیں حق الیقین بخش۔ اے ہمارے محبوب! اپنے چہرے سے نقاب اٹھا اور رخِ انور کا ہمیں جلوہ دکھا۔

اے محسن تیرے احسان کی نورانی لہریں ہمارے فانی وجود میں کروٹ لیں ہمارا ذرہ ذرہ تجھ پر قربان۔ تیری سوزشِ محبت ہر وقت ہمارے سینے کو گرماتی رہے۔ تیری عظمت اور تیرے جلال کا جلوہ کچھ اس طرح ہمیں اپنی گرفت میں لے کہ دنیا اور اس کی ہر شے تیری ہستی کے آگے مردہ متصوّر ہو۔ ہر خوف تیری ہی ذات سے وابستہ رہے۔ تیرے درد میں لذت پائیں اور تیری خلوت میں راحت۔ تیرے بغیر دل کو کسی پہلو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔

اے ہمارے سچے اور حقیقی محسن۔ ہمیں اپنی محبت کی نعمت سے مالا مال کر۔ اپنی روح ہم نے تیسرے سپرد کی۔ اپنی ہستی تجھے سونپی۔ ہم تجھ سے ہی اپنی محبت کو خاص کرتے ہیں۔ عاجزانہ اور متضرعانہ ہم تیری طرف آتے ہیں۔ تیری رحمت۔ شفقت کے ہم بھکاری ہیں۔ ہم غافلوں کی غفلت کے پردے پھاڑ کر پرے پھینک دے۔ ہماری چال کو سیدھا کر۔ ہماری روح تیری عظمت اور جلال کے خوف سے لرزاں اور ترساں ہے۔ تیری محبت رگ جان بن جائے۔

محبوب! ہماری مدد کو آ۔ یقین اور ایمان کو پختہ کر۔ تاہم اپنے پورے دل یعنی ساری خواہشات اپنی عقل۔ اپنے اعضاء اپنی زمین اور کھیتی باڑی۔ اپنی تجارت اور صنعت و حرفت اور اپنے پیشہ سب کے ساتھ کلّی طور پر تیری طرف ہی مائل ہو جائیں۔ تیرے سوا سب سے منہ موڑ لیں ہماری نگاہ میں اے ہمارے محبوب تیرے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ہم صرف تیری ہی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہوں۔"

(جلسہ سالانہ کی دعائیں ص ۴۱)

جلسہ سالانہ کے بارے میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات

معاونین کی بروقت فراہمی انتظامات کا ایک حصہ وہ ہے جس کے لئے کارکن آخری وقت مہیا ہوتے ہیں اور عموماً معاونین اور بعض دفعہ ان سے اوپر کے افسران بھی چونکہ لمبا عرصہ رخصت نہیں لے سکتے۔ اس لئے بہت قریب وقت پہنچتے ہیں۔ قادیان اور ربوہ میں تو یہ دستور ہوا کرتا تھا کہ ان کی جو ڈیوٹی شیٹ ہے وہ لمبا عرصہ پہلے چھپ جایا کرتی تھی اور ایک ریہرسال کر کے ان کی حاضری کا پہلے جائزہ لیا جاتا تھا۔ مگر وہاں چونکہ سکول بھی اور کالج بھی اور دفتر بھی سب جماعت کے اپنے نظام کے تابع ہوا کرتے تھے۔ اس لئے کوئی دقت نہیں تھی۔ انگلستان جیسی جماعت میں اور اسی طرح دوسری مغربی ممالک کی جماعتوں میں رخصتیں حاصل کرنے کی دقت اور سکول کی اوقات کا فرق' یہ ساری چیزیں کارکنوں کے لئے دقتیں پیدا کرتی ہیں اور اسی وجہ سے کسی حد تک نظام کے لئے بھی دقت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس سلسلے میں پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ افسر صاحب جلسہ یہاں کے مقامی جتنے بھی معاونین ہیں ان کو ابھی سے جماعتوں کے ذریعے مطلع کر دیں کہ کب ان کے آنے کی توقع کی جاتی ہے اور کہاں آ کر کس کو رپورٹ کریں تاکہ معاونین کی رپورٹ کا بھی ایک الگ انتظام ساتھ ساتھ جاری ہو جو پہلے یہاں جاری نہیں ہو سکا۔ ربوہ اور قادیان میں تو یہ خدا کے فضل سے بڑے لمبے عرصے سے جاری ہے اور حاضری معاونین کی بھی الگ رپورٹ پہنچا کرتی تھی۔ جب ہم جلسے کے کام کیا کرتے تھے تو اس وقت ہمیشہ افسر جلسہ کے نظام کی طرف سے باقاعدگی سے (امام جماعت احمدیہ) کی خدمت میں یہ رپورٹ بھیجا کرتے تھے کہ کتنے معاونین حاضر ہیں۔ کتنی کمی ہے اور یہ شعبہ اپنے معاونین پر نظر رکھتے ہوئے پھر ہنگامی معاونین مہیا کرنے کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔

یہ بات سب کو پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اگر کوئی کارکنوں کے سلسلے میں دقت محسوس کرتا ہے تو اس کو فوری طور پر اس شعبے سے رابطہ کرنا چاہئے اور اس شعبے کا کام ہے کہ دوسرے معاونین مہیا کرے۔ (.......) اس لحاظ سے یہ خیال کہ معاونین کی کمی ہو جائے گی یہ تو ایک وہم ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ کمی ہو سکتی ہے صرف ان معنوں میں کہ انتظامیہ بیدار نہ ہو اور کسی کو پتہ نہ ہو کہ کس کا کام ہے۔ اس لئے میں یہ بات وضاحت سے پیش کر رہا ہوں اور چونکہ اب جلسے کا یہ نظام دنیا کے ۲۰ سے زائد ممالک میں خدا کے فضل سے جاری ہو چکا ہے اور رفتہ رفتہ پھیلتا جا رہا ہے اور امید ہے کہ چند سال کے اندر اندر (اللہ نے چاہا تو) ایک قادیان کا جلسہ اپنے ہم شکل اتنے جلسے پیدا کر دے گا کہ ۱۰۰ ممالک سے زائد میں ویسے ہی جلسے ہوا کریں گے اور ہر ملک میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا لنگر جاری ہو گا۔ پس چونکہ جماعت کو یہ نام بہت پیارا ہے اور (بانی سلسلہ) کے لنگر کے ساتھ ہی دل نرم ہو جاتے ہیں اور طبیعت میں بے شمار محبت جوش مارتی ہے۔ اس لئے اس جلسے کو کارکنان کی کمی نہیں ہو سکتی۔ جہاں بھی ہو گا خدا کے فضل سے اس لحاظ سے برکت ہو گی لیکن انتظام کی خرابی کی وجہ سے یا کسی کی لاعلمی کی وجہ سے کہ یہ کام میرا ہے بھی کہ نہیں' ایسی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

جلسے کے دوران شکایات کے زیادہ رابطے نہیں ہوا کرتے بلکہ افسر متعلقہ کو بات کہی جاتی ہے۔ اگر وہ ضرورت پوری نہ ہو تو فوری طور پر (امام) جماعت کو اطلاع پہنچا دی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی نمائندگی میں آخری ذمہ داری اس کی ہوتی ہے کہ وہ مہمان نوازی کے فرائض سرانجام دے اور اگر بعد میں تکلیف کی خبر پہنچے تو اس سے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اس لئے جلسے کے دوران میں شکایات کے معاملے میں اس قسم کی پابندیاں نہیں ہوتیں کہ فلاں رستے سے فلاں رستے تک پہنچو' پھر اس کے بعد فلاں رستے تک پہنچو۔ مختلف حالات کے مطابق نظام بدلتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ڈوب رہا ہے تو اس نے تو آواز دینی ہے کہ مجھے بچاؤ۔ اس کے لئے باقاعدہ کوئی چینل تو مقرر نہیں ہوا کرتی کہ وہ فلاں کو کہے' وہ فلاں کو کہے پھر اس سے آگے فلاں کو اطلاع پہنچے اس لئے ہنگامی حالات کے مطابق ہنگامی نظام جاری ہوتے ہیں۔ شکایات موقع پر کریں ایسی صورت میں سارے منتظمین کا فرض ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے معاونین پورے کریں۔ اگر مہیا نہ ہوں تو بلا تاخیر افسر معاونین سے مطالبہ کریں۔ مہمانوں سے بھی میری یہی درخواست ہے کہ وہ اپنی شکایات موقع پر کیا کریں۔ بسا اوقات موقع پر صبر کر جاتے ہیں اور گھروں میں واپس جانے کے بعد بے صبری دکھاتے ہیں یعنی جب صبر کا موقع نہیں اس وقت صبر کرتے ہیں۔ جب صبر کا موقع ہے اس وقت بے صبری دکھا جاتے ہیں۔ یعنی ان معنوں میں کہ پھر وہ اپنی شکایتیں لوگوں تک پہنچاتے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا واقعہ بھی بعض دفعہ جماعت کے کارکنوں کی اتنی بدنامی کا موجب بن سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت میں یہ نظام جاری نہ ہو کہ بروقت مجھے اطلاع کر دیتے ہیں تو وہ خرابیاں آگے بڑھتی چلی جائیں۔

بعض دفعہ روٹی کے متعلق شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور ہمیشہ سے ہوتی ہے کیونکہ اتنے بڑے مہمانوں کے لئے ہمارے مزاج کی روٹی پکانا کوئی آسان کام نہیں ہے اور انتظامات میں بریک ڈاؤن بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن بعض دفعہ اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ ایک چیز مسلسل خراب بن رہی ہوتی ہے۔ مثلاً کچی اتر رہی ہے تو کچی اترتی چلی جا رہی ہے یا جل رہی ہے تو جلتی جا رہی ہے۔ ایسے موقع پر اگر بروقت اطلاع نہ دی جائے تو بہت نقصان ہوتا ہے یعنی رزق کا بھی نقصان اور لوگوں کے معدوں کا بھی نقصان اور مزاج کا بھی نقصان اور پھر باتوں کی وجہ سے اور روحانی لحاظ سے بھی نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے اس دفعہ شکایات کا ایک دفتر اس رنگ میں کھولنا چاہئے کہ جس میں ہر شاکی اپنی شکایات بلا تاخیر ڈال دے اور اسی رات یا اگر افسر شکایات جو بھی مقرر ہو وہ یہ ضروری سمجھے کہ یہ اس نوعیت کی شکایت ہے کہ فوری طور پر مجھے اس کی اطلاع ملنی چاہئے' مجھے فوری اطلاع دے ورنہ رات کو جو دستور ہے کہ سارا دن کی شکایتیں اکٹھی ہو کر پھر شام کو پہنچیں تو یہ ایک دوسرا شعبہ بھی امسال سے یہاں جاری ہونا چاہئے۔

جماعت احمدیہ کی روایات میں اس پہلو سے اخلاق کو بہت بڑا مقام حاصل رہا ہے اور ساری دنیا جو حیرت سے دیکھتی ہے کہ جماعت کا اتنا بڑا نظام کیسے چل رہا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت کے کارکنان اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوتے ہیں اور جہاں کہیں گرمی پیدا ہونے کے خطرات ہوتے ہیں وہاں اگر ایک سے غلطی ہوئی ہے تو دوسرا اپنے حسن خلق کے نتیجے میں اس معاملے کو سنبھال لیتا ہے۔ بعض دفعہ ایک مہمان تیز مزاج آ جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک میزبان تنقید برداشت نہیں کر سکتا اور اگر بدقسمتی سے دونوں اکٹھے ہو جائیں تو پھر ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں بہت شاذ ایسے واقعات ہوتے ہیں لیکن ہم نے دیکھے ہیں۔ ایک دفعہ ربوہ میں چاول کھانے والے ایک مہمان تھے۔ ان کے لئے چاول نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابھی پکا دیتے ہیں۔ انہوں نے اتنا شور مچایا کہ جو پکانے والے تھے وہ بھی اسی مزاج کے تھے۔ خوب گرما گرم بحث ہوئی اور یوں لگتا تھا کہ خوفناک لڑائی پھیل جائے گی سارے علاقے میں شور سن کر میں لنگر سے باہر آیا اور میں نے جا کر جو دیکھا تو وہ دونوں میرا لحاظ کرتے تھے۔ پیار سے ان کو سمجھایا تو ہنس پڑے اور وہیں بات ہی ختم ہو گئی تو ایک ہنسی سے بعض دفعہ بڑے بڑے خراب نتائج جو نکل سکتے ہیں ان کی روک تھام ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپ حسن خلق سے بھی کام لیں اور جہاں مزاح سے فائدہ پہنچ سکے وہاں مزاح سے کام لیں۔ یہ بڑی ضروری چیز ہے۔

مزاح زندگی کا ایک بڑا حصہ ہے۔ ایک تو ایسا مزاح ہے جس کو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص بھانڈ بن گیا ہے۔ یعنی جس کو عادت ہو۔ دن رات سوائے مزاح کے کام ہی کوئی نہ ہو' اس کو لوگ کہتے ہیں بھانڈ بن گیا ہے۔ وہ مزاح میں نہیں کہہ رہا لیکن وہ مزاح جو زندگی کی خشکیوں میں تری پیدا کرتا ہے۔ وہ مزاح بہت ضروری ہے اور بعض دفعہ غصوں کو ختم کرنے کے لئے مزاح بہت کام دیتا ہے۔ بعض دفعہ بچے ایسی حرکت کر دیتے ہیں کہ ماں باپ کو ہنسی آ جاتی ہے خواہ کتنا ہی غصہ ہو ان سے پھر وہ ہنسی برداشت نہیں ہوتی اور ہنسی برداشت نہ ہونے کے معاملے میں چھوٹے بڑے' ادنیٰ اعلیٰ سب برابر ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ اگر وفات کا موقع بھی ہو اور لوگ سوگ پر بیٹھے ہوں۔ اگر کسی سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو مزاحیہ ہو تو اس وقت بھی ہنسی برداشت نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ قادیان میں مجھے یاد ہے ہمارے بھائیوں سے

کوئی غلطی ہو گئی جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے غالباً یہ تھی کہ ہمیں پتہ نہیں لگا تھا کہ حضرت امام جماعت الثانی نماز کے لئے چلے گئے ہیں اور ہم کھیلتے رہے اور جب وہ واپس نکلے تو اس وقت ہمیں سمجھ آئی کہ ہم پکڑے گئے اور غلطی ہو گئی۔ بہر حال حضرت امام جماعت الثانی نے لائن لگوا دی اور سب کو سزا دینی تھی۔ اب ہمیں پتہ نہیں کیا سزا دینی تھی مگر بڑے غصے میں تھے کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ ادھر نماز ہو رہی ہے تھی اور تم صحن میں کھیل رہے تھے۔ تو ہمارے ایک بھائی جن کا نام لینا اس وقت مناسب نہیں ان کی شکل اس وقت اس قسم کی بن گئی خوف سے اور چہرہ بھی موٹا تھا تو وہ ذرا سامنہ کانپتا تھا تو ایک کلّہ نیچے ہو جاتا تھا ایک اوپر ہو جاتا تھا تو حضرت امام جماعت الثانی کی Sensive یعنی مزاح کا جو ذوق تھا وہ بہت اعلیٰ اور لطیف تھا تو آپ کی اس پر جو نظر پڑی تو ہنسی برداشت نہ ہوئی۔ پہلے اپنی پگڑی کا تھوڑا سا پلّو منہ پر رکھا اور کوشش کی برداشت کرنے کی۔ اس کے بعد اس قدر قہقہہ نکلا کہ ہمیں اسی طرح چھوڑ کر آپ اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے۔ تو ہنسی میں نے جیسا کہ بتایا ہے بعض دفعہ بڑے بڑے غصے پر قابو پا لیتی ہے تو اگر کوئی لطیف مزاح ہو تو وہ فائدہ بھی پہنچاتا ہے لیکن بھونڈے مذاق سے بچنا۔ کیونکہ بھونڈا مذاق ہنستے ہوؤں کو بھی غصہ دلا دیتا ہے۔ اور ہر موقعہ کی بات ہوا کرتی ہے' اس لئے بھانڈ پنے سے کام نہیں بنتا' ذہانت کے ساتھ مزاح کا استعمال ہونا چاہئے۔

اعلیٰ اخلاق اور نظم و ضبط کے رشتے کے متعلق کچھ بتانا ضروری ہے۔ بعض لوگ اعلیٰ اخلاق کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ نظم و ضبط کو توڑ دیا جائے۔ حسن خلق کی خاطر نظام کو توڑ دیا جائے۔ کسی کے پاس ٹکٹ نہیں ہے تو اس کو بھی جانے دیا۔ قانون مقرر ہے کہ فلاں جگہ کھانا کھانا ہے۔ تو جہاں کوئی آیا وہیں اس کو بٹھا کے کھلا دیا۔ یہ جو چیزیں ہیں یہ ایک پہلو سے حسن خلق کہلا سکتی ہیں' بڑا نرم انسان ہے۔ بڑا خلیق ہے۔ ہر آدمی کی خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ایک پہلو سے یہ بدانتظامی ہے اور بعض دفعہ بدانتظامی اتنی شدید رنگ کی ہو جاتی ہے حسن خلق کی وجہ سے کہ اس سے بڑے بڑے خطرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سیکیورٹی' حفاظت کا نظام ہے اور لنگر خانوں میں اگر کسی کو جانے کی اجازت نہیں تو وہ حفاظت کے نظام کی خاطر ہی ہے۔ بعض دفعہ بعض شریروں نے ہمارے جلسہ سالانہ پر کھانوں میں زہر ملانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ جماعت نگران تھی اور خدا کے فرشتے نگران تھے۔ جنہوں نے نگرانوں کو متوجہ فرما دیا تو ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ایسا ہوا ہے تو ایسے موقعوں پر حسن خلق خودکشی کے مترادف ہوتا ہے حسن خلق اور چیز ہے اور نظم و ضبط اور چیز ہے اور ان دونوں کے درمیان ٹکراؤ نہیں ہے۔ آپ بڑے حسن خلق کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ ایک آدمی کو کہہ سکتے ہیں کہ جناب آپ آگے نہیں جائیں گے۔ وہ سختی بھی کرے تو آپ برداشت کریں۔ یہ حسن خلق ہے لیکن اس کو آگے جانے دیں یہ بدنظمی ہے۔ اس لئے ہر نظام میں ان دونوں چیزوں کے درمیان توازن رکھنا بڑا ضروری ہوا کرتا ہے۔ جو آپ کے فرائض ہیں آپ نے بہر حال ادا کرنے ہیں۔ جن فرائض میں تبدیلی کا آپ کو اختیار نہیں وہاں اگر اپنے اخلاق کی وجہ سے آپ تبدیلی کرتے ہیں تو مجرم بنتے ہیں۔ اپنے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے جتنی نرمی' جتنا لطف و عنایت دکھا سکتے ہیں ضرور دکھائیں۔ مگر دائرہ کار کو پھلانگنے کی اجازت نہیں ہے۔ بعض دفعہ لوگ اپنے ایسے غیر احمدی مہمان کو لے آتے ہیں جس کے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ اب اس سے کئی طرح سے باتیں ہو سکتی ہیں۔ سختی سے بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہرگز نہیں ہم جانے دیں گے۔ اس کے سامنے بھی کہا جا سکتا ہے جس سے دونوں کی دل شکنی ہو اور حسن خلق سے یہ کہیں کہ یہ ہمارا نظام ہے اور ساری جماعت کے مفاد میں یہ نظام ہے اس لئے آپ مہربانی فرمائیں کسی بہانے سے ان کو ذرا تھوڑی دیر ٹالیں اور یہ طریق ہے جس سے اجازت مل سکتی ہے۔ اور فلاں نظام ہے۔ جس کے پاس آپ کو جانے کی ضرورت پڑے گی تو یہ ایک طریقہ ہے سمجھانے کا۔ اگر اچھے طریقے سے سمجھایا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوئی انسان بے وجہ برا مانے لیکن اگر بدخلقی سے بات کریں گے تو اس سے یقیناً ٹھوکر لگتی ہے۔ پھر شکایتیں پہنچتی ہیں کہ ہم فلاں دوست کو لے کے آئے تھے۔ وہ بڑا ہی جماعت کے قریب آ چکا تھا اور فلاں نے بداخلاقی سے کام لیا اور وہ دور ہو گیا اور بھاگ گیا۔ ایسا ایک واقعہ ایک دفعہ پیش آیا جس میں واقعۃً منتظمین کی غلطی تھی۔ یعنی ایک ایسے شخص کو جس کے متعلق ان کو شبہ تھا کہ اس کے اوپر نظام کی طرف سے پکڑ آئی ہوئی ہے اور وہ اس جلسے میں اپنے بعض غیر مسلم مہمانوں کو لے کے آیا ہوا تھا اور انہوں نے اپنی طرف سے مستعدی دکھاتے ہوئے اور یہ سمجھے کہ نظام کا یہ تقاضا ہے جا کر بھری مجلس میں ان کو اٹھوا دیا۔ اب جو اندر داخل ہو چکا تھا اس وقت ان کا کام یہ تھا کہ افسر بالا کو بتاتے کہ فلاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کیا حکم ہے؟ اور اپنے ہاتھ میں اس فیصلہ کو نہ لیتے اور ویسے بھی جب ایک آدمی داخل ہو چکا ہے تو اس وقت اس کو اٹھانا اور بات ہے اور جب نظام کی طرف سے ہدایت بھی کوئی نہیں ہے کہ چونکہ ایک شخص کو سزا ملی ہوئی ہے۔ ایک شخص سے چندہ نہیں لیا جا رہا تو اس لئے اس کو جلسے میں بھی شامل نہ ہونے دیا جائے۔ ایسے فیصلے جو مبہم بنے رہیں اس میں نظام کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی طرف سے خود فیصلہ کریں۔ اس میں نظام کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ نظر رکھیں اور اس عرصے میں پیغام بھیج کر یا متعلقہ افسر کو مطلع کر کے اس سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور افسر بالا کا بھی یہ کام ہے کہ وہ حسن خلق سے پیش آئے اور لوگوں کی ٹھوکر کا موجب نہ بنے۔ جماعت احمدیہ دل جیتنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس بنیادی حقیقت کو تو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے اور نظام جماعت کی متابعت میں اگر دل ٹوٹتے ہوں تو ہر کارکن کا فرض ہے کہ وہ اپنی جان پر زیادہ سے زیادہ تکلیف لے لے اور دل توڑنے سے گریز کرے اور نظام کے تقاضے کو اس طرح سرانجام دے کہ اس کے دل کو بیشک تکلیف پہنچ رہی ہو لیکن جس پر وہ نظام جاری کرنا ہے اس کو کم سے کم تکلیف پہنچے یا نہ پہنچے۔ یہ ایک سلیقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے طور پر بعض لوگوں کو ودیعت ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو سکھانا پڑتا ہے لیکن اگر باشعور طور پر ہر انسان ان باتوں کو سمجھ کر اپنے مزاج کو ان چیزوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے تو ناممکن نہیں ہے لوگ تربیت سے آہستہ آہستہ سلجھ جاتے ہیں۔ بہر حال کوشش یہی کرنی چاہئے کہ آپ کسی کی ٹھوکر کا موجب نہ بنیں اور دل شکنی کا موجب نہ بنیں اور اگر توازن اس طرح کا خطرناک ہو کہ ایک طرف کسی قسم کا خطرہ درپیش ہو اور دوسری طرف ٹھوکر کا مسئلہ ہو تو یہ وہ صورت حل ہے جس کی فوری طور پر بالا افسر کو اطلاع کرنی ضروری ہے۔ یہی حل ہے۔ اور اس وقت تک اپنی نگرانی رکھیں جب تک آپ نگرانی رکھ سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے نظام کے متعلق ایک اور اہم بات جس کی طرف میں سالہا سال سے اپنے نظام کو جہاں جہاں میں کام کرتا رہا ہوں ہمیشہ توجہ دلاتا رہا ہوں بلکہ جہاں تک مجھے یاد ہے جب سے میں نظام جلسہ سے وابستہ ہوا ہوں اس پہلو کی طرف جو میں اب بیان کرنے لگا ہوں ہمیشہ توجہ دلاتا رہا ہوں' اور وہ ہے نماز کا قیام۔ جس طرح میں نے ایک بنیادی بات آپ کے سامنے یہ رکھی کہ ہم دل جیتنے کے لئے آئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ دل کس کی خاطر اپنے لئے یا کسی اور کے لئے۔ ہم خدا کی خاطر دل جیتنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس لئے اگر دل خدا کی خاطر نہ رہیں تو تو پھر وہ جیتنے کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔ بالکل بے معنی اور لغو بات رہ جاتی ہے اور خدا کی خاطر دل جیتنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم بنی نوع انسان کو عبادت گذار بنانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ لوگ جو نظام کے بہانے نمازیں چھوڑ دیتے ہیں ان کے پاس اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ نماز کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ شدید جنگ کے دوران بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے کہ بالکل ناممکن بنا دیا گیا اور وہ صرف ایک دفعہ ہوا۔ باقاعدہ نماز ادا کرتے تھے۔ اور لڑائی ہو رہی ہوتی تھی اور قرآن کریم کے بیان کے مطابق آپ پھر بھی باجماعت ادا کرتے تھے۔ آدھے لوگ آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کے علیحدہ ہو جایا کرتے تھے اور دوسرے دوسری رکعت پڑھنے کے لئے آتے تھے تو یہ ہتھیار سنبھال لیتے تھے اور پھر پہلی پارٹی دوبارہ واپس آتی تھی ان کو ہتھیار دے کر اور اپنی دوسری رکعت بعد میں پوری کرتی تھی اور دوسری پارٹی پھر واپس آ کر ان کو ہتھیار پکڑا کر اپنی رکعت پوری کرتی تھی۔ اب یہ بتائیں کہ چار پھیرے پڑتے تھے اور دوران جنگ جب لڑائی ہو رہی ہو اس وقت یہ کیفیت حیرت انگیز ہے۔ سوائے اس کے کہ انسان کو کامل یقین ہو جائے' ایک ذرہ بھی شک نہ رہے۔ (.......) اور عبادت کے مقابل پر پھر کسی چیز کو کوئی اہمیت نہیں رہتی تھی۔ یہاں چھوٹے سے نظام میں رکھنے کے خیال سے بھی لوگ نمازوں کو ٹال دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض تو ایسے ہیں جو پھر نماز قضاء کر جاتے ہیں۔ یا بعض پڑھتے بھی نہیں ہوں گے۔ کیونکہ انگلستان وغیرہ میں نظام اس طرح جاری نہیں ہیں جس طرح قادیان یا ربوہ میں جاری تھے اور نماز کی اہمیت کا احساس اس شدت کے ساتھ چھوٹی نسلوں میں پیدا نہیں کیا گیا جیسا کہ قادیان ربوہ میں یا پاکستان کی بڑی جماعتوں میں کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں دہرا خطرہ ہے کارکن آئیں گے' وہ سمجھیں گے کہ یہی نیکی ہے کہ میں کارکن ہوں اور نماز ہو نہ ہو' کیا فرق پڑتا ہے۔ اس سے مستقبل کے لئے آپ بہت ٹیڑھی عادتیں چھوڑ جائیں گے اور نہایت بڑے خطرات پیدا کر جائیں گے۔ جب زور برتن پر ہو جائے اور یہ دیکھا ہی نہ جائے کہ برتن بھرا ہوا ہے کہ خالی۔ یہ تو ایسے برتن سے کسی نے سر پھوڑنا ہے جس میں کچھ بھی نہ ہو۔ یہ نظام برتن کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے اندر عبادت کی روح ہے۔ محبت کی روح ہے اور اعلیٰ اخلاق کی روحیں ہیں جو اس نظام جماعت کے برتن میں محفوظ رہتی ہیں اور سب سے اہم روح جو اس نظام میں ہے وہ عبادت کی روح ہے۔ پس جلسے کا نظام ہو یا کوئی اور اگر اس کی وجہ سے عبادت میں رخنہ پیدا ہوتا ہے تو ہم اپنے اعلیٰ مقصد کو ایک ادنیٰ مقصد پر قربان کر رہے ہیں۔ جب کہ عہد بیعت میں اس کے لئے بالکل برعکس صورت حال ہے۔ عہد بیعت میں آپ یہ اقرار کرتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا تو وہاں نسبتی لحاظ

سے وہ نظام جو بظاہر دین ہی کا حصہ ہے عبادت کے مقابل پر دنیا بن جاتا ہے اور یہ دین اور دنیا کا رشتہ اسی طرح چلتا چلا جاتا ہے۔ باریک در باریک ہوتا چلا جاتا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ دینی فرائض میں بھی آپس میں ایک تناسب ہوتا ہے اوپر کے درجہ کا دینی فرض نچلے درجے پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔ پس نماز باجماعت کے قیام کی طرف سارے منتظمین توجہ رکھیں اور ایک تربیت کا نظام ہے وہ تو اپنی جگہ کام کرے گا لیکن ہر افسر شعبہ کا کام ہے کہ اس کے ماتحت افسران اور معاونین سب باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ان کے لئے چھوٹی باجماعت نمازوں کا شعبہ وار انتظام کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ بعض وقت باجماعت نماز میں شامل نہیں ہوسکتے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بھی دوران جہاد آدھے مجاہدین شامل نہیں ہوسکتے تھے مگر وہ جو صورت ہے کہ وہ آدھی نماز پڑھیں اور پھر واپس چلے جائیں۔ پھر دوسرے آدمی نماز پڑھیں وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ اس کو ہم عام نہیں کرسکتے۔ اس لئے یا آپ باجماعت نماز پڑھ سکیں گے یا نہیں پڑھ سکیں گے دو ہی صورتیں ہیں وہ جو صورت تھی جو میں نے بیان کی ہے اس کے اندر ایک اور فلسفہ ہے جس کو آپ کو سمجھنا چاہئے۔ جہاد کے وقت ہر شخص کو اپنی زندگی کے متعلق بے یقینی ہوتی تھی اور سب سے بڑی صحابہ کی خواہش' اپنی زندگی کی آخری خواہش یہ ہوا کرتی تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے نماز کی توفیق مل جائے۔ پس یہ جو نظام بیان کیا گیا ہے یہ کوئی جلد بازی میں تجویز ہوا نظام نہیں ہے بلکہ ایسا حیرت انگیز حکمت پر مبنی نظام ہے جس کو دنیا دار سمجھ ہی نہیں سکتے۔ ایک دنیادار جرنیل کے دماغ میں نہیں آسکتی' اس کے خواب میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ جنگ کے دوران کسی کو پیچھے بلا کر آدھوں کو پہلے چرچ میں بلاؤ' پھر وہ پہلے واپس آئیں' پھر وہ دوسرے واپس آئیں۔ وہ کہے گا کہ یہ کیا چکر ہے۔ یہ تو بالکل بے معنی اور بے حقیقت بات ہے مگر دلوں میں عظمت کس چیز کی ہے۔ یہ ہے فیصلہ کن بات۔ اور قرآن کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کی رضوان اللہ علیہم سچائی کی کتنی بڑی دلیل اس چھوٹے سے حکم میں مضمر ہے۔ بلا استثنا' بلاشبہ سب سے بڑی عظمت اس وقت عبادت کو حاصل تھی اور وہ عبادت جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی جائے۔ ایسے حریص تھے مومن اس عبادت کے لئے کہ خدا تعالیٰ نے محبت کے نظر سے ان کی تمنا کو دیکھا اور ایک ایسا نظام تجویز کیا جو دنیا کی نظر میں کلمزی (Clumsy) اور ناقابل عمل قرار دیا جائے لیکن ان کے دل کی تمنا دیکھیں کہ کتنی شدید تھی اور کیسی کیسی دعائیں ان کے دل سے پھوٹتی ہوں گی کہ خدایا ہمیں توفیق ملے کہ ہم بھی شہادت سے پہلے تیرے پاک رسول ؐ کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہوں کہ خدا نے ان کے دلوں پر نظر ڈالتے ہوئے قرآن کریم میں یہ حکم جاری فرما دیا ہے۔ وہ بات تو پھر نہیں ہوسکتی۔ لیکن عبادت کی محبت کا سبق تو ہمیں مل گیا ہے۔ یہ تو پتہ چلا کہ سب سے زیادہ شدت کی مصروفیت کے وقت بھی عبادت کو جو اہمیت حاصل ہے ویسی کسی اور چیز کو حاصل نہیں۔

پس اس پہلو سے اس جلسے پر بھی اور دنیا بھر میں جہاں یہ خطبے پہنچیں گے اور وہاں بھی جلسے ہوں گے وہاں کے کارکن بھی اس بات کو پلے باندھ لیں اچھی طرح اور مضبوطی سے پکڑلیں کہ ہر منتظم کا فرض ہے کہ اپنے ماتحتوں کو عبادت پر قائم کرے۔ عبادت کے سلیقے سکھائے۔ اور جلسہ یو۔کے کے موقعہ پر تو آپ کو یہ ایک دہرا فائدہ ہوگا کہ ایسے بچوں کو بھی آپ عبادت سکھانے کی توفیق پالیں گے جن میں سے بعض نہیں پڑھتے ہوں گے۔ کیونکہ یہاں کی تربیت میں بہت سے خلا رہ گئے ہیں۔ میں تقریب ۶ سال پہلے یہاں آیا۔ اس سے پہلے جو تربیت کی حالت تھی اس میں بہت سے نقص تھے۔ جو نسلیں اس تربیت کے دوران پیدا ہوئی ہیں جب میں یہاں موجود رہا ہوں ان کے اندر اور پہلی نسلوں میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے خلاء والی بہت سی نسلیں یہاں ملیں گی جن کے اندر جگہ جگہ تربیتی خلا موجود ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خدا تعالیٰ منتظمین کو یہ بہت بڑی سعادت بخشے گا کہ اگر وہ اپنے کارکنوں کو نماز سکھا دیں اور نماز کے ساتھ ان کے وضو پر بھی نظر رکھیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھیں۔ وضو ٹھیک کرتے بھی ہیں کہ نہیں اور نماز پڑھنے کا طریقہ بھی ٹھیک آتا ہے کہ نہیں۔ باریک نظر سے دیکھیں تو ان تین' چار' پانچ دفعہ دس دنوں میں' بعض کارکنوں کا عرصہ خدمت دس دن تک بھی پھیلا ہوگا۔ بعضوں کا شائد اس سے بھی زیادہ ہو۔ بہت اچھا موقعہ میسر آسکتا ہے کہ نئے نوجوانوں کی' نئی نسلوں کی تربیت کی جاسکے۔

تربیت کے معاملے میں میں نے یہ کہا کہ باریک نظر سے تفصیل سے دیکھیں۔ اور یہی بات انتظام کے معاملے پر چسپاں ہوتی ہے۔ اچھا منتظم وہی ہے جو حکم جاری کرنے کے بعد یا ہدایت دینے کے بعد آخری کنارے تک نظر رکھے اور نیچے اتر کر اس سطح پر جو کام کی آخری سطح ہے وہاں دیکھے کہ کس طرح ہدایتیں پہنچی ہیں اور کس طرح وہاں کام ہو رہا ہے اور پلاننگ کے وقت بھی باریک باریک امکانات کو اور احتمالات کو پیش نظر رکھے۔ ایسا ہی مربی دین میں کامیاب ہوتا ہے اور ایسا ہی منتظم دنیا میں کامیاب ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ ہر حکم دینے کے بعد دوبارہ سنتے تھے اور سننے کے بعد اگر اس کو ضرورت پڑتی تھی تو پھر دوبارہ بتاتے تھے اور پھر سنتے تھے۔ جب تک آپ کی یہ تسلی نہیں ہو جاتی تھی کہ سننے والے نے بات سمجھ لی ہے اس وقت تک آپ اس کو رخصت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے انتظامات میں خرابی کا باعث اس سنت سے غفلت بنتی ہے یعنی جو کارکن اس سنت کو نہیں اپناتے وہ ایک پیغام دے دیتے ہیں اور پھر بے فکر ہو کر غافل ہو جاتے ہیں جب کوئی نتیجہ نہ نکلے یا غلط نتیجہ نکلے اور ہم پوچھیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی! ہم نے تو بتادیا تھا اس کو۔ جب اس کو جس کا جو بھی نام ہو اس کو بلایا جاتا ہے کہ جی تمہیں بتادیا تھا اور پھر تم نے یہ حرکت کی تو وہ کہے گا۔ جی! مجھے انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا یہ بتایا تھا۔ اب اس میں جھوٹ سچ کا سوال نہیں ہے۔ سننے کے انداز مختلف ہیں۔ بتانے کے انداز مختلف ہیں۔ جب تک ان دونوں کا مزاج ہم آہنگ نہ ہو جائے اور یہ بات اچھی طرح واضح نہ ہو جائے کہ جو کہا گیا تھا وہ سمجھا بھی گیا ہے کہ نہیں۔ اس وقت تک دونوں میں سے کسی کا بھی قصور قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ دونوں کا قصور ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ داری سنانے والے پر ڈالی ہے۔ اسی لئے اپنی خدا کے حضور اسی رنگ میں ذمہ داری دیکھتے رہے اور یہ آپ کی عظمت کا وہ راز ہے۔ جو شخص کسی کی جواب طلبی کرنے والا ہو اگر وہ اپنی جواب دہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور اس فکر میں غلطاں نہیں رہتا تو وہ حقیقت میں جواب طلبی کی بھی اہلیت نہیں پاتا اور اس کے نظام میں ایسی خرابیاں لازماً ہوں گی جس کے نتیجے میں جو بات اس کے سپرد کی گئی ہے آگے صحیح رنگ میں پہنچے گی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق تھا کہ بات بیان فرماتے۔ پھر یہ بھی فرمایا کرتے کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک یہ بات پہنچائے اور پھر خود آخری عمر میں سب سے بڑے مجمع میں مخاطب کرکے' جو حجۃ الوداع کا موقعہ تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ بتاؤ' گواہی دو کہ خدا نے جو مجھے پیغام دیا تھا میں نے تم تک پہنچا دیا اور وہ لاکھوں کا مجمع بتایا جاتا ہے اس سارے مجمع نے یک زبان ہو کر گواہی دی۔ آپ کو ان کی گواہی کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ ان پر گواہ تھے لیکن اپنے دل کی ایک خواہش پوری کرنے کے لئے کہ خدا کے سامنے میں جواب دہ ہوں۔ میرے سامنے خدا کے یہ لاکھوں بندے گواہ ٹھہر جائیں کہ ہاں میں نے حق ادا کر دیا تو اچھا منتظم خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو اس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر چلے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں۔ چاہے نہ چاہے اسے اس سنت پر عمل کرنا ہی ہوگا۔ اور جہاں نہیں کرے گا وہاں نقصان اٹھائے گا۔ سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ خوبی ہے کہ اس کے اکثر حصے ایسے ہیں جس میں منکرین کے لئے بھی سوائے اس سنت پر چلے چارہ نہیں ہے۔ نہیں چلیں گے تو مار کھائیں گے۔ اس لئے جو غلام ہیں جو عاشق ہیں جنہوں نے دنیا کو اس غلامی کے رنگ سکھانے ہیں ان کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کو بڑی باریک نظر سے دیکھیں اور اپنی جان پر اس کو جاری کریں۔ اپنے دل سے چمٹا کے بیٹھ جائیں اور پھر اس سے استفادہ کر کے نیک نمونے دنیا میں ظاہر کریں جو سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو زندہ کرنے والے نمونے ہوں۔ پس نظام جماعت کے ہر حصے پر اس بات کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ جب کسی کارکن کو ہدایت دیں جلسے کے موقعہ پر بھی یہی طریق اختیار کریں۔ ہدایت کے بعد اس سے پوچھیں کہ کیا سمجھے ہو' بتاؤ۔ پھر وہ جو غلط سمجھا ہوگا اس کو درست کریں اور پھر اس کو یہ بھی سکھائیں کہ اگر تم نے کسی اور کو پیغام دینا ہے تو آگے بھی اسی طرح' اسی طریق پر دو۔ اور اچھی طرح یقین کرلو کہ بات صحیح رنگ میں پہنچ گئی ہے۔

آخری بات یہ کہ دعا پر بہت زور دیں۔ میں نے بارہا زور دیا ہے لیکن دعا ایک ایسی چیز ہے جس پر پورا زور دیا ہی نہیں جاسکتا یعنی جتنا بھی دیں اتنا ہی کم ہے۔ یہ اردو کا محاورہ ہے مگر عملاً یہ محاورہ اور کسی چیز پر صادق آئے نہ آئے دعا کے مضمون پر ضرور آتا ہے۔ انسان جس کو کثرت سے دعا کی عادت بھی ہو وہ بھی بعض موقعہ پر غافل ہو جاتا ہے اور جس کو زیادہ دعا کی عادت ہو اور خدا تعالیٰ اس کو سبق دینا چاہے تو اس کی تھوڑی سی غفلت بھی غلط نتیجہ پیدا کر کے اس کے سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور جب اسے یاد آتا ہے کہ اوہو! میں نے تو دعا کرنی تھی اور دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نتیجے کو درست بھی فرما دیتا ہے۔ پس ہمارے تمام منتظمین کو دعا کو اپنانا چاہئے اور دعا سکھانی چاہئے۔ جس طرح نماز سکھانی ہے۔ اس طرح اپنے نوجوانوں کو دعا کی اہمیت بتائیں اور ان سے کہیں کہ اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کے وقت اپنے لئے دعا کیا کریں۔ ہر کام میں مصروف ہوتے وقت دعا کیا کریں۔ اس سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی سہولتیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر کام اس طرح چلتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ کون چلا رہا ہے۔ خود رو ہو جاتے ہیں۔ بہتے چلے جاتے

ہیں اور اسی طرح پھر ہم نے دیکھا ہے کہ جلسے کے بعد جلسہ آکر گزر جاتا ہے۔ شروع میں بڑی مشکل پڑتی ہے۔ بڑے بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں لیکن جب جلسہ چلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتے وہ بوجھ اٹھا کر اس حد سے گزر چکے ہیں اور پتہ ہی نہیں لگا کہ کب وقت آیا اور کب گزر گیا تو یہ دعاؤں کی برکت ہے جو ہماری نسلوں نے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی تربیت یافتہ نسلوں سے ورثے میں یہ برکت پائی ہے اور یہ سلیقہ سیکھا ہے۔ اسے اب اگلی نسلوں میں ہمیں جاری کرنا ہے اور نسلاً بعد نسلٍ اس کی حفاظت کرنی ہے تو دعا کریں اور دعا کروائیں اور دعا کے سلیقے سکھائیں اور اس کے نیک نمونے قائم کریں اور پھر اس کے پھل کھائیں۔ دعا کے ذریعے مانگ کر جو چیز ملتی ہے اس کا مزہ ہی اور ہے۔ خدا کے روزمرہ تو اتنے احسانات ہیں کہ ان میں ڈوبے ہوئے آپ کو یہ پتہ ہی نہیں رہتا کہ کون کون سے احسانات ہیں۔ گننا شروع کریں تو ایک دن کے احسانات مہینوں میں نہیں گن سکتے لیکن دعا کے وقت ایک ذاتی رابطہ پیدا ہو جاتا ہے احسان پانے کا اور جو اس کا لطف ہے وہ عمومی احسان سے ایک الگ لطف ہے۔ روزمرہ روٹی کھا رہے ہیں لوگ۔ روٹیاں تقسیم ہو رہی ہیں مگر کسی کو بلا کر کہا جائے کہ میاں یہ تمہارے لئے روٹی رکھی ہوئی ہے اس روٹی کا بالکل اور مزہ ہے۔ اس لئے دعا کے ذریعے وہ لذت حاصل کریں اور اپنے رب سے وہ تعلق پیدا کریں جس کے نتیجے میں آپ کو بھی خدا کی طرف سے تھوڑا تھوڑا مائدہ ملنا شروع ہو جائے۔ کچھ رزق براہ راست آپ کے حصے میں آئے اور اس کی وجہ سے پھر مستقل ہماری آئندہ نسلوں کی حفاظت ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

اب میں جلسے سے تعلق رکھنے والی بعض باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں (جلسہ سالانہ یوکے ایک مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک سے بکثرت لوگ اس لئے یہاں حاضر ہوتے ہیں کہ یہ وہ جلسہ ہے جس میں (امام جماعت) شریک ہوتا ہے اور اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت مل گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ جلسہ یوکے کا جلسہ کہلاتا ہے اور یوکے کی جماعت ہی زیادہ تر اس کا بوجھ اٹھاتی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس کی دوسری حیثیت نظر انداز نہیں ہو سکتی۔ عارضی طور پر بھی جب میں کسی جگہ جاتا ہوں' امریکہ ہو یا کینیڈا یا جرمنی یا کوئی اور ملک تو وہاں اچانک جمعوں کی حاضری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ عام اجلاسوں کی حاضری بڑھ جاتی ہے۔ دور دور سے احمدی اپنی محبت اور جوش اور ولولے کے ساتھ وہاں حاضر ہوتے ہیں لیکن ان سب جگہوں میں مجھے سب آنے والے صاف نیت دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں کوئی فتور نظر نہیں آتا کیونکہ جو شخص مصیبت اٹھا کر بہت سے خرچ کر کے بہت دور دور سے آتا ہے اور دنیا کا کوئی فائدہ اس کے پیش نظر نہیں تو اس کی نیت پر حملہ کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اور ایسے لوگ ہیں جو دین و دنیا میں ہر لحاظ سے خدا کی نظر میں مقبول ٹھہرتے ہیں اور اپنی نیتوں کا فیض پاتے ہیں۔ لیکن یوکے (U.K) کے جلسے کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے جو مشاہدہ کیا ہے اس کی رو سے کئی قسم کے لوگ یہاں آتے دیکھے ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم آپ کا منہ دیکھنے آئے ہیں یا جلسہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں اور بڑے جوش اور شوق سے آئے ہیں لیکن جب بات کو مزید کریدا جاتا تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی اصل نیت کسی اور ملک میں (نقل مکانی) کی ہوتی ہے۔

جہاں تک پاکستان کے حالات کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں ہرگز کسی کو متہم نہیں کرتا۔ وہاں اتنے دردناک حالات ہیں۔ کہ اگر سارے پاکستانی احمدی بھی اپنے دین کی حمیت کی خاطر روزمرہ کی زندگی میں ظلم و ستم سے بچنے کے لئے اور دین کے معاملے میں ہر روز طعن و تشنیع کا نشانہ بننے سے بچنے کی خاطر اگر ملک چھوڑ دیں تو ان پر کوئی حرف نہیں۔ کسی پہلو سے بھی ان کو مطعون نہیں کیا جا سکتا لیکن نیتوں کو آپس میں ملا دینا یہ قول سدید کے خلاف ہے اور اگر قول سدید نہ رہے تو اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مجھے فکر لاحق ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو یہ نیت لے کر چلتے ہیں کہ ہم نے کہیں اسائلم حاصل کرنا ہے ان کو اپنے آپ کو صاف صاف دیکھنا چاہئے۔ وہ خود اپنی نظر سے اپنی نیت کی جڑ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر مٹی ڈال دیتے ہیں اور اس دھوکے میں مجھے بھی مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو صرف آپ کا چہرہ دیکھنے کو ترسے ہوئے تھے اس لئے آگئے ہیں اور اس کے بعد جلد از جلد اس چہرے کی طرف پیٹھ کر کے کسی اور ملک کی طرف بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا آنا اپنی جگہ درحقیقت درست ہے لیکن نیت صاف ہونی چاہئے' بات سچی ہونی چاہئے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم تنگ آ گئے تھے۔ ہمیں نکلنے کی کوئی راہ نہیں تھی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے سوچا کہ جہاں تک پیش چلے ہم پاکستان سے (نقل مکانی) کر کے کسی ایسے ملک میں پناہ لیں جہاں مذہبی آزادی ہو۔ جہاں امن کے سانس لے سکیں تو اس پر کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ ساتھ وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی شوق پیدا ہوا کہ اس جلسے میں بھی شامل ہو جائیں گے۔ یہ ایک سچائی کی بات ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں میری ان سے محبت کم ہونے کی بجائے بڑھے گی لیکن جب بات الٹ کر کے پیش کرتے ہیں کہتے یہ ہیں کہ ہم آپ کا منہ دیکھنے آئے۔ جلسے کے ترسے ہوئے آئے ہیں اور دل کی نیت ان کو بتا رہی ہوتی ہے خواہ وہ اس آواز کو سنیں یا نہ سنیں کہ نہیں تم دراصل کسی اور غرض سے آئے ہو۔ تو اس طرح وہ اپنا ثواب بھی گنوا دیتے ہیں۔ ایک ہی بات کو مختلف طریق سے بیان کرنے کے نتیجے میں بھی ثواب یا اس کی بجائے بعض دفعہ سزا مترتب ہو جاتی ہے۔ اصل تقویٰ ہے جو نیکی کی جڑ ہے اور تقویٰ کی بات کو ہمیشہ میٹھے پھل لگتے ہیں۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے صاف گو رہے۔ اپنے اندر کی روشنی سے اپنی نیتوں کے آخری کناروں تک نظر رکھتا ہو۔ اپنی نیتوں کی جڑوں کو پہچانتا ہو یہی تقویٰ ہے اور اس کے نتیجے میں جب وہ سچ بولے گا۔ صاف بات کرے گا تو اس سے تعلق بڑھے گا نہ کہ کم ہو گا۔ اس کے برعکس بہت سے ایسے احمدی وہاں سے تشریف لاتے ہیں جن کی نیت خالص جلسے میں شرکت کی ہے یا ایک مدت سے (امام جماعت) کو نہیں دیکھا ہوتا اور یہ تڑپ لے کر آتے ہیں۔ بعض دفعہ انسان ایسے انسانوں سے اتنا متاثر ہوتا ہے کہ دل کے اندر ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے ایسی کئی عورتیں ہر جلسے پر آتی ہیں جنہوں نے کبھی اپنے گاؤں سے کسی دوسرے شہر کا بھی سفر نہیں کیا ہوتا' نہ ان کو شوق ہوتا ہے۔ ساری عمر کراچی نہیں دیکھا۔ لاہور نہیں دیکھا اور بڑے بڑے بعض شہر ہیں۔ کبھی خیال ہی نہیں آیا بلکہ اپنے گاؤں کو چھوڑنے کو مصیبت سمجھتی ہیں لیکن پیسے جوڑ جوڑ کر دور دراز کے علاقوں سے وہ آتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ ایک سال نہیں کئی کئی سال تک پیسے جوڑتی رہتی ہیں تاکہ کسی طرح جلسے پر چلی جائیں اور خود بالمشافہ اپنے امام کو دیکھیں اور اس کی گفتگو سنیں۔ اور جب ان سے پوچھتا ہوں کہ بی بی اب کیا خیال ہے؟ تو کہتی ہیں کہ جی! اب واپسی' جو ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ جو تمنا تھی وہ پوری ہو گئی۔ اب ہم واپس جا رہی ہیں ایک ایسی ہی خاتون آئیں جن کے چہرے سے نور برستا تھا اور وہ سچائی کا نور تھا۔ غریب سادہ طبیعت کی خاتون اور دیکھ کر یوں جس طرح پھول کھل جاتا ہے اس طرح ان کی فطرت کھل اٹھی اور چہرے بشرے سے وہ خوشی ظاہر ہو رہی تھی جو امیدیں پوری ہونے پر پیدا ہوتی ہے۔ ایسی خوشی پھوٹتی تھی اور مجھ سے انہوں نے کچھ دیر باتیں کیں۔ میں نے کہا کہ کس طرح تشریف لائیں تو انہوں نے بتایا کہ اس طرح کہ گو حالات اچھے ہیں۔ گزارا چلتا ہے لیکن سفر کے لئے پیسے جوڑنے پڑتے ہیں اور سارا سال میں اس طرح بچت کرتی رہی اور خدا کے فضل سے مجھے پھر توفیق ملی ہے اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اجازت ہو تو میں بیگم صاحبہ کو بھی ایک نظر دیکھ لوں۔ حالانکہ دل کے اپریشن کی وجہ سے ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے کہ زیادہ ملاقاتیں نہیں کروانیں سوائے اس کے گھر والے یا بہت بے تکلف دوست ہوں جن سے طبیعت پر بوجھ نہ پڑے لیکن ان کے لئے میرے دل میں اتنا احترام تھا کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ میں خود ان کے ساتھ لے کر اوپر گیا اور اوپر جا کر ان کا تعارف کروایا۔

تو تقویٰ اپنے الگ رنگ رکھتا ہے۔ اس کے اندر ایک ایسی قوت ہے کہ جو دلوں کو مغلوب کر لیتی ہے۔ اس میں خدا کی سچائی بول رہی ہوتی ہے۔ پس تقویٰ وہی ہے جو انسانی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دے اور اس کا آغاز نیتوں سے ہوتا ہے۔ نیت صاف ہو گی تو جو پودا بھی اس سے نکلے گا صحت مند نکلے گا جتنا وہ نشوونما پائے گا اتنا خدا کے قریب تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس کی شاخیں زمین کی طرف بدنیت سے نہیں جھکا کرتیں بلکہ آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور جب الٰہی پھلوں سے لد جاتی ہیں تب زمین کے فائدے کے لئے اس کی طرف جھکتی ہیں۔ جو بدنیتوں کے پودے ہیں ان کی شاخیں بھی بعض دفعہ زمین کی طرف جھکتی ہیں مگر پھل دینے کے لئے نہیں بلکہ زمین کا رس چوسنے کے لئے اور وہ بار بار جھکتی ہیں اور بار بار نئی جڑیں پیدا کرتی ہیں۔ پس نیتوں کا معاملہ ایک بہت ہی گہرا معاملہ ہے۔ اس زندگی سے ہی اس کا تعلق نہیں آئندہ زندگی سے بھی تعلق ہے۔ آج کی نسلوں کی زندگی سے ہی نہیں کثیر تعداد میں آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کے ساتھ بھی آپ کے تقویٰ کا تعلق ہے' آپ کی نیتوں کا تعلق ہے۔ پس اپنی نیتوں کو جس حد تک بھی سیدھا کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے حالات درست ہوتے چلے جائیں گے اور آپ کی اصلاح کے امکانات پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ قول سدید کے بغیر اصلاح ممکن نہیں ہے اور قول سدید' جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا اس چیز کا نام ہے کہ انسان اپنے دل کے حالات سے واقف ہو کر وہی بات کرے جو واقعتہً دل میں ہے۔ اس سے زائد بات نہ کرے اور سچی بات کرے خواہ اس کا نقصان پہنچتا ہو۔ بل دے کر اور فریب کے ساتھ بات نہ کرے۔ ایسی عورتیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دیکھیں کہ جو بڑی غربت میں اس طرح جلسے کے شوق میں آئیں کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین اور دنیا دونوں سنوار دے گا۔ ان کی نسلوں پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔ ایسے مرد بھی دیکھے جو غریب محنت کش

ہیں، جن کے متعلق خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ضرور نہیں باہر نکلنے کے لئے آئے ہوں گے لیکن جب ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جی بس! ہماری نیت پوری ہو گئی ہمیں کہاں یہاں آنے کی توفیق ملنی تھی۔ حسرتیں پال رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اچانک یہ انتظام فرما دیا اور ہم خدا کے فضل کے ساتھ اب دیکھ چکے۔ اب واپس اپنے اپنے کاموں پر جائیں گے۔ دل بے اختیار ان کی محبت میں اچھلنے لگتا ہے۔ نظر ان پر دعا بن کے نچھاور ہوتی ہے اور حیرت سے آدمی دیکھتا ہے کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے کیسے کیسے متقی اور پاکباز لوگ پیدا کر دیے ہیں، جن کی دنیا میں اور کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی اور اس کے برعکس بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں کی عورتیں ہیں جو کپڑوں کی گٹھڑیاں اٹھا کے لے آتی ہیں اور نام جلسے کا اور نیت کپڑے بیچنے کی، وہ انگلستان کی بیچاری عورتوں کی مہمان ٹھہرتی ہیں جو کہ بڑے اخلاص کے ساتھ ان کی آؤ بھگت کرتی ہیں۔ جلسے کے چند ایام میں ٹھہرنا تو ہر ایک کا حق ہے اور یہاں کی جماعت اس کو سعادت سمجھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نہایت ہی انکسار اور ایثار کے ساتھ یہ حقوق ادا کر رہی ہے۔ اور بشاشت کے ساتھ یہ حقوق ادا کر رہی ہے۔

مگر آپ اندازہ کریں کہ جب جلسہ پر آنے والے کچھ مہمان آکر اپنی گٹھڑیاں کھولتے ہیں تو ان سے بے شمار پاکستانی کپڑے نکلتے ہیں جو بیچنے کی نیت کے ساتھ آئی ہوتی ہیں۔ مجھے جب کچھ عرصہ پہلے یہ علم ہوا کہ ہمارے لجنہ کے جو مختلف فنکشنز (FUNCTIONS) ہیں، لجنہ کی مختلف تقاریب ہیں ان میں بھی کپڑوں کی دکانیں لگ گئی ہیں تو مجھے اس کی بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا کہ یہ کیا قصہ ہے تو انہوں نے کہا جی! ہم کیا کریں۔ پاکستان سے فلاں فلاں خواتین نے یہ کپڑے بھیجے ہیں کہ ہمارے کپڑے بکوا دو اور ان کے ساتھ ہماری بعض خواتین کے منہ ملاحظے ہیں۔ چنانچہ وہ بیچاریاں دکانیں لگا کر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر جب مزید اس بات کو کریدا تو پتہ لگا کہ جلسہ سالانہ پر بھی یہی قصہ چل رہا تھا اور کئی سال سے یہ ہو رہا ہے اور بہت سی خواتین جو پاکستان سے آتی ہیں وہ جلسہ سننے کی بجائے میری تقریر کے دوران بھی کپڑے بیچ رہی ہوتی ہیں اور دوسرے سننے والوں کا بھی جلسہ خراب کرتی ہیں۔ بہت سی خواتین ہیں جو اس وقت کہ رش کم ہوتا ہے وقت نکال کر وہاں جا کر سودے کر رہی ہوتی ہیں۔ میں نے پھر مزید اس بات کی چھان بین کی تو پتہ لگا کہ بے انتہا منافع بازی ہوتی ہے اتنی کہ ہوش اڑانے والی اب یہ یہاں کی خواتین پر بڑا ظلم ہے کہ وہ بیچاریاں تو دین خدا کی خاطر قربانیاں کریں اور اپنے بھی کام کریں، بچوں کے بھی کام کریں، کھانے پکائیں، برتن دھوئیں اور چھوٹے چھوٹے گھروں میں اس خاطر آپ کی مہمان نوازیاں کریں کہ آپ خدا کے مہمان ہیں اور کچھ دنوں کے بعد پتہ لگے کہ خدا کے مہمان نہیں تھے یہ تو اپنے پیٹ کے مہمان ہیں اور گٹھڑیاں اٹھائے پھرنے والی تاجرات ہیں اور جب میں نے مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں سے ان کا تعلق ہے۔ بہت امیر گھروں سے کہ جن کو ہرگز اس قسم کی مصیبت کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں ایک واقعہ ہوا ہے جس سے مجھے بڑی سخت تکلیف پہنچی ہے اور اسی وجہ سے اب میں لجنہ اماء اللہ انگلستان کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

ایک خاتون ہیں جو دل کی مریضہ ہیں۔ ان کے میاں مریض ہیں۔ ان کے پاکستان کے کسی خاندان سے تعلقات تھے۔ ان تعلقات کی خاطر وہ اپنے گھر میں ان کی اولاد کو بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے کسی نے بتایا کہ چونکہ میں نے لجنہ کو منع کر دیا کہ نہ جلسہ پر کوئی کپڑا بکے گا، نہ تمہاری تقریبات پر کوئی کپڑا بکے گا۔ جو چاہے آپ پر دباؤ ڈالے آپ نے ہرگز کسی کی بات نہیں ماننی اور صاف صاف کہہ دیں کہ ہمیں حکم ہے کہ ہم نے یہ کام نہیں ہونے دینا اور اگر آپ کو ڈر ہے کہ ان کو تکلیف پہنچے گی تو آپ ان کو خط لکھیں۔ جن جن سے تلخ تجربات ہو چکے ہیں۔ ان سب کو خطوط کے ذریعے پہلے متنبہ کریں کہ خدا کے لئے اس دفعہ کپڑے لے کر نہ آنا کیونکہ ہم اجازت نہیں دیں گے۔

اس کے باوجود وہی لوگ لائے جو پہلے بھی لاتے تھے اور جس گھر میں ٹھہرے ہیں اس گھر کے متعلق جس ذریعے سے بھی ہو سکا اشتہار دے دیا کہ آئندہ کپڑے خریدنے ہوں تو اس گھر پر تشریف لائیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بیچاری کمزور عورت، دل کی مریضہ اور کئی قسم کے امراض میں مبتلا، ایک نہایت خطرناک اپریشن سے اعجازی طور پر شفاء پانے والی مگر ابھی کمزوری باقی ہے ان کے دروازے کھٹکنے شروع ہوئے۔ کنڈی کھٹکتی تھی تو اٹھ کر پوچھتی تھیں کہ جی کیا بات ہے؟ اس پر پتہ چلتا کہ جی آپ کے ہاں فلاں خاتون ٹھہری ہوئی ہیں، وہ سنا ہے کپڑے بہت اچھے لے کر آئی ہیں تو میں کپڑے خریدنے آئی ہوں، وہ سنا ہے کپڑے بہت اچھے لے کر آئی ہیں تو میں کپڑے خریدنے آئی ہوں۔ اب بیچاری مخلص عورت کو اپنی تجارت کا نوکر بنا دینا یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اس لئے سارے یوکے (U.K) کی لجنہ کے لئے اور باقی جگہ جہاں بھی دین کی خاطر جلسے ہوتے ہیں، میں اعلان کرتا ہوں کہ ان جلسوں پر اگر کوئی اس قسم کے تجارتی مال لے کر دین کے نام پر سفر کرے اور دنیا کمانے کی نیت ہو جو اس طرح کھل کر ظاہر ہو جائے تو ان کے ساتھ ہرگز کوئی تعاون نہیں کرنا۔ کوئی احمدی عورت ایسی عورتوں سے کپڑے نہ خریدے۔ تجارت ہر ایک کا حق ہے ضرورت ہو یا نہ ہو کسی کو یہ کہنا ہمارا کام نہیں ہے کہ تم بہت امیر ہو، خدا نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے خدا کے واسطے ان چھوٹی چھوٹی حرکتوں سے باز آؤ۔ ہم نہیں کسی کو کہہ سکتے مگر جہاں دین کو ایکسپلائٹ (EXPLOIT) کیا جائے گا۔ دین کے نام پر بعض لوگوں کی شرافت کا استحصال کیا جائے گا تو وہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کوششوں کو رد کر دیں اور نامراد کر دیں۔

اس لئے تمام وہ جماعتیں جہاں میں جاتا ہوں جہاں جلسے ہوتے ہیں وہاں اگر اس قسم کے تاجر پہنچیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں تو ان کی ان کوششوں کو ناکام کر دیں۔ ان کو کہہ دو کہ ہم نے ہرگز تم سے تعاون نہیں کرنا اور یہی ان کے ساتھ نیکی کرنا ہے تاکہ اگر وہ اگلی دفعہ آئیں تو صاف نیت سے آئیں اور اس کا ثواب تو حاصل کریں۔

(الفضل ۷۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

غزل

شوقِ حصول منزل و تدبیر بھی تو ہو ۔۔۔ پر اس کے ساتھ خوبیٔ تقدیر بھی تو ہو

رحمت تیری وہی مرا دستِ طلب وہی ۔۔۔ پھر دیر کیوں ہے باعثِ تاخیر بھی تو ہو

کیا فردِ جرم مجھ پہ ہے کچھ تو ذرا کھلے ۔۔۔ مجھ پہ عیاں مری کوئی تقصیر بھی تو ہو

میں مجرمِ وفا ہوں مجھے اعتراف ہے ۔۔۔ لیکن یہ جرم لائقِ تعزیر بھی تو ہو

سمجھائے کوئی گرتے مکاں کے مکین کو ۔۔۔ تخریب ہو چکی ہے اب تعمیر بھی تو ہو

بن باس کا جو حکم ہے میں کر تو لوں قبول ۔۔۔ یہ سر زمین آپ کی جاگیر بھی تو ہو

ظلمت کدے میں دہر کے بھیجا گیا ہے گر ۔۔۔ راہوں میں لطفِ یار کی تنویر بھی تو

تنہائی کے عذاب سے بچنے کے واسطے ۔۔۔ باہم تعلقات کی زنجیر بھی تو ہو

اس کائنات کی تو ہے بے حد وسیع بساط ۔۔۔ انساں کے پاس قوتِ تسخیر بھی تو ہو

کرب و بلا کا دور سعادت تو ہے مگر ۔۔۔ پیدا دلوں میں جذبۂ شبّیر بھی تو ہو

ہونٹوں پہ دعویٰ ہائے محبت رہے تو ہیں ۔۔۔ سینے پہ نقشِ یار کی تصویر بھی تو ہو

گر پیار ہے تو پیار کا بھی چاہئے ثبوت ۔۔۔ دل پہ رقم وفاؤں کی تحریر بھی تو ہو

خوابوں کے آسرے پہ گذاری ہے زندگی ۔۔۔ ظاہر اب اپنے خواب کی تعبیر بھی تو ہو

اے حسنِ بے نیاز اِدھر بھی نگاہِ لطف ۔۔۔ قائم جہاں میں عشق کی توقیر بھی تو ہو

آنسو بہے تو کیا مرا سینہ جلا تو کیا
پیدا مری دعاؤں میں تاثیر بھی تو ہو

صاحبزادی امتہ القدوس

دانت مت نکلوایئے

دانت درد کا فوری علاج ممکن ہے

ماسخورہ۔ پائیوریا۔ دانتوں کو ٹھنڈا گرم پانی لگنا
دانتوں سے خون پیپ کا آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا
دانتوں کا ہلنا۔ تمام امراض کے مستقل
علاج کے لیے تشریف لائیں

فن کے ماہر

دانت جرمن اور لندن کے جدید طریقہ سے فکس کئے جاتے ہیں
برانا اڈہ لاریاں چنیوٹ
میں آپکے پرانے خادم
فون: ۹۴۵۰

بشیر ڈینٹل کلینک چنیوٹ

سرمہ طفیل — عرق نور

کورس 3 شیشی قیمت 13/-
معدہ کیلئے مفید قیمت 20/-

مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے۔

حکیم محمد طفیل

6/ کوئٹہ کلاتھ۔ ربوہ
فون: 704

ہمارے ہاں سکول کی تمام کتب نیز ایف اے اور بی اے کی کتب بھی دستیاب ہیں اسی طرح نصرت جہاں اکیڈمی کی جملہ کتب۔ کاپیاں اور سٹیشنری بارعایت خرید فرمائیں۔ اسی طرح عمدہ قسم کے سکول بیگ بھی دستیاب ہیں۔

رؤف بک ڈپو

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
فون: 212297

ریڈی میڈ زیورات اور ملبوسات کی جدید ترین ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

نیو راحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس

اکبر بازار شیخوپورہ

پروپرائیٹر: چوہدری غلام احمد اینڈ سنز

کوالٹی بانس سٹور

ایوب چوک جھنگ صدر
فون دوکان: 047-620265

ایم کاشف آٹوز اینجنیئرز

بالمقابل علمدار کالج حسین آگاہی روڈ ملتان

ڈیلر سپیئر پارٹس سوزوکی، یاماہا، ہنڈا، کاواساکی ٹائر ٹیوب

ہر موٹر سائیکل کا سامان بازار سے بارعایت خریدیں

فون: 73497 - 32971
فیکس: 92-061-520662

بہترین، خوش ذائقہ
بہترین کنفیکشنری بنانے والے اینڈ ڈرائی فروٹ سپلائرز

پاپولر سویٹس

مین بازار وزیر آباد

پروپرائیٹر: گلزار احمد
فون: 2649

ڈرمیکسو کریم

چنبل۔ خارش۔ پھوڑے پھنسیاں۔ داغ دھبے۔ کیڑا کاٹ جائے۔ چوٹ۔ جلد جل جائے۔ غرض بفضل خدا جلدی عوارض کی بہترین کریم۔ اب ربوہ کے میڈیکل سٹورز سے بھی دستیاب ہے۔

تیار کردہ: بھٹی ہومیوپیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ

رحمت بازار صبح 1/2 10 تا 2 بجے۔ شام 4 تا 8 بجے
دارالیمن وسطی صبح 1/2 8 تا 1/2 10 بجے

فون گھر 211186

ہمارے ہاں ہر قسم کے ہر گاڑی کے جائنٹ اور گیس کٹ دستیاب ہیں۔ نیز تھوک و پرچون حاصل کریں

پرنس جائنٹ ہاؤس

جنرل بس سٹینڈ اوکاڑہ

پروپرائیٹر: شیخ انوار احمد اینڈ برادرز

فون: ۳۳۰۷ - ۴۴۲

شریف گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

- 23 قیراط کے زیورات کیڈمیم کیساتھ
- انڈین و پاکستانی زیورات کا مرکز
- روائتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
- کڑے اور چوڑیوں کے نئے دلکش ڈیزائن

— زیورات کی واپسی بغیر کاٹ ہوگی —

فون: دکان۔ 649 گھر۔ 212300

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

امامت اولیٰ کے پہلے جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کا

روح پرور تاریخی خطاب

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول نے اپنے دورِ امامت کے پہلے جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے (۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۸ء بعد نماز ظہر) جو تقریر فرمائی اس کے اہم حصے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

میری ماں قرآن شریف خوب جانتی تھی۔ حمل کے اندر بھی قرآن ہی کی آواز مجھے پہنچی۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ نکاح کے لئے خوبصورتی مال اور اعلیٰ حسب نسب ڈھونڈتے ہیں۔ مگر (۔) تم دیندار عورت کو تلاش کرو۔ مالدار کی تلاش بھی بعض وقت بہت مفید ہوتی ہے مگر پھر بھی جو دیندار ماں سے بچہ کو فائدے پہنچ سکتے ہیں وہ ہرگز کسی دوسرے سے نہیں پہنچ سکتے۔ ہم نے تو اپنی ماں سے بہت فائدہ اٹھایا۔ قرآن کا سبق ہم نے اس کے زیر سایہ پڑھا یہ گویا (۔) پہلا سبق ہے۔ پھر اپنا ہمیں دودھ چھڑانا یاد ہے جب کہ میری ماں نے پستان کے اوپر بال لگا لئے۔ اور میں نے اپنے بھائی سے کہا تھا یہ ہوّا ہے اسے مٹا دو۔ (۔) پھر جب میں پڑھنے لگا۔ تو مجھے خوب یاد ہے کہ یاغستان سے ایک تاجر ہمارے ڈیرہ میں آیا۔ اس نے کوئی چیز پڑھتے وقت بڑے بھائی سے کہا کہ اسے قرآن شریف پڑھائیے اور مجھے ایک سورۃ (۔) معہ ترجمہ دی۔

اس کہانی سے میرا مقصود یہ ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ مائیں کیسی چاہئیں اور بھاوجیں کیسی اور دوسرے رشتہ دار کیسے پھر واعظوں میں سے ایک غلام محی الدین نام تھا ان کے وعظ کا ہمیں بہت شوق تھا۔ جب (۔) ایک کتاب مشارق الانوار مجھے ملی۔ جسے میں نے نہایت محبت سے پڑھا اور اس سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ مجھے یوں ہی اردو سے بہت رغبت تھی اور شرک سے نفرت اس لئے وہ کتاب میرے ذوق کی تھی اس وقت ملک میں چونکہ بہت طوفان آتے رہتے اور بڑ کے درخت تھے اور دیگر اس قسم کی چیزیں اس لئے ان عجائبات کی پرستش شروع ہو گئی (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) کہ ہم اپنی ماں اور دیگر محسنوں کی وجہ سے اس شرک سے بچ گئے۔ پھر (۔) ہمیں ایک اور سیڑھی عطا ہوئی۔ جس کا نام دعا ہے کیونکہ یہ خیال میرے دماغ میں جاگزین ہو گیا۔ کہ جب خدا ہی تمام امور کا کارساز ہے تو کیوں نہ اس سے ہی دعا کی جائے پھر ایک اور کتاب تقویۃ الایمان تیسری کتاب رفاہ المسلمین نے میرے دل میں بہت ہی آبپاشی (۔) کی۔ پھر دعا کا جوش دن بدن بڑھتا گیا اور ادھر مجھے ایک مطلب پیش آیا۔ میں نے اپنے استاد سے پوچھا کہ اس کی کیا تدبیر کروں اس نے جواب دیا۔ افسوس میرے پاس اس مطلب کے حصول کے لئے کوئی عمل یاد نہیں۔ اس پر میرے مولیٰ نے میری رہنمائی کی اور میں نے کہ آؤ عقدِ ہمت سے کام لیں اور دعا کریں کیونکہ اگر انسان کامل یقین کے ساتھ پکارے تو وہ سنتا ہے اس لئے میرا مطلب عشاء کے وقت ہی حاصل ہو گیا۔ اس پر میرا استاد بجائے اس کے کہ اس سے کچھ دعا کے متعلق فائدہ حاصل کرتا۔ یہ گمان کرنے لگا کہ گویا میں کوئی عمل جانتا ہوں۔ خیر مجھے اس مطلب کے حصول کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ (۔) دعا و توجہ و عقدِ ہمت کام کی چیز ہے اس کے بعد یہ جوش پیدا ہوا کہ خدا کو راضی کروں۔ اور یہ رضا کا جوش یہاں تک ترقی کر گیا۔ کہ جب میں کسی گاؤں میں جاتا تو یہ دعا پڑھ لیتا۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اے اللہ رب ساتوں آسمانوں کے اور ایک چیز کے کہ جس پر وہ سایہ کرتے ہیں اور رب ساتوں زمینوں کے اور اس چیز کے جس کو وہ اٹھاتے ہیں۔ اور رب شیطان کے اور ان کے جن کو وہ بہکاتے ہیں۔ اور رب ہواؤں کے اور اس چیز کے کہ جس کو وہ بکھیرتے ہیں بے شک مانگتے ہیں ہم تجھ سے بھلائی اس بستی کی اور بھلائی اس کے رہنے والوں کی اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس کی بدی سے اور اس کے رہنے والوں کی بدی سے اور اس چیز کی بدی سے جو اس میں ہے الٰہی برکت دے ہمارے واسطے اس بستی میں (تین بار کہے) اے اللہ نصیب کر ہم کو میوہ خوری اس کی اور محبت دے ہماری اس کے رہنے والوں کو اور محبت دے ہم کو اس کے نیک لوگوں کی۔............ یعنی اس شہر کی خیر سے متمتع کر اور بری باتوں سے بچا لے میں اس کے رہنے والوں میں سے کسی کو محبوب نہ بناؤں۔ مگر اسے جو تیرا محبوب ہے۔ چنانچہ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا (۔) میں نے یمن و حجاز میں بھی یہی دعائیں کی ہیں اس کا فائدہ یہ ہوا ہے۔ کہ بچپن میں جو میرے دوست ہیں وہ اب تک بھی مجھے ویسے ہی پیارے لگتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے (۔) دعا کی تھی (۔) اے میرے رب جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے۔ میں اس کی احتیاج رکھتا ہوں۔ خیر میں جب یہاں تک پہنچا۔ (ساری کہانیاں کس طرح سناؤں) تو میرے دل میں منصوبہ پیدا ہوا۔ کہ جن بعض لوگوں سے سخت محبت تھی ان کو راضی کرنے کی کوشش کرتا تھا اور وہ الٹے ناراض ہوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میرے ایک دوست آئے چائے کے عادی تھے میں نے ان کے لئے چائے پکوانے کا انتظام کیا ایک مائی اتفاقیہ ہمارے گھر میں موجود تھی۔ جو کشمیر سے آئی ہوئی تھی۔ لیکن چائے تیار ہونے تک وہ دوست چلے گئے۔ کہ چائے تو کتے کو بھی پلا دیتے ہیں۔ اور یہ مجھے چائے کا احسان جتاتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ میں نے اس کے لئے چائے پکوائی۔ اس کے ناراض ہونے سے مجھ پر ایک نکتہ کھلا کہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضامندی کی راہ معلوم نہیں کر سکتا تو پھر انسان کے پیدا کرنے والے کی رضامندی کی راہ کیونکر دریافت ہو سکتی ہے۔ جب محاط کی راہ نہیں سمجھی جا سکتی۔ تو محیط کی رضامندی کا علم کیونکہ ہو سکتا ہے۔ میں اس دوست کو جو اب تک ناراض ہے۔ قابل عزت سمجھتا ہوں بلکہ اس نے مجھے (اللہ واحد لاشریک) کی طرف اپنی اس ناراضی سے متوجہ کیا۔ اس لئے میں انسے اپنا استاد کہا کرتا ہوں۔ خیر اس عجیب نکتہ نے مجھے حیران پریشان کر دیا اور مشکلات میں ڈال دیا۔ تب میں نے دعامیں اور ترقی کی۔ کہ میں تجھے اے مولیٰ راضی کرنا چاہتا ہوں تو اپنی رضاء کی راہ مجھے بتا دے۔ پھر مجھے یہ فکر پڑی کہ جب وہ رب العالمین ہے تو مجھے اس کے راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر جواب مجھے سمجھایا گیا۔ کہ دمبدم حالت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور جب یہ موجودہ حالت بدل جائے گی۔ تو یہ موجودہ سامان کام نہ دے گا۔ پس اے میرے مولیٰ مجھے وقتاً فوقتاً جو ضرورت ہو وہ دیدے۔ اپنے بچوں کو دیکھتا ہوں کہ ایک وقت وہ کسی چیز کو بڑے جوش سے مانگتے ہیں۔ جب لا کر دی جاتی ہے تو فوراً ایک اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کے لئے ضد کرتے ہیں غرض انسان کو جدید حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ دیکھو ایک ماں بچہ کے لئے کس قدر مفید ہے۔ بچہ ہمیشہ اس کی گود میں رہنا پسند کرتا ہے۔ مگر جب بچہ بڑا ہو جائے۔ توریت میں لکھا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی خاطر ماں باپ سے الگ ہو گا۔ میرے نو بچے مر گئے ایک بیوی نے تو اس صدمے سے سخت تکلیف اٹھائی۔ اس سے پتہ لگا کہ کوئی محبت کے قابل ہے تو وہ اللہ ہے۔ اس رضا کی خواہش نے تیسرا امر پیدا کیا۔

میں کتابوں کے مطالعہ کا بہت شائق ہوں ایک دفعہ ایک کتاب میں میں نے لکھا دیکھا کہ فلاں مقام و موقعہ پر یہ دعا مانگے یہ پڑھ کر میرے خیال میں آیا کہ ایک دعا مانگ کر کیا کروں۔ ممکن ہے کہ کچھ دن بعد اس کی ضرورت نہ رہے یا صورت حالات بدل جانے سے وہی مطلب جو ایک وقت مفید معلوم ہوتا ہے دوسرے وقت مضر ثابت ہو جائے مثلاً کسی نے کہا کہ محبوب سے مل جاؤں اب ممکن ہے اس کی شکل بھونڈی ہو جائے اور پھر اس کا ملنا دکھ کا موجب ہو جائے۔ آخر خدا ہی سے میں نے دعا کی کہ وہ مجھے ایسی دعا سکھاوے۔ جو ایک جامع دعا ہو پس یہ دعا میرے دل میں ڈالی گئی۔ کہ مضطر ہو کر جو کچھ مانگوں وہ مجھے دیدے اب اس دعا کے ذریعہ سے خدا نے مجھے قرآن کی محبت دی اور قرآن وہ کتاب ہے۔ جس میں تمام رضامندیوں کی راہیں موجود ہیں۔ (۔) حضرت عمرؓ کی نسبت کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ اس نے کیوں کہا۔ حسبنا کتاب اللّٰہ حالانکہ ان کا یہ کہنا صحیح تھا کیونکہ وہ اس آیت کی بناء پر ہے پھر میں نے قرآن شریف سے جو فائدہ اٹھایا۔ یہ وجدانی بات ہے۔ خیر میں نے جو دعائیں کیں۔ پھر ان کی نسبت سوچا کہ ان پر نظر ثانی کروں۔ کہ وہ قرآن شریف کے خلاف تو نہیں۔ (۔) یہ میری دعا کا ابتدائی مضمون ہوا کرتا ہے اس دعا میں جو لفظ صمد ہے اس سے مجھے یقین ہوا۔ کہ اللہ نے ہمیں محتاج پیدا کیا ہے۔ ہم کس کے محتاج ہیں۔ اللہ کے۔ نکتہ یہ سوجھا۔ کہ جب میرے مولیٰ کا نام صمد ہے۔ اسماء الٰہی کا پرتو انسان پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ جس قدر اللہ کے نام ہیں۔ وہ بعض انسانوں کے بھی ہیں۔ مثلاً سمیع و بصیر اور رؤف اور رحیم کہ یہ نبی کریمؐ کا نام بھی ہے۔ غرض اس کے صفات کی جلوہ گری مخلوق میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ تعظیم لامر اللہ کی تعلیم تو (نہیں کوئی معبود مگر اللہ) سے ہوئی اور شفقت علیٰ خلق اللہ صمد نے سکھائی کیونکہ جب ہم اللہ کے محتاج ہیں۔ تو ہم پر جو اس کے صمدیت کا جلوہ ہے اس لحاظ سے ہمارا بھی کوئی محتاج ہے۔ پس ضرور ہے کہ ہم بھی کسی سے ہمدردی کریں۔ میں نے غور کی کہ میں چوہڑی

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

دارالرحمت شرقی ب

قائم شدہ 1978

فون : 211592

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ

ادارہ ہذا میں • الیکٹریشن • ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ ٹریڈز میں تربیت ٹیکنیکل بورڈ کے سلیبس کے مطابق دی جاتی ہے۔ ٹیکنیکل بورڈ خود ہی امتحان لیتا ہے اور وہی سند جاری کرتا ہے۔ مدت کورسز 6 ماہ (300 گھنٹے) اور داخلہ کیلئے کم از کم تعلیمی معیار مڈل / میٹرک ہے۔

کلاسیں دسمبر، اپریل اور اگست کی یکم تاریخوں سے شروع کی جاتی ہیں۔

• سامان وائرنگ • ٹیوب لائٹ • واشنگ مشین سٹینڈ پیڈسٹل فین سیلنگ ایگزاسٹ فین

رشید الیکٹرک سٹور

فون دوکان : 211361

ریلوے روڈ ربوہ

بادسال کریانہ اینڈ جنرل سٹور

معیاری اور اچھی چیزوں کا مرکز

یونٹ نمبر 6 لطیف آباد۔ حیدر آباد سندھ

پروپرائیٹرز: مبشر احمد وسیم۔ منور احمد

رشید موٹر ورکشاپ

نیو رسول روڈ نزد کوہ نیک فلنگ سٹیشن۔ قینچی موڑ

منڈی بہاؤالدین

پروپرائیٹر : عبدالرشید

فون : دوکان 3392-0456 - گھر : 501016-0456

موبل آئل، گریس، ہسی آئیل، گیئر آئیل معیار اور مقدار کے ضامن بیڈ فورڈ، راکٹ، میسی۔ فیٹ۔ ٹریکٹر کے سپیئر پارٹس بازار سے بارعایت نرخوں پر دستیاب ہیں

افضل آٹو موبائیلز

بڑا بہلی چوک قلعہ کالروالہ (سیالکوٹ) روڈ

پروپرائیٹرز: اقبال احمد، ریاض احمد، افتخار احمد

ALL KIND OF LEATHER GOODS

SPECIALIST IN GLOVES

OF ALL KINDS

B. T. C

MANUFACTURERS:-

IMPORTERS & EXPORTERS

Billoo

TRADING CORPORATION

P. O. Box 877 SIALKOT PAKISTAN

BILLOO TRADING CORPORATION

P. O. BOX. 877 SIALKOT PAKISTAN

PHONE NO. *OFF* : 0092-432-562086

RES : 0092-432-67087-65197

CABLE : BILLOO SIALKOT

TELEX : 46434 BILLO PK

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالشَّافِی

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اکبر کا

دواخانہ محافظ صحت

طاقت کا سرچشمہ طلاء اکسیر آزمودہ

مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے اٹھراء کی گولیاں امید کی کرن ہیں

۹۰ فیصد لڑکا پیدا ہوتا ہے نرینہ اولاد کیپسولز آزمودہ

طاقت کا سرچشمہ۔ اعصائے رئیسہ گولڈن پلز

سفوف رحمانی اور پٹھوں کے درد کیلئے

شہزین اٹھراء کی پڑیاں

سیلان الرحم (لیکوریا کیلئے) رحم کو طاقت دیتا ہے

حبّ بواسیر خونی وبادی بواسیر کیلئے

ہر گھر کی ضرورت H.K.N ایچ۔ کے۔ این گولیاں تبخیر معدہ، گیس۔ بدہضمی کے لئے بیحد مفید

سفوف مغلظ

مفید النساء بے قاعدگی ایام اور ماہواری کی درستی کے لئے بے حد مفید آزمودہ

عورتوں کے لئے شکتی کیپسولز لیکوریا جیسے موذی مرض کیلئے

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت میں رواں دواں

بھوک بڑھاتا ہے زرین چورن پیٹ درد۔ اپھارہ۔ بدہضمی کیلئے

حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز رجسٹرڈ

دواخانہ محافظ صحت

کوٹ نہال سنگھ مین سٹریٹ نمبر ۲ اوکاڑہ

آپکی خدمت ہمارے لئے مسرت کا باعث ہے

کا بھی محتاج ہوں اس کے مقابلہ میں ایک پہلو سے مجھ میں صمدیت ہے اور ایک پہلو سے میں اس کا محتاج ہوں۔ وہ مجھ سے روپیہ لینے کی محتاج ہے۔ تو میں اس سے صفائی کا۔ اسی طرح دھوبی۔ غرض مخلوق میں ایک محتاج ہے۔ دوسرا محتاج الیہ۔ اور جو محتاج ہے۔ وہ محتاج الیہ بھی ہے (-)...... اسی صمدیت کے مطالعہ سے مجھے طب کا شوق پیدا ہوا۔ اور اجتماع کا بھی کیونکہ احتیاج کا پورا ہونا اجتماع پر موقوف ہے۔ ابتداء ہی سے اجتماع کا فیضان جاری ہے۔ پہلے ماں کی گود میں پھر استادوں سے۔ ابھی ایک سے قاعدہ پڑھتے ہیں دوسرے سے کتاب۔ تیسرے سے اس سے اعلیٰ درجہ کی کتاب پھر اسی اجتماع کے اصل کی ماتحت شادی ہے۔ نکاح سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا (-) پھر اولاد ہوئی۔ یہ ایک اجتماع کا فائدہ تھا کہ اس سے زیادہ اجتماع حاصل ہوا۔

میں ایک دفعہ نماز میں امام تھا (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) پڑھنے لگا۔ تو بعض دکھوں نے شرح صدر کے ساتھ یہ کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ میں قربان جاؤں کہ معاً یہ خیال بجلی کی طرح میرے دل میں آیا۔ کہ دیکھو مصیبتوں میں ہم (ہم تیرے ہی لئے ہیں) پڑھتے ہیں۔ جب سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ تو (تمام تعریف) کا مستحق بھی وہی ہے۔ اس طرف سے ایک پھوٹی ہوئی کوڑی جاتی ہے تو ادھر سے ایک خزانہ آتا ہے۔

ہر بلاکیں قوم را حق دادہ است
زیرِ اُو گنج کرم بنہادہ است

اس سے اخلاقی فائدہ یہ ہوا۔ کہ جب تم سب محتاج ہو۔ یہاں تک کہ حجام نہ ہو تو بڑی مشکل ہو۔ پس احتیاج کی مشکلات کے اندر صمد نے یہ فائدہ پہنچایا کہ (کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے) کیونکہ سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ گویا سارا رکوع ایک لفظ صمد پر تدبر کرنے سے حل کر دیا۔

دنیا میں کوئی چیز نہیں جو لغو اور بیکار پیدا ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ ساون میں ایک کیڑا پاخانہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اسے عربی میں جعل کہتے ہیں اس کیڑے کی خصوصیت ہے۔ کہ جب گلاب کا پھول اس کے پاس رکھا جائے تو وہ مرجاتا ہے۔ اس سے مجھے خیال پیدا ہو کہ دنیا میں مختلف اشیا ہیں کسی کو کچھ پسند ہے کسی کو کچھ۔ پس انسان کو چاہئے کہ صرف خوبی کا متوالا رہے۔ اور عیوب کا خیال تک نہ کرے۔ ادھر کسب (طب) نے مجھے بڑی مدد دی۔ کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہ دیکھی۔ جو کسی نہ کسی طرح پر انسان کے لئے مفید نہ ہو۔ ایسے ایسے فائدے دیکھے ہیں۔ کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جنگلی گوبر جو ہے اس کی خشک راکھ بعض مرضوں میں ایسی مفید ہوتی ہے۔ کہ ہزار روپے کی دوائیں بھی اس کے مقابل میں ہیچ ہیں۔ پھر اجتماع کے حصول کے لئے ایک اور صورت خدا نے پیدا کی۔ میں حضرت صاحب کے زمانے میں التحیات پڑھ رہا تھا پڑھتے ہوئے مجھے مثنوی کی ایک حکایت یاد آئی۔ کہ ایک تاجر تھا۔ اور اس کا ایک طوطا تھا۔ جب وہ ہندوستان میں آنے لگا تو اس کے دوستوں نے اسے مختلف فرمائشیں کیں اس نے اپنے طوطے سے پوچھا تم بھی کچھ کہہ دو اس نے کہا اور تو کچھ نہیں۔ میرے بھائیوں کو سلام دے دینا۔ اتفاق ایسا ہوا ہے کہ جب طوطوں کی ڈار سے اس نے پیغام کہا تو ان میں سے ایک طوطا گر پڑا۔ یہی قصہ اس تاجر نے اپنے طوطے سے جا کہا وہ سنتے ہی مردہ بن کر نیچے گر پڑا۔ مالک نے افسوس کیا کہ میں نے اسے کیوں ایسی بری خبر سنائی۔ اور اسے باہر پھینک دیا وہ طوطا پھُر سے اڑ کر درخت پر جا بیٹھا اور اس نے کہا کہ مجھے گویا اس طوطی نے یہ پیغام دیا تھا۔ کہ جب تک موت اختیار نہ کرو۔ نجات نہیں مل سکتی اس پر میں نے سب انبیاء علیہم السلام کو سلام پہنچایا کہ اے طوطیانِ چمنِ رسالت میرا تم پر سلام مجھے بھی کوئی نجات کی راہ بتا دو۔ اس کے بعد میں نے [illegible] کارڈ شائع کئے۔ جن میں حسن ظن اور دیگر امور حسنہ کے متعلق ایک مجلس الاحباب کے انعقاد کی خبر اور اس میں شمولیت کی ترغیب تھی یہ کارڈ مضمون میں نے سب سے پہلے محمود کو دیا کہ ذرا ابا کو دکھا دو انہوں نے کہا اس سے بہتر اور کیا کام ہو سکتا ہے چودہ سو کارڈ چھاپے گئے تھے اور میرا خیال تھا اتنے احباب میرے ہو گئے تو میں حضرت صاحب سے دعا کراؤں گا کہ ہم پر وہ فیضان ہو جو اجتماع پر موقوف ہے۔ مگر میرے مولیٰ کو میرے دل کی تڑپ کا حال معلوم تھا میں چودہ سو چاہتا تھا مگر خدا نے مجھے کئی چودہ سو مخلص احباب دیئے۔ اور میری وہ حالت ہو گئی جو تم دیکھتے ہو۔

اب ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تم ملہم نہیں۔ تمہاری کیا ضرورت ہے کیا حضرت صاحب ہمارے لئے کم ہدایت چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی اسی کے قریب کتابیں موجود ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں یہ سوال بدبخت لوگوں کا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی سنت کا علم نہیں رکھتے اس قسم کے سوال سے تمام انبیاءؑ کا سلسلہ باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہہ سکتے ہیں کہ (-) جب خدا نے سب کچھ آدم کو سنا دیا تو اب نوح اور ابراہیم کیا لائے جو ماننا ضروری ہے۔ کلما تو اباؑ کے حق میں آچکا ہے۔ پھر آدم کے لئے سب ملائکہ نے سجدہ کیا۔ پس اب ان دوسرے انبیاءؑ کی کیا ضرورت ہے۔

پھر دم نقد واقعہ موجود ہے رسول اللہ ﷺ جامع جمیع کمالات جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے۔ خاتم الرسل خاتم الحکام خاتم النبین خاتم الانبیاء خاتم الانسان ہیں اب ان کے بعد اگر کوئی ابو بکر کو نہیں مانتا تو فرمایا (-) یعنی جو انکار کرے گا۔ وہ حد اطاعت سے نکلنے والا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نئے نئے دشمن پیدا ہوتے رہتے ہیں تو نئے نئے ان کے سنبھالنے والے بھی مبعوث ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک آیت ہے (-) مدرسے میں میں نے ایک کھیل دیکھی۔ رسّے کو ایک فریق ایک طرف سے کھینچتا ہے اور ایک دوسری طرف۔ اب جس طرف سے کمزوری ہو گی وہی ہارے گا۔ اسی طرح قرآن مجید میں خدا نے فرمایا۔ (اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو) گویا (-) کہتا ہے کہ دشمن رسّے کو ایک طرف کھینچ رہا ہے اب اگر تم اس زعم میں سست ہو کر بیٹھے رہو کہ ہم اپنے ابا "آدم" کے وقت فتح پا چکے ہیں تو ضرور شکست کھاؤ گے کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ ہمارے اعدا دنیا سے اٹھ گے جب یہ بات نہیں۔ تو پھر اعداء کی مدافعت کے لئے انتظام ضروری ہے (-) نے اتمام حجت کیا۔ مگر کیا کوئی عیسائی دنیا میں باقی نہیں رہا اور کیا مخالف علماء سب کے سب دفع ہو لئے ہرگز نہیں بلکہ ایک مرتا ہے تو دوسرا اس کا جانشین ہوتا ہے پس تم کس طرح باغی ہو کر کہہ سکتے ہو ہمیں ضرورت نہیں بلکہ میرے نزدیک جس رسّے کو ایک طرف کھینچنے کی .... ضرورت تھی اب اس کو زیادہ زور کے ساتھ کھینچنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ زور والا جو ہمارے ساتھ تھا جا چکا ہے غرض یہ سوال پہلے آدم پر پڑتا ہے۔ (-) حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی۔ اور شیرازۂ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعے اور پھر یہ اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں مثلاً صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے' عصر کو کیا۔ پھر شام کو کیا۔ پھر عشاء کو کیا۔ پھر ہر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر عید کے دن کیا ضرورت ہے پھر (-) اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھالی تو پھر دوسرے وقت کیا ضرورت ہے' جب ان باتوں میں تکرار ضروری ہے تو اس اجتماع میں بھی تکرار ضروری ہے یہ میں اس لئے بیان کرتا ہوں تا تم سمجھو کہ ہمارے امام چلے گئے تو پھر بھی ہم میں اسی وحدت اتفاق اجتماع اور پُر جوش روح کی ضروت ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ اجتماع کیوں ہوا؟ ہر ایک آدمی نے خود ہی سوچ لیا ہو گا کہ وہاں کیوں جانا ہے سردی کا موسم ہے گھروں میں بیماریاں ہیں تھوڑی سی سرد ہوا لگے پھر کھانسی ہو جاتی ہے۔ وہاں گھر میں پلنگوں پر سوتے تھے تو یہاں کسیر موجود ہے۔ باوجود ان مشکلات کے اپنے اپنے آنے کی اغراض کو تم ہی خوب سمجھتے ہو گے۔ کیا تم اس لئے جمع ہوئے کہ میری نمبرداری کو دیکھو۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ اجتماع کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہو اب اجتماع کے اغراض جو ہیں وہ ہر ایک شخص اپنی اپنی نسبت خوب سمجھتا ہے باہر سے آنے والے اپنی نسبت خوب جانتے ہیں قادیان کے رہنے والے اپنی نسبت۔ میں اپنی نسبت سناتا ہوں کہ میں ایسا کسب جانتا ہوں جس میں بخوبی اپنا گزارہ کر سکتا ہوں۔ پھر بھی میں سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگیا۔ صرف قرآن شریف سمجھنے کے لئے (اللہ ایک ہے) کی تڑپ مجھے یہاں لائی۔ قرآن میری غذا ہے یہ غذا اگر میں آٹھ پہر میں استعمال نہ کروں تو میں مرجاؤں صرف یہی غرض تھی ورنہ جہاں اتنے برس خدا نے مجھے بہتر سے بہتر سامان دیا۔ اور جس نے ستر سال تک مجھے سب کچھ دیا کیا چند سال اور نہ دے سکتا تھا۔ یہاں تک جو میں نے تمہیں سنایا اس میں نصیحت یہ ہے کہ (اللہ ایک ہے) پر پکے رہو دعا کیا کرو۔ عقد ہمت اور استقلال سے کام لو۔ قرآن کریم سے محبت رکھو۔ اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہو۔ اگر اللہ راضی ہو تو سب کام ہو جائیں۔ صوفیاء کرام میں ایک بزرگ گزرے ہیں وہ لکھتے ہیں سالک پر کئی حالات آتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے وہ فرماتا ہے کہ کچھ نہ مانگو ایک وقت سوال کا حکم دیتا ہے اور ہر فرشتہ اس شخص (جس سے مانگتا ہے) کے دل میں ڈالتا ہے کہ اسے نہ دے۔ اس میں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ امید کے قابل اللہ ہی کی ذات ہے۔ ایک وقت قرضہ حکماً لینے کا حکم ہوتا ہے ایک وقت قرضہ سے امتناعی حکم جاری ہوتا ہے۔ میری آمدنی میرا قرضہ ایک مخفی راز ہے نہ مجھے کسی سے سوال کی حاجت پڑی نہ پڑنے کی امید ہے۔ میرے پاس وہ خزانہ ہے جسے نہ کسی چور کا ڈر ہے نہ کسی دھوکہ باز کا۔ میں یہ بات ظاہر نہ کرتا کیونکہ صوفیاء نے منع کیا ہے مگر قرآن کریم کا حکم مقدم ہے (-) یہاں چندے آتے ہیں۔ میں ان سے ایک کوڑی کا بھی اپنے لئے روادار نہیں بلکہ ان چندوں کے دینے میں حصہ لیتا ہوں۔ ابھی ایک کام کے لئے ہزار کا وعدہ کر کے آیا ہوں اور یہ میں اسی راز سے لینے والا ہوں۔ جس سے پہلے اپنے کام چلاتا ہوں۔ آگے باہر بیٹھتا تھا۔ تو لوگ سمجھتے کہ طب کرتا ہے اب تو میں باہر بھی نہیں آتا۔ بلکہ دن بھر تمہاری خاطر کام کرتا ہوں مگر (-) اس پر میں کچھ اجر نہیں مانگتا۔ ہاں جس طرح خدا تعالیٰ باوجود غنی ہونے (-) کے پھر بھی چندوں کی تحریک فرماتے رہتے تھے۔ اسی طرح میں بھی کہتا ہوں یہ دینے کی نسبت کچھ کہنا دراصل کچھ دلانا ہے۔ اسی لئے فرمایا (-) تم مال اپنے اموال سے قطع کر کے دو۔ ہم بڑھا دیں گے۔ ابو بکرؓ نے کیا دیا۔ ایک کنال زمین سے بھی کم ہو گا۔ حضرت علیؓ نے کیا دیا۔ اور اس کے بدلے میں کیا کچھ لیا۔ سادات کتنے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔ مگر لوگ ان کی عزت

کرنے والے موجود ہیں۔ غرض یہ چندے انبیاء کے ساتھ بھی رہے ہیں اولیاء کے ساتھ بھی پھر ہمارے ساتھ کیوں نہ رہیں۔ پھر چندہ دینے والوں کو بھی بعض وقت بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میرے ایک لنگوٹے یار ہیں۔ فضل دین حکیم انہوں نے ساری جائیداد لکھ دی۔ لیکن پھر بھی ان کے بھائی بند کہتے ہیں کہ مال بٹورنے کا ذریعہ ہے حالانکہ ایک معمولی عقل والا بھی جانتا ہے کہ اس کی نہ اولاد ہے نہ جوانی کی عمر نہ کوئی حقیقی بھائی نہ چچا پس وہ مال جمع کر کے کرے گا کیا؟

تم اپنے چندوں کی نسبت بالکل اطمینان رکھو ان کی نسبت کسی قسم کی بدظنی نیک نتیجہ نہیں دے سکتی۔ میں نہ چندہ کی خاطر نمبردار بنا۔ نہ اس غرض سے کھڑا ہوا اور نہ اس غرض سے بیعت لی۔ اور یہ جو چندوں کی نسبت کہتا ہوں۔ تو یہ بھی اسی رنگ میں ہے۔ جس میں خدا باوجود غنی ہونے کے (-) وغیرہ کا حکم فرماتا ہے (-) میں انجمن حمایت اسلام کو اچھا سمجھتا ہوں پر اس میں بھی مالی جھگڑے شروع ہو گئے۔ علی گڑھ میں بھی ایک ہندو مال کھا گیا۔ لیکن تم ایسا خیال تک نہ لاؤ۔ اگر ہم بدذاتی سے تمہارا مال لیں تو تم شکایت نہ کرو (-) دیکھو اس سے آگے تین قومیں گزری ہیں۔ عیسائی لوگ اپنے مذہب کی خوبی کو نہیں بتا سکتے ہاں دوسروں کے معائب بیان کرنے میں دلیر ہیں۔ (-) قوم آریہ ہے ان کا بھی یہی پیشہ ہے کہ دوسرے مذاہب والوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی طرف نہیں دیکھتے۔ خدا کی نسبت یہ عقیدہ کہ روح و مادہ ازلی ہے ادھر حقوق العباد میں یہ حال کہ نیوگ کو ایک مقدس کام سمجھتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں تم عیب چینی (خواہ اپنی جماعت کے افراد کی نسبت ہو خواہ بیرونی لوگوں کی) سے بچتے رہو گے۔ ہم اگر تم سے کسی قسم کا دھوکہ کریں۔ تو اس کا وبال ہماری ہی جان پر ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو رہتے ہیں۔ خدا خود ان کے لئے سامان بہم پہنچاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے تھے کہ...... حضرت صاحب فاخرہ لباس کیوں پہنتے ہیں۔ یہ پچھلے بزرگان قوم کے سوانح سے ناواقف ہیں حضرت سید عبدالقادر گیلانیؒ نے ایک دفعہ صافہ باندھا۔ (جس کی قیمت بہت تھی) کسی نے اعتراض کیا فرمایا ہم نہیں پہنتے۔ جب تک خدا نہ کہے۔ کہ تم پہنو۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے باتیں بہت کیں۔ یہ بھی لینے کا طریق ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ درد دل سے کہا ہے اب اپنے خیال کے موافق جو کچھ کوئی سمجھ لے۔ (-) چندے ضرور دینے پڑیں گے۔ اگر دل سے دو گے۔ تو بہتر جزاء پاؤ گے اور اگر دل سے نہ دو گے۔ تو اجر بھی نہ ملے گا۔

کرزن گزٹ ایک اخبار ہے جو دہلی سے نکلتا ہے اس نے جہاں حضرت صاحب کی وفات کا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جوان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہو گا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں (-) قرآن سنایا کرے سو خدا کرے یہی ہو۔ کہ میں تمہیں قرآن ہی سنایا کروں۔ (-)

میں گواہی دیتا ہوں کہ علم بڑی چیز ہے۔ مگر اس میں متعمق اور محیط بننے کی کوشش سخت مضر ہے۔ یہ محیط ہونا تو خدا کی صفت ہے۔ علم میں ضرورت ہے انتخاب کتب انتخاب معلمین کی اور پھر علم میں ضرورت ہے عمل کی۔ یہ لوگ (علماء) مال کے لینے کی آیات تو یاد رکھتے ہیں مگر دینے کی بھول جاتے ہیں عبادت میں بھی توغل برا ہے۔ لوگ رہبانیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض لوگ دو ہزار رکعت اپنے ذمے لگا لیتے ہیں معاملات میں عادات میں تکلف چھوڑ دو۔ لکھنؤ میں میں پڑھتا رہا ہوں تکلف کو خوب جانتا ہوں۔ وہاں کی معمولی بات وچیت بھی تکلف سے خالی نہیں۔ دہلی لکھنؤ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نے دہلی میں نذیر حسین سے پڑھنے کا کئی بار قصد کیا مگر موقعہ نہ ملا۔ آخر اس کی حکمت مجھ پر اب کھلی کہ وہ مکذب (-) نکلا۔ ورنہ دہلی کے محمد اسماعیل۔ شاہ عبدالغنی سے میں نے بہت فائدے اٹھائے ہیں۔ طہارت و نجاست میں لوگ وسواس کرتے ہیں۔ اخلاق میں عجز و کسل سے کام لیتے ہیں۔ علماء کی ذلت کیوں ہے صرف اسی لئے کہ علم کا اصل منشاء بھلا دیا۔ اخلاق فاضلہ چھوڑ دیئے الفاظ کو یاد کرتے ہیں معانی پر عمل نہیں کرتے۔ صلحاء بننے کے بھی محض دعوے رہ گئے ہیں۔

لیکچروں میں عموماً لوگ تین امور کا لحاظ رکھتے ہیں ایک تو مشاقی کے الفاظ۔ سو میں بھی اس کی ماتحت حضرت صاحب کی وفات کا ذکر کرتا۔ میں نے مرثیے بہت پڑھے ہیں اور میں ان طریقوں کو جانتا ہوں جن سے اہل مجلس کو رلایا جا سکتا ہے مگر اس کے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ خدا کے کام کسی کے بقاء و عدم بقاء پر موقوف نہیں۔ وہ ایک شخص کو (-) بھیجتا ہے پھر جب اس کے علم میں وہ کام ختم کر چکتا ہے۔ تو اسے واپس بلا لیتا ہے بعض انسان ان کے واپس بلانے سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں (-)

دوم لیکچر کا مقصد کچھ مانگنا ہوتا ہے یہاں وہ بھی نہیں کیونکہ جس مولیٰ نے ہمیں زبان دی۔ کان دیئے پاؤں دیئے۔ اعلیٰ قوم سے پیدا کیا۔ علم بخشا۔ کلام اللہ سے محبت دی۔ پھر اس کے متعلق سامان دیا یہاں تک کہ ہزاروں۔ لاکھوں کی کتابیں موجود ہیں تو کیا اب آئندہ زندگی کے لئے سامان بہم نہ پہنچے گا۔ سوم حقیقی غرض ہوتی ہے سو وہ میری بھی ہے۔ ہر چیز دو طرف حرکت کرتی ہے۔ اوپر کو اور نیچے کو۔ اوپر کو جیسے کنکوا۔ نیچے جیسے ڈول۔ ان کو پہلے حرکت دینے کی ضرورت ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے۔ کہ یہ کام خود بخود چلتے جائیں گے۔ صحابہؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب جو دیتے ہیں ان کا ایسا اعلیٰ درجہ ہے کہ ان کے برابر احد پہاڑ جتنا سونا دینے والے نہ ہوں گے۔

میری جو غرضیں ہیں وہ ہی تمہاری بہتری کے لئے ہیں ایک تو یہ کہ تم لوگ تعلیم حاصل کرو۔ تعلیم کہتے ہیں حقائق سے آگاہی حاصل کرنے اور اس سے متمتع ہونے کو۔

حقیقتیں دو ہیں۔ اللہ کے ساتھ محبت پیدا کرنا۔ شوق حضرت سبحانہ کا (۲) علم کا ذوق غرض تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ (-) کا خلاصہ ہے تم بھی اسی راہ پر قدم مارو تعلیم آجکل بڑی مشکلات کے نیچے ہے فیس بڑھتی جاتی ہے۔ اور معلمین کی بھی قیمت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں ایک لائق معلم پانچ روپیہ ماہوار پر مل سکتا تھا اب تو سو روپے سے ہی مل جائے تو زہے قسمت۔ ادھر شادی غمی کا معاملہ ہے۔ جس کا باوا پانچ ہزار بیگھ زمین رکھتا تھا اس کے پانچ بیٹے ہیں۔ تو ہر بیٹا اس بات پر مجبور ہے۔ کہ شادی غمی میں اپنے باپ جتنا خرچ کرے۔ پھر باطنی تعلیم اس سے بھی گراں ہے۔ دیکھو تم لوگوں نے کتنا روپیہ خرچ کیا۔ محض ایک روحانی سبق کے لئے پھر چندے جو ہیں اس کے علاوہ ظاہری تعلیم بھی ہمت بلند و استقلال کو چاہتی ہے اور باطنی تعلیم بھی۔ ماں باپ کو غنیمت سمجھو۔ میں اس وقت اپنے ماں باپ کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ میرے باپ کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت شوق تھا۔ مدن چند ایک ہندو عالم تھا وہ کوڑھی ہو گیا۔ لوگوں نے اسے باہر مکان بنا دیا۔ میرے باپ نے اس کے پاس میرے بھائی کو پڑھنے کو بھیجا۔ لوگوں نے کہا خوبصورت بچہ ہے کیوں اس کی زندگی ہلاکت میں ڈالتے ہو۔ اس پر میرے باپ نے کہا مدن چند جتنا علم پڑھ کر اگر میرا بیٹا کوڑھی ہو گیا تو کچھ پروا نہیں۔ تم بھی اپنے بچوں کے لئے ایسے باپ بنو میرا باپ ایسا بلند ہمت تھا کہ وہ اگر اس زمانہ میں ہوتے تو مجھے امریکہ بھیجدیتے۔ ایک دفعہ مجھے کہا کہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاؤ۔ مگر ماں کو خبر نہ کرو۔ دوم۔ اتنی دور جاؤ۔ کہ اگر ہم مرجاویں تو تم کو خبر نہ ہو۔ میں نے بڑی محنتوں سے قرآن شریف سنانا چاہا مگر باوجود خرچ اموال مجھے اس کثرت سے سننے والے نہ ملے۔ اب تم اس کثیر تعداد سے سننے والے موجود ہو۔ میں نے کوشش سے سنانا چاہا تو بہت کم لوگوں نے سنا۔ مگر میرے مولیٰ نے میری سچائی اور دلی تڑپ کو دیکھ لیا اور سننے والے مہیا کر دیئے۔

غرض تعظیم دو تعلیم حاصل کرو۔ تعلیم کے لئے روپیہ دو۔ روپیہ نہیں تو دعا کرو۔

دوسری بات یہ ہے کہ بلنچہ سرائے میں عربی کے مدارس ہیں۔ مصر نے علم کا سمندر اگل دیا۔ ادھر ندوۃ العلماء ہے کانپور میں بھی الٰہیات کا مدرسہ کھل گیا۔ میں نے اپنے امام سے ایک بات پوچھی کہ (-) کس کام میں مشغول ہیں۔ لوگ مرتد ہوتے جاتے ہیں۔ فرمایا پہلی رات کا چاند تمام لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ میں ہزار برس کے چاند کو دیکھ چکا ہوں۔ یہ تختی صاف ہو رہی ہے اب اس پر جو نقش بیٹھے گا وہ (دین) کا ہو گا۔ لوگ کہتے ہیں عربی سے ہوتا کیا ہے۔ میں کہتا ہوں عربی سے قرآن شریف آتا ہے (-) عربی سے ابوبکرؓ و عمرؓ و تبع تابعین کی قدر کو پہچانا جاتا ہے۔ افسوس جو زمانے میں ہوا چل رہی ہے اس سے نہ علماء واقف ہیں نہ سجادہ نشین۔ مگر تمہارا سجادہ نشین ان میں سے نہیں اس لئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ عربی پڑھنے میں کوشش کرو۔ تعلیم سے اصل منشاء وحدت کا ہے پس تم وحدت پیدا کرو۔ رنج و کدورت کا دور کرنا تو خدا کے اختیار میں ہے۔ مگر اپنی طرف سے کوشش ضروری ہے۔ روحانی تعلیم کے لئے لنگر خانہ ہے جس میں تصنیف خط و کتابت مہمان خانہ آنے جانے والے مساکین شامل ہیں پھر تعلیم کے لئے ایک مدرسہ ہے پھر ایک میگزین ہے اس کے لئے کئی مشکلات ہیں ایک شخص کا کام نہیں کہ اس کے لئے مضمون بھی لکھے۔ انتظام بھی کرے وہ انسان ہے خدا نہیں۔ پھر الحکم و البدر کی ضرورت ہے' واعظوں کی ضرورت ہے۔ جو اخلاص رکھتے ہوں۔ میں نے یہاں کے مساکین وغیرہ کے لئے ایک دفعہ گر بتایا تھا۔ کہ اپنے پرانے کپڑے یہاں بھیج دیا کرو۔ اس سے بہت سے مسکینوں کے کام چل سکتے ہیں۔ اگر تم اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے کچھ خرچ کرتے ہو تو کچھ یتیموں کے لئے بھی خرچ کرو۔

یہ باتیں جو میں نے تمہارے گوش گذار کی ہیں اب چاہو تو ان کی قدر کرو۔ اور چاہو تو یہ سمجھ لو۔ کہ یونہی اتنا وقت ضائع کیا ہے۔ (-)

اس طرح میں کون ہوں اس کا ایک جواب تو یہ ہے ایک انسان تمہیں میں سے جس کے تم مرید اسی کا میں مرید جہاں تم نے اپنے وطن کو چھوڑا میں نے بھی اپنے وطن کو چھوڑا۔ مجھے اس امام نے کہا کہ اپنے وطن کا خیال تک بھی نہ کرنا۔ سو میں نے کبھی اپنے وطن کا خیال تک بھی نہیں کیا۔ (-) ہاں پھر تم کہہ سکتے ہو کہ تو ایک ملّا ہے ہم نے تجھے اپنا نمبردار بنایا۔ اور تیری بیعت کی۔ اور چاہو تو یہ سمجھ لو۔ کہ خدا کا فضل ہے۔ کہ ایک ایسا انسان تمہارا امام بنایا۔ جو تڑپ تڑپ کے لئے تمہارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ تم نے خود میری بیعت نہیں کی۔ بلکہ میرے مولیٰ نے تمہارے دلوں کو میری طرف جھکا دیا۔ (بدر ۷۔ جنوری ۱۹۰۹ء)

مولانا سلطان محمود انور

جلسہ سالانہ کی تیاریاں۔؟

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے جماعت احمدیہ کے افراد کی اجتماعی تربیت، علمی ترقی اور باہمی ہمدردی واخوت کی اغراض سے جو غیر معمولی اقدامات کئے۔ ان میں سے سالانہ جلسہ کا اہتمام بھی شامل ہے۔ آپ کی زندگی میں سب سے پہلا جلسہ ۱۸۹۱ء میں ہوا۔ جس میں ۷۵ مخلصین نے شمولیت کی تاریخی سعادت پائی۔ یہ جلسہ ہر سال منعقد کرنے کا فیصلہ فرمایا اور اس وقت سے لیکر ۱۹۸۳ء تک جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتا رہا (سوائے دو تین مختلف مواقع کے جب کہ یہ جلسہ منعقد نہ کیا جاسکا) ۱۹۸۴ء میں آکر جماعت احمدیہ کے متعلق ایک آرڈی نینس نافذ کیا گیا تو اس وقت سے یہ جلسہ سالانہ اپنی سابقہ تاریخی روایات کے مطابق منعقد نہیں ہو رہا۔ لیکن جہاں تک جلسہ سالانہ کے انعقاد کے تعلق میں مختلف انواع کے انتظامات کا سوال ہے۔ وہ ہر سال بلا تعطل بڑی باقاعدگی سے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً جلسہ سالانہ کا مرکزی پہلو جلسہ کا معین پروگرام ہے۔ کہ جلسہ کا افتتاح کس دن کس وقت ہوگا حضرت امام جماعت احمدیہ افتتاح فرمائینگے اس کے علاوہ ان کے کس وقت کس دن دیگر خطابات ہونگے۔ بقیہ پروگرام میں کون کون مقرر ہوگا۔ کس کس عنوان پہ تقاریر ہوں گی۔ کتنے کتنے وقت تلاوت، نظم خوانی' اور تقاریر کے لئے ہونگے۔ ان کی ترتیب کیا ہوگی۔ جلسہ کے تین دن کتنے اجلاس ہوں گے ان کی صدارت کون کون ہستیاں کریں گی۔ جلسہ کے دوران مختلف اجلاسوں کی حاضری کا نظام بھی قائم کیا جاتا ہے۔ شبینہ اجلاس کے پروگرام علیحدہ طے کئے جاتے ہیں۔ بیوت الذکر میں تربیتی علمی درس کن عناوین پر کون کون دیں گے۔ ان درسوں کے لئے کتنا وقت دینا ہوگا۔ یہ جملہ امور صرف جلسہ کے پروگرام کے متعلق ہیں اور ان تمام پروگراموں کی ہر سال باقاعدگی سے تیاری اور حضرت امام جماعت احمدیہ سے منظوری حاصل کی جاتی ہے۔ مقررین اپنے مقررہ عناوین پر مضامین کی تیاری کرتے ہیں اور جلسہ کے پروگرام کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں آنے والے مہمانوں کے قیام وطعام کا پورا انظام بھی سارے مطلوبہ اہتمام کرتا ہے۔ (یاد رہے کہ ۱۹۸۳ء کے سالانہ جلسہ میں ساڑھے تین لاکھ افراد نے شمولیت کی سعادت پائی تھی) اتنی بڑی تعداد میں مہمانوں کے طعام اور قیام کا انتظام معمولی بات نہیں۔ ہر نئے سال کے آغاز سے ہی بعض انتظامات کی ابتداء ہو جاتی ہے۔ اور دوران سال مرحلہ وار مطلوبہ امور تکمیل پاتے رہتے ہیں۔ اور جوں جوں جلسہ سالانہ کے دن قریب آتے جاتے ہیں تو انتظامی شعبوں میں روایتی مستعدی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

چونکہ اس جلسہ سالانہ میں اندرون وبیرون ملک سے مہمانوں کی شمولیت ہوا کرتی تھی۔ اس لئے جلسہ کے ایام قریب آنے کے ساتھ ساتھ جلسہ میں شمولیت کرنے والوں میں بھی ایک شوق کی لہر اٹھتی ہے۔ سفر کی تیاریاں۔ اخراجات کے تخمینے اور حصول۔ ذریعۂ سفر کا انتخاب بذریعہ ریل یا موٹر پر سفر کرنا ہے۔ کون کون گھر سے جلسہ میں شمولیت کے لئے جاسکے گا۔ کس کس کو گھر پہ رکنا ہوگا۔ دوران سفر کسی قسم کے لوازمات درکار ہوں گے۔ ربوہ میں قیام کسی عزیز کے ہاں ہوگا یا جماعتی انتظام سے استفادہ کرنا ہوگا۔ اگر کاروبار کرتے ہیں تو سفر پر جانے سے قبل کاروبار کا عارضی انتظام کیا ہوگا۔ اگر ملازمت ہے تو رخصت کا حصول وغیرہ امور کی تکمیل کرنی ہوگی۔

پھر ربوہ کے شہریوں میں جلسہ سالانہ کی آمد کے ساتھ ساتھ ایک طرف مہمانوں کے استقبال کا جوش و خروش قابل دید ہوتا ہے۔ دوسری طرف مہمانوں کے لئے ہر ممکن آرام اور سہولت کی فراہمی کا بے پناہ جذبہ تاکہ اکرام ضیف کا حق ادا ہو سکے پھر گھروں گلیوں اور راستوں کی صفائی درستی پر بڑی توجہ ہوتی ہے۔ بجلی پانی صفائی وغیرہ کے مؤثر انتظامات پریشان کر رہے ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالا نہایت مختصر جائزہ جلسہ سالانہ کی اہمیت عظمت اور اس کے وسیع اثرات کا ہلکا سا تصور ہے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ جلسہ سالانہ کے ایک ایک پہلو کو نمایاں کرنے کا حق ادا ہو سکے۔

یہ جائزہ پیش کرنے سے اصل مقصود یہ ہے کہ ایک طرف اس قدر اہتمام اور اقدامات ہیں اور جب عین جلسہ سالانہ کے ایام آتے ہیں تو ۱۹۸۴ء سے لیکر ہر سال جلسہ کے انعقاد کی منظوری نہ ملنے کی صورت میں لاکھوں لاکھ افراد پر کیا قیامتیں گذرتی ہیں اس کا ادنی سا تصور بھی کاش کوئی کر سکے۔ شاید بعض ذہنوں میں یہ سوال ابھرے کہ جب ہر سال اجازت نہیں دی جاتی تو اتنے وسیع اہتمام کرنے کیوں کر جائز ہیں۔ اور کیوں ہر سال اس سارے عمل کو دہرایا جانا ضروری سمجھا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب اول یہ ہے کہ جلسہ سالانہ کا انعقاد اور پورے لوازمات کے ساتھ اس کی تیاری اور پورے لگن اور خلوص کے ساتھ اس میں شمولیت ان سب امور کا اصل اور بنیادی مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ اور وہ خدائے قادر و توانا جو انسان کے دل کے رازوں کو جانتا اور اس کی نیت پر ہر آن نگاہ رکھتا ہے۔ وہ اپنے عاجز بندوں کی نیتوں کو بھی نوازتا اور قبول فرماتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ انسان نیت کے بعد عمل کس حد تک کر پایا ہمیں عمل سے روکا جا رہا ہے۔ لیکن نیت کے ثواب سے دنیا کی کوئی طاقت محروم نہیں کر سکتی۔ نیت کو جاننے والا بھی علیم و خبیر اور قادر مطلق خدا تعالیٰ ہے اور دیکھتا ہے کہ عاجز بندے باوجود سارے ارادے اور ممکن کوشش کے ایک عمل کو وجود میں نہیں لا سکے۔ تو ان کی بے بسی پر رحم کھا کر عمل سے بعض اوقات کہیں زیادہ محض نیت کا اجر ہی عطا کر دیتا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ۱۹۸۴ء سے نیت کے بے حساب ثواب سے احباب جماعت محروم نہیں اور جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور حصول کے جذبے جماعت میں زندہ تابندہ ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار سے ہرگز ناامیدی نہیں کہ سدا یہ دور ایسا ہی رہے گا۔ بلکہ اچھے اور بھلے دور کا آنا بھی یقینی اور قطعی ہے۔ کب آئے گا۔ یہ اس علیم و خبیر کے علم میں ہے۔

دوم یہ کہ جیسا کہ اوپر تفصیل دی گئی ہے۔ جلسہ سالانہ کا انتظامی ڈھانچہ بہت وسیع انداز کا ہے اور جب ہر سال تیاری کے ابتدائی مراحل سے لے کر انتہائی حد تک تیاری کے اہتمام ہوتے ہیں تو جلسہ سالانہ کے انتظامی ڈھانچہ کا قدرتی طور پر ایک ریہرسل ہوتا رہتا ہے۔ جس کا خدا نے چاہا تو فائدہ یہ ہوگا کہ جب خدائی منشیت کے تحت جلسہ کا انعقاد ہوگا تو انتظامی ڈھانچہ لمبے وقفہ کے نتیجہ میں ہر قسم کی کوتاہی اور خامی سے محفوظ رہے گا اور کارکنان کے خلوص اور لگن کے جذبے زندہ رہیں گے اور ایک لحاظ سے تجربہ کا تسلسل رہے گا۔ کیونکہ جلسہ کے وسیع انتظامات خلوص کے ساتھ ساتھ وسیع تجربہ اور عملی مشق کے متقاضی ہیں۔ اور یہ تقاضہ بدرجہ' احسن ہر سال پورا ہوتا رہتا ہے باوجود اس کے کہ بعض موانع نے جلسہ کے انعقاد کو روک رکھا ہے۔ ان تیاریوں کے مختلف مراحل کو ہر سال دہرانا جماعت کی نئی نسل کو جلسہ سالانہ کی انتظامی ہیئت اور اس کی غیر معمولی برکات سے باخبر رکھنے کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ اس طرح جلسہ کی عظیم اغراض کی کسی حد تک تکمیل کی شکل بن جاتی ہے گو نہایت جزوی سہی!

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ

"اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فوائد اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو"

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر احمدی کو جو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی نیت سے ارادے رکھتے' تیاریاں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاؤں میں یہ دن گذارتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی للہی حسرتیں پوری ہونے کے سامان جلد فرمائے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ فرماتے ہیں:۔

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص (----) پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں وعدہ ہے کہ ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔ پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ

آکہ اِس بزم کو ہم پھر سے سجائیں ہمدم
پھر سے اُجڑی ہوئی بستی کو بسائیں ہمدم

شبِ تاریک کی ظُلمت کو مٹا کر رکھ دیں
مہرو مہتاب کو بھی آنکھیں دکھائیں ہمدم

پھر عنادِل کو نئے گیت سکھائیں مل کر
اِک نیا راگ زمانے کو سنائیں ہمدم

خرمنِ جبرو تشدد کو جلا کر رکھ دیں
مسکنِ ظلم پہ پھر برق گرائیں ہمدم

تختۂ دار سے پھر نعرۂ ہُو حق ہو بلند
قصرِ باطل کی بناؤں کو ہلائیں ہمدم

خون سے اپنے لکھیں ایک نیاباب حیات
اور اسے پڑھ کے زمانے کو سنائیں ہمدم

بزم ہستی میں پھر اک بار چراغاں کر دیں
پھر اندھیرے میں نئے دیپ جلائیں ہمدم

ہر خزاں دیدہ گلستاں کو بہاریں بخشیں
پھر سے ہر دشت کو گلزار بنائیں ہمدم

پھر سے ہم ندرتِ افکار کو زندہ کر لیں
پھر سے ہم جرأتِ اظہار دکھائیں ہمدم

دل ہے اک عرصہ سے بیگانۂ اُلفت اپنا
اس کو آداب محبّت کے سکھائیں ہمدم

آکہ خورشید کے پھر نامۂ اعمال میں ہم
اور ناکردہ گناہوں کو لکھائیں ہمدم

خورشید احمد باجوہ

یہ آ نکلا ہے کون اب توڑ کر دیوارِ زِنداں کو
کہ دیوانے مبارک باد دیتے ہیں بیاباں کو

اسے سب اہلِ دل نے اک زیارت گاہ ٹھہرایا
وہ عزّت اپنے قدموں سے عطا کی مَیں نے زِنداں کو

دریدہ پیرہن پھولوں کی مَیں نے آبرو رکھ لی
مبارک باد دو غنچو! مرے چاکِ گریباں کو

سفینے کو بچا لیتا ہے وہ گرداب میں یوُں بھی
لڑا دیتا ہے میرا ناخدا طُوفاں سے طُوفاں کو

مشیّت سے تصادم آدمی کا اور اس حد تک؟
کبھی تکتا ہوں انساں کو کبھی تکتا ہوں یزداں کو

یہ دورِ عقل ہے اس میں ہے ہر کوئی فلک پیما
مَیں سرگرداں زمیں پر ڈھونڈتا پھرتا ہوں انساں کو

تبسّم ! گر گزرتی ہے بلا سے وہ گزر جائے
نہیں میں نے لگایا منہ کبھی عمرِ گریزاں کو

عبدالرشید تبسم

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

فروری ۱۹۹۴ء میں روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر، پرنٹر پبلشر اور ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر
اور پبلشر کی گرفتاری اور رہائی کے بعض تاریخی مناظر

رہائی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے گھر

زنداں میں - سلاخوں کے پیچھے

دائیں سے بائیں - مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب - مولانا محمد الدین ناز صاحب - مکرم آغا سیف اللہ صاحب

مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب اور مولانا نسیم سیفی صاحب

دفتر الفضل میں رہائی کے بعد استقبالیہ تقریب

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی رہائش گاہ پر - رہائی کے فوراً بعد

الفضل کے مہمانان گرامی

مغربی افریقہ

جرمنی

ہارٹلے پول برطانیہ کے احمدی احباب کی دفتر الفضل میں آمد

امیر صاحب جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر کے ساتھ

مکرم عثمان ڈائسی صاحب نائیجیریا کی دفتر الفضل میں آمد

جرمنی کے مربی انچارج مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم کے ساتھ

امیر صاحب جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر کے ساتھ

جرمن احمدی مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش اور ان کے ایک ساتھی کے ساتھ

الفضل کے مہمانان گرامی

محترم نسیم سیفی صاحب کے بائیں محترم مولانا سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت

حال ہی میں ہم سے جدا ہونے والے مربی سلسلہ مکرم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب لندن۔
انتہائی دائیں طرف

انگلینڈ سے آمدہ نو احمدی مکرم یوسف پال کے ساتھ

محترم کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب۔ وفات یافتہ دائیں سے دوسرے

ایک یادگار

مکرم عبدالرشید اگبولا صاحب مربی سلسلہ دائیں سے تیسرے۔ مکرم مولانا عطاء المجیب
صاحب راشد امام بیت الفضل لندن بائیں سے دوسرے

مقدمات کے سلسلے میں کراچی جانے کے دوران سمندر کے کنارے فرصت کا ایک لمحہ

چند یادگار لمحے

مکرم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب مربی سلسلہ (وفات یافتہ) اور مکرم آغا سیف اللہ صاحب

سیرالیون کے لبنانی احمدی دوست مکرم سعید ہدرج صاحب کے ساتھ

بائیں سے۔ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب۔ مکرم اظہر اقبال سیفی صاحب۔ مکرم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت۔ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔ مکرم آغا سیف اللہ صاحب۔ دائیں۔ مکرم لطیف احمد کاہلوں صاحب مکرم نصیر احمد صاحب

دائیں سے۔ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔ محترم سید عبدالحی شاہ صاحب محترم مولانا نسیم سیفی صاحب۔ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب۔ بائیں طرف محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ

اسیران الفضل۔ عدالت آر ایم ربوہ کے سامنے

اسیری سے رہائی کے فوراً بعد۔ دائیں سے مکرم قاضی منیر احمد صاحب۔ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب۔ مکرم آغا سیف اللہ صاحب۔ مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب۔ مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب۔

امامت ثانیہ کے پہلے جلسہ سالانہ (۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء) میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی جلسہ سالانہ کی پہلی تقریر

جماعت احمدیہ کے دور امامت ثانیہ کا پہلا جلسہ سالانہ ۲۶ سے ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء کو قادیان میں منعقد ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے چاروں دن مختلف وقتوں میں احباب جماعت کے سامنے چار تقاریر فرمائیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی جلسہ سالانہ کی یہ پہلی تقاریر تھیں۔ یہ تقاریر بعد ازاں کتابی صورت میں شائع کر دی گئیں۔ ان تقاریر میں سے منتخب اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

اہل قادیان کو نصیحت "وہ لوگ جو قادیان کے رہنے والے ہیں ان کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ پانچ باتیں جن لوگوں میں پائی جاتی ہیں وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور ان پانچوں میں سے ایک مہمان کی قدر کرنا ہے۔ قادیان کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہماری نسبت حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ملنے والی خدائی خبریں) ہیں اور آپ نے ہماری نسبت بہت عمدہ الفاظ فرمائے ہیں میں ان باتوں کو مانتا ہوں۔ مگر تم اپنے اعمال سے بھی ثابت کر دکھاؤ کہ واقعی تم ان باتوں کے مستحق ہو۔ پس جو مہمان تمہارے پاس آتے ہیں ان کی خاطر اور تواضع میں لگ جاؤ اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں۔ اس لئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تم اللہ کے بندے ہو تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے مہمان کی خبر گیری کرے......... اگر تمہیں کسی سے تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو برداشت کرو۔ اور کسی کی ہتک کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ جو مہمان کی ہتک کرتا ہے وہ اپنی ہی ہتک کرتا ہے کیونکہ مہمان اس کی عزت ہوتا ہے۔ پس اس سے زیادہ احمق کون ہے جو اپنی عزت آپ برباد کرے"۔

ملاقات کے آداب جماعت کے ان احباب کو جو ملاقات کے وقت آپ کے گھٹنوں اور پاؤں کو ہاتھ لگاتے تھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"بعض لوگ گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں گو وہ یہ کام شرک کی نیت سے نہیں کرتے بلکہ محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں لیکن ایسے کاموں کا انجام ضرور شرک ہوتا ہے۔ اس وقت ایسا کرنے والوں کی نیت شرک نہیں ہوتی مگر نتیجہ شرک ہی ہوتا ہے بخاری شریف میں آیا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے جن بتوں کے نام آئے ہیں وہ دراصل مشرک اقوام کے بڑے بڑے آدمی تھے۔ ان کے مرنے پر پچھلوں نے ان کی یادگاریں قائم کرنی چاہیں تاکہ ان کو دیکھ کر ان میں جو صفات تھیں ان کی تحریک ہوتی رہے۔ اس کے لئے انہوں نے سٹیچو (مجسمہ) بنا دیئے۔ لیکن ان کے بعد آنے والے لوگوں نے جب دیکھا کہ ہمارے آباء و اجداد ان مجسموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے تو انہوں نے ان کی اور عزت کرنی شروع کر دی۔ پھر اسی طرح رفتہ رفتہ ان کی تعظیم بڑھتی گئی بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ان کے آگے سجدے کئے جانے لگے اور ان کی اصل حالت کو بھلا کر انہیں خدا کا شریک بنا لیا گیا۔ تو بعض باتیں ابتداء میں چھوٹی اور بے ضرر معلوم ہوتی ہیں مگر ان کا نتیجہ ایسا خطرناک نکلتا ہے کہ پھر اس کی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے۔ میری اپنی حالت اور فطرت کا تو یہ حال ہے کہ میں ہاتھ چومنا بھی ناپسند کرتا ہوں"۔

مقام امامت "اب میں ایک بات بیان کرنا شروع کرتا ہوں اور وہ (امامت) کے متعلق ہے۔ (......) اصل بات یہ ہے کہ پہلے جو باتیں تم (امامت) کے متعلق سن چکے ہو وہ تو تمہیں ان لوگوں نے سنائی ہیں جو رہرو کی طرح ایک واقعہ کو دیکھنے والے تھے۔ دیکھو! ایک بیمار کی حالت اس کا تیمار دار بھی بیان کرتا ہے مگر بیمار جو اپنی حالت بیان کرتا ہے وہ اور ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح دوسرے لوگوں نے اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق تمہیں باتیں سنائی ہیں مگر میں جو کچھ تمہیں سناؤں گا وہ آپ بیتی ہو گی جگ بیتی نہیں ہو گی۔ دوسرے کے درد اور تکلیف کا خواہ کوئی کتنا ہی بیان کرے لیکن اس حالت کا وہ کہاں اندازہ لگا سکتا ہے جو مریض خود جانتا ہے اس لئے جو کچھ مجھ پر گزر رہا ہے اس کو میں ہی اچھی طرح سے بیان کر سکتا ہوں۔ دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہو گی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی۔ مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ (........) تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا۔ تمہاری محبت رکھنے والا۔ تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا۔ تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا۔ تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ (........) تمہارا اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ (.....) کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں"۔

ازدواجی رشتے طے کرنے کے لئے رہنما اصول "اخلاق اسی لئے دیکھے جاتے ہیں کہ نتیجہ نیک نکلے۔ اگر کسی کو اپنے اخلاق اور عادات کے مطابق کوئی لڑکا مل جائے خواہ وہ کسی قوم کا ہو تو اس سے رشتہ کر دینا چاہئے جو آج وضیع سمجھا جاتا ہے وہ کل شریف ہو سکتا ہے۔ (.........)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بادشاہ مسلمان ہو کر آیا تھا۔ کعبہ کا طواف کرتے وقت کسی صحابی کے پاؤں کے نیچے اس کا کپڑا آ کر گر گیا۔ اس نے اس کو تھپڑ مارا۔ کسی نے اس سے کہا کہ حضرت عمرؓ تجھ سے اس کا بدلہ لیں گے۔ اس نے کہا کیا مجھ غسان کے بادشاہ سے اس مفلس کے مارنے کا بدلہ لیں گے؟ اور کیا مجھے بھی نہیں چھوڑیں گے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس کو جو زیادہ شک ہوا تو جا کر حضرت عمرؓ کو کہنے لگا کہ کیا اگر کوئی بڑا آدمی کسی رذیل کو مارے تو آپ اس کا بدلہ تو نہیں لیں گے؟ انہوں نے کہا۔ او جبلہ تو کسی کو مار تو نہیں بیٹھا۔ اگر تم نے کسی کو مارا ہے تو خدا کی قسم میں ضرور تم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ یہ سن کر رات کو وہ بھاگ گیا اور اس کی تمام قوم عیسائی ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔ تو حقوق کے لحاظ سے سب (احمدی) برابر ہیں۔ مگر شادی میں صرف اسی بات کا خیال نہیں رکھنا بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ جن دو شخصوں کا پیوند ساری عمر کے لئے ہونے لگا ہے ان میں آپس میں اخلاق کا کوئی فرق تو نہیں۔ اور بعض اقوام کے اخلاق گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس ان سے ضرور علیحدہ رہنا پڑے گا تاکہ ہمیشہ کا جھگڑا نہ پیدا ہو جائے۔ لڑکے لڑکی کے امن اور آرام کی وجہ سے ایک حد تک کفو کا خیال بھی رکھنا پڑے گا۔ لیکن جیسا کہ میں بتا چکا ہوں ہر ایک چیز کی حد ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے (.....) یہ قاعدہ بتا دیا ہے کہ اصل شرافت تقویٰ ہی ہے۔ پس تم کبھی اس بات پر دلیری نہ کرو۔ کہ فلاں قوم کمینی ہے۔ تم بے شک بعض قوموں سے اختلاف اخلاق و عادات کی وجہ سے رشتہ سے پرہیز کرو لیکن کسی کو وضیع نہ کہو۔ کیونکہ جو آج شریف ہوتا ہے وہ حالات کے بدلنے سے وضیع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سارے ایک جیسے ہیں۔ جس کے اخلاق اور عادات اچھے ہیں وہی اعلیٰ ہے۔ پس اگر ایسا ہو کہ مرد کے ایسے خیالات اور عادات ہیں جو لڑکی کے خاندان کے خلاف ہیں تو ان کی شادی نہیں ہونی چاہئے۔ مگر ایسی شرائط لگانا کہ مغل اور مغل بھی برلاس ہو وغیرہ وغیرہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ تم نیکی اور تقویٰ کو شادی کے معاملہ میں اول دیکھو"۔

اللہ کی طرف دعوت "اب میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا شے ہے جس کی طرف میں آپ لوگوں کو بلاتا ہوں اور وہ کونسا نکتہ ہے جس کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔

سنو! وہ ایک لفظ ہے زیادہ نہیں صرف ایک ہی لفظ ہے اور وہ اللہ ہے اسی کی طرف میں تم سب کو بلاتا ہوں اور اپنے نفس کو بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں اسی کے لئے میری پکار ہے۔ اور اسی کی طرف جانے کے لئے میں بگل بجاتا ہوں۔ پس جس جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے آئے اور جس کو خدا تعالیٰ ہدایت دے وہ اسے قبول کرے۔

سب سے زیادہ حسین دنیا میں بہت سی چیزیں ہیں جو بڑی حسین اور بڑی خوبصورت ہیں لیکن جو کوئی چیز بھی دنیا میں ممکن سے ممکن حسین ہو سکتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ ہی کی مخلوق ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہی اس کو حسن اور خوبی

دی ہے اس کے حسن کو کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی۔ مگر باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حسین ہے۔ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ سب سے زیادہ خیروبرکت رکھنے والا ہے۔ مگر دنیا اور نااہل دنیا اس کو حقارت اور ناقدری کی نظر سے دیکھتی ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے اور اس کی عظمت اور دبدبہ کے سامنے سب چیزیں ہیچ ہیں مگر اس سے جو سلوک دنیا کر رہی ہے وہ بہت نفرت اور حقارت کے قابل ہے۔ حضرت (امام جماعت احمدیہ الاول) اپنے ایک استاد کا ذکر سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے بھوپال میں خواب میں دیکھا کہ میں شہر سے باہر ایک پل کے پاس کھڑا ہوں۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کوڑھی پڑا ہے جس کے تمام جسم میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔ اس پر مکھیاں بیٹھتی ہیں اور سخت تکلیف کی حالت میں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں اللہ میاں ہوں۔ تمہارا خدا ہوں۔ میں نے کہا ہم نے تو قرآن شریف میں اپنے خدا کی بڑی تعریفیں پڑھی ہیں کہ وہ ایسا خوبصورت ہے کہ اور کوئی اس کی مانند ہے ہی نہیں۔ یہ آپ کی کیا حالت ہے۔ اس نے آگے سے جواب دیا کہ تم یہ جو شکل میری دیکھ رہے ہو یہ میری اصل شکل نہیں بلکہ بھوپال کے لوگوں کی نظروں میں میری یہ شکل ہے۔

پس تم لوگ بھی اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ اپنے اعمال کو اپنی باتوں کو اپنے اقوال کو اپنی حرکات کو۔ اپنی سکنات کو دیکھو کہ دنیا کی جو چیزیں تمہیں پیاری لگتی ہیں ان کے مقابلہ میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی کیا شکل ہے۔ آیا بھوپال والا خدا تو نہیں ہے یا اس کے قریب قریب ہے۔ مگر خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سب بدصورتیوں ساری بدیوں اور تمام برائیوں سے پاک اور منزّہ ہے۔"

(بحوالہ برکاتِ (امامت))

امامت ثانیہ کا پہلا جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء

(روزنامہ الفضل کی رپورٹ)

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کی وفات کے بعد ہمارا پہلا جلسہ سالانہ اپنے معمول کے مطابق ہوا۔ مگر خدا کے فرشتوں نے اس کو غیر معمولی طور پر کامیاب بنایا۔ عدو نے چاہا کہ قادیان کی رونق کم کرے اور (امامت) محمود کی عظمت کو نقصان پہنچائے۔ لیکن خدا نے چاہا کہ اس کے منصوبوں کو پیوند خاک کرے۔ چنانچہ زمینی اسباب پر بھروسہ رکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ ان کی مخالفانہ کوششیں کچھ کام نہ آئیں اور باوجود ایام جلسہ کی زیادتی اور قادیان کے سفر کی صعوبت کے (.......) قربان ہونے والے زائرین پروانہ وار قادیان میں پہنچے....... خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے سب کام کر کے دکھا دیا۔ اس سال کا جلسہ سالانہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے قابل مبارک اور اپنی شان کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ رہا ہے..... سب سے بڑی خصوصیت اب کی مرتبہ یہ تھی کہ قادیان میں آنے والے وہ مخلصین تھے۔ جو دامن محمود سے وابستہ ہو کر یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا جلسہ محض میل ملاقات نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ہم قادیان میں ایک مزکی نفس کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے اور اس کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے آئے ہیں۔

جلسہ پر آنے والے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سن لیا کہ انہوں نے جس ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ ایک معمولی انسان کا ہاتھ نہیں بلکہ اس اولوالعزم انسان کا ہاتھ ہے حضرت بانی سلسلہ کے ہاتھوں میں پلا ہوا اور نور الدین کے ہاتھوں میں تربیت پایا ہوا اور خود خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور پھر انہوں نے یہ بھی ملاحظہ کر لیا کہ ان کا امام اگرچہ کسی قابلیت اور کسی علم کا مدعی نہیں تاہم خدا نے اسے وہ کچھ سکھایا ہے جس کا علم فرشتوں کو بھی نہ تھا اور وہ طرز بیان بخشا ہے جو خاصان خدا کا خاصہ ہے۔

اس کے کلام میں اثر اس کی تقریر میں لذت اس کے احکامات میں رعب ہے۔ اگر وہ فرماتا ہے بیٹھ جانا مناسب ہے تو جھٹ کھڑے ہوئے بیٹھ ہو جاتے ہیں۔.......... پھر اگر وہ فرماتا ہے کہ (بیوت الذکر) میں باجماعت نماز پڑھنے کی بہت تاکید آئی ہے تو اس کے حکم کی تعمیل میں فوراً تینوں بیوت الذکر اور بیت مبارک میں تو یہ کیفیت نظر آتی ہے کہ کیا چھت اور کیا فرش کیا بازار کیا دکانیں اور کیا قرب و جوار کے مکانات سب کے سب دور دور تک ...... مقتدیوں سے بھر جاتے ہیں۔ کاش قادیان کے ساتھ محبت کرنے والے لوگ اس منظر کو دیکھتے اور صفائی قلب سے خدا تعالیٰ کے فعل اور اس کی پیدا کردہ کشش قلوب پر غور کرتے اور حضرت امام جماعت الثانی کے ساتھ آنے والے فضل سے حصہ لیتے۔ مگر

"ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

مطالبات تحریک جدید

○ احباب جماعت سادہ زندگی بسر کریں (لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کی جائے)

۲۔ مطالبہ وقف اولاد/وقف زندگی

(۱) والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں

(۲) نوجوان اور پنشنرز احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

(۳) رخصت موسمی اور رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں

(۳) اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

(۴) جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے کر لیں۔

(۵) عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں

(۶) راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

(۷) قومی دیانت کا قیام کریں۔

(۸) مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مردہ نہ ہونے دو۔ کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تاکہ وہ بیکار نہ ہو جاوے اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے۔ اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

مائدہ چیزیست دیگر خشک ناں چیزے دِگر
خوردنی ہرگز نباشد نانِ خشک اے بے ہنر

خوان نعمت اور چیز ہے خشک روٹی اور چیز ہے اے بے سمجھ سوکھی روٹی کھانے کے قابل نہیں ہوتی

دوستاں را مائدہ بدہند از مہر و کرم
پارہ ہائے خشک ناں بیگانگاں را نیز ہم

دوستوں کو فضل و کرم سے عمدہ نعمتیں ملتی ہیں۔ لیکن غیروں کو سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہی ملتے ہیں

نیز ہم پیش سگاں آں خشک ناں مے افگنند
مائدہ از لطفہا پیش عزیزاں مے برند

اس خشک روٹی کو کتوں کے آگے بھی ڈالتے ہیں اور خوان نعمت کو لطف کے ساتھ عزیزوں کے سامنے لے جاتے ہیں

ترک کُن ایں خشک ناں را ہوش کُن فرزانہ باش
گر خرد مندی پئے آں مائدہ دیوانہ باش

تو اس سوکھی روٹی کو چھوڑ۔ ہوش کر عقل کر۔ اگر عقلمند ہے تو خوان نعمت کا طلب گار بن

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اچھی چیزوں کا طلب گار ہو جہاں تک زندگی گذارنے کا تعلق ہے وہ تو دنیا میں ہر شخص گذارتا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک ہے وہ ہر شخص کو کسی نہ کسی رنگ میں اس کی ضروریات مہیا کرتا ہے۔ جو لوگ اسے مانتے ہیں انہیں بھی اور جو لوگ اسے نہیں مانتے انہیں بھی۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اسے جو لوگ مانتے ہیں اور اس سے مخلص ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اچھی اور کم اچھی یا بری چیزوں کا تقابل اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے کہ ایک چیز مائدہ ہے جو بہت اچھے کھانے پر مشتمل ہے اور ایک چیز خشک روٹی ہے۔ انسان کو ان میں سے کچھ نہ کچھ تو ضرور مل جاتا ہے۔ لیکن اسے اس بات پر نگاہ رکھنی چاہئے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی گذار رہا ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو تو اسے وہ ایسا مائدہ عطا کرتا ہے جو اچھے کھانوں پر مشتمل ہو اور جو شخص ایسا نہ ہو اس کے لئے تو پھر سوکھی روٹی ہی رہ جاتی ہے۔ اور سوکھی روٹی عام طور پر غیروں کو ملتی ہے۔ اپنوں کے لئے تو انسان بھی یہ کوشش کرتا ہے کہ انہیں اچھے سے اچھا کھانا کھلایا جائے۔

اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں ان کے لئے خدا تعالیٰ بھی بہتر سامان پیدا کرتا ہے اور اپنے لئے بہتر سامان پیدا کروانے کی صورت یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا ہو رہے اور خدا تعالیٰ کو اپنا کر رکھے۔ تاکہ خدا تعالیٰ اس سے ایسا سلوک کرے جو اپنوں سے کیا جاتا ہے۔ نہ کہ غیروں سے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کو اپنا نہیں بنائے گا اور خود خدا تعالیٰ کا نہیں بن جائے گا تو یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ وہ غیروں ہی میں شامل ہو گا۔ اور جو کچھ غیروں کو ملتا ہے اس کی مشابہت خشک روٹی کے ساتھ دی جا سکتی ہے۔ حضرت صاحب یہ مثال دے کر فرماتے ہیں کہ بجائے خشک روٹی لینے کے انسان کو چاہئے کہ وہ ہوش مندی سے کام لے عقل کو بروئے کار لائے اور اس عقل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے خوان نعمت کا طلب گار بنے۔ خوان نعمت کا طلبگار بننے کے لئے جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ایسا ہو جیسا اپنوں سے ہوتا ہے خدا تعالیٰ اسے اپنا سمجھے نہ کہ غیر۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کئے جائیں اور اسی سے خلوص کا اظہار کیا جائے۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی رُوح پرور افتتاحی تقریر

اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو جماعتی اتحاد کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق بخشی کہ آسمان کے فرشتے آپ پر ناز کرتے ہیں

تاریخ کے اوراق آپ کے نام کو عزت کے ساتھ یاد کریں گے اور آنیوالی نسلیں آپ کے اس کردار کی وجہ سے آپ پر فخر کریں گی

خدا کرے کہ اس کے قرب کی راہیں آپ پر ہمیشہ کھلی رہیں۔ (....) خدا کرے کہ دنیا کی کوئی شمع کبھی تمہیں اپنی طرف مائل نہ کر سکے۔ اے حضرت (بانی سلسلہ) کی اطاعت گزار جماعت اور آپ کے جاں نثارو! خدا آپ کے نفوس اور اموال میں برکت ڈالے اور آپ ہمیشہ ان بشارتوں کے وارث بنے رہیں جو آسمان سے آپ کے لئے نازل کی گئی ہیں۔ اے (حضرت امام جماعت الثانی) کے فیوض (-) سے تربیت یافتہ جماعت! خدا کرے کہ آپ اس مقام تربیت سے کبھی نیچے نہ گریں۔

اے جان سے زیادہ عزیز بھائیو! میرا ذرہ ذرہ آپ پر قربان کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے جماعتی اتحاد اور جماعتی استحکام کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا کی کہ آسمان کے فرشتے آپ پر ناز کرتے ہیں۔ آسمانی ارواح کے سلام کا تحفہ قبول کرو۔ تاریخ کے اوراق آپ کے نام کو عزت کے ساتھ یاد کریں گے اور آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی کہ آپ نے محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس بندہ ضعیف اور ناکارہ کے ہاتھ پر متحد ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ قیام توحید اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے قیام (......) کے لئے جو تحریک اور جو جدوجہد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے شروع کی تھی اور جسے حضرت (امام جماعت الثانی) نے اپنے آرام کھو کر اپنی زندگی کے ہر سکھ کو قربان کر کے اکناف عالم تک پھیلایا ہے۔ آپ اس جدوجہد کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں گے۔ میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے' آپ کے بار ہلکا کرنے کے لئے' آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے' اپنے رب رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور پورا بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا

ہم جس عہد کی تجدید کے بعد اور جن اغراض کی خاطر آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس کے پیش نظر ہمیں بعض باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔

اول تو یہ کہ (......) جمعہ کے اجتماع پر اللہ تعالیٰ ایک گھڑی ایسی بھی اپنے بندوں کو دیتا ہے کہ جس گھڑی میں وہ ان کی دعا کو خاص طور پر قبول کرتا ہے۔ یہ پاک اجتماع بھی کچھ اسی قسم کا اجتماع ہے۔ ہم کسی دنیوی میلہ میں شمولیت کے لئے یہاں نہیں آئے۔ ہم خدا تعالیٰ کی محبت کی تلاش میں اس کی رضا کی راہوں کو ڈھونڈنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ پس اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ دعاؤں میں خرچ کرو انہیں ضائع نہ کرو کہ آپ اس (....) کی طرف منسوب ہونے والے ہیں جس کے متعلق خود خدا تعالیٰ نے فرمایا (........) کہ اس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ وہ اور اس کی جماعت کا ہر فرد معمور الاوقات ہو گا اور معمور الاوقات ہونے کے یہی معنے ہیں کہ ہماری زندگی کی ہر گھڑی خدا تعالیٰ کی عبادت میں اس کی رضا کی تلاش میں' اس کے دین کی خدمت میں اور اس کی مخلوق کی بھلائی میں خرچ ہو۔

پس ان ایام میں اس پاک گھڑی کی تلاش میں لگے رہو۔ کہ جس وقت خدا تعالیٰ خصوصیت سے آپ کی دعا کو قبول کرنے کے لئے آسمان سے نیچے اترے اور آپ کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول فرمائے۔

دوسرا۔ جب جمّ غفیر ہوتا ہے تو بعض تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں بعض بے آرامیاں بھی سہنی پڑتی ہیں۔ آپ بشاشت کے ساتھ ان کو سہیں یہاں کے رہنے والے بڑے اخلاص کے ساتھ' بڑی محبت کے ساتھ' آپ کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن آخر وہ انسان ہیں کبھی غلطی بھی کر سکتے ہیں۔ آپ ان کی غلطیوں کو معاف فرمائیں اور پردہ پوشی سے کام لیں اور ان کے لئے بڑی دعائیں کریں۔ کہ وہ دن رات آپ کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں وہ آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہے بلکہ وہ اپنے مولا' اپنے آقا کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خواہش کو پورا کرے اور آپ کو بھی یہ توفیق دے۔ کہ جن روحانی خزائن سے جھولیاں بھرنے کے لئے آپ یہاں تشریف لائے ہیں اس میں آپ کامیاب ہوں اور آپ کے یہاں پہنچنے کا دن اس دن سے کم تر ہو جس میں آپ یہاں سے واپس جائیں اور آپ کی روانگی کا دن آپ کو بلند تر مقام پر پہنچا کر یہاں سے رخصت کرنے والا ہو۔

تیسرا جو دعائیں آپ یہاں کریں ان میں سے اپنے واقفین زندگی بھائیوں کو بھی یاد رکھیں۔ جو (.......) اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پھر آپ کے لاکھوں ہم وطن بھائی ایسے ہیں جن کو ابھی تک ربوہ آنے کی بھی توفیق نہیں ملی۔ کیونکہ ان کے حالات ہی کچھ ایسے ہیں ان کے دل تڑپتے ہیں لیکن بعض حالات کی وجہ سے وہ مجبور ہیں۔ ان کے اندر اس قدر اخلاص ہے' اس قدر اخلاص ہے' کہ آپ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے ان دنوں باہر سے آنے والے ہزاروں خطوط پڑھے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک خط لکھنے والا (...) احمدیت کی محبت اور حضرت (امام جماعت الثانی) کی محبت میں تڑپ رہا ہے۔ یہ چند دن ان کے لئے بڑے سخت تھے جن میں سے وہ گذرے وہ بھی آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں اور مستحق ہیں کہ آپ انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے دور افتادہ ممالک میں بسنے والوں پر احمدیت (....) کے قبول کرنے کی وجہ سے بڑا فضل کیا ہے۔ اور ان کے دلوں کی حالت کو کلیتہً بدل دیا ہے۔ ان کو وہی سمجھ سکتا ہے جو وہاں جا کر ان سے ملا ہو یا کثرت سے اس نے ان کے خطوط پڑھے ہوں۔ آدمی حیران ہوتا ہے کہ نہ کبھی وہ یہاں آئے اور نہ کبھی مرکز کو دیکھا اور نہ مرکز کے رہنے والوں سے بات چیت کی۔ نہ (رفقائے حضرت بانی سلسلہ) کی صحبت انہیں نصیب ہوئی۔ لیکن ان کے دل ہیں کہ اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے بھرے ہوئے ہیں۔ گویا ایک آگ ہے جو ان کے دلوں میں بھڑک رہی ہے کہ کاش وہ لوگ بھی جو اس نعمت سے ابھی تک محروم ہیں اس نعمت کو پالیں اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے اسی طرح وارث ہوں جس طرح وہ خود اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا وارث دیکھ رہے ہیں۔ تو انہیں بھی ضرور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

پھر کشمیر میں ہمارے مسلمان بھائی اس وقت بڑے دکھ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ وہ قیدیوں کی طرح ہیں اور راہ نجات ان پر بند نظر آ رہی ہے۔ لیکن ہمارا خدا بڑی طاقتوں والا اور بڑی قدرتوں والا ہے وہ اگر چاہے تو ایک آن میں ان کے حالات کو بدل سکتا ہے۔ اور وہ ان کے حالات کو (اللہ نے چاہا تو) بدل دے گا۔ آپ انہیں اپنی دعاؤں میں کبھی نہ بھولیں وہ آپ کی دعاؤں کے بہت ہی مستحق ہیں۔ پھر آپ اپنے لئے' اپنوں کے لئے اور ہر احمدی کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہیں۔ اس پر آپ کا کچھ خرچ نہیں آتا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں آپ کو بہت کچھ مل جاتا ہے۔

پچھلے دنوں ہر نماز میں اپنے رب سے خاص طور پر میں یہ دعا کرتا رہا ہوں کہ اے خدا! تو ہمارے کمزوروں کو طاقت بخش اور ہمارے بیماروں کو شفا دے اور ہم سب کی پریشانیوں کو دور فرما اور ہمارے اندھیروں کو نور سے بدل دے اور ہم پر اپنی بڑی رحمتیں نازل کر اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے اور احمدیت کو جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے ہمیں اس مقصد میں جلد تر کامیابی عطا فرما تاکہ ہم اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ لیں۔ (......) اب میں دعا کرا دیتا ہوں سب دوست میرے ساتھ اس دعا میں شامل ہوں۔

(الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۶۵ء)

بہترین زیورات کی بنوائی کیلئے ہماری خدمات
حاصل کریں
فون گھر 521354 فون دوکان 524181
میاں غلام مصطفیٰ جیولرز
سی بلاک اوکاڑہ پروپرائیٹر: میاں غلام قادر

احمدیہ جماعت میں معروف خسوف و کسوف 1894ء کے موقع پر
احباب جماعت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گلگشت کالونی ملتان

نذیری سٹال
دودھ • دہی • چائے • حلوہ گاجر
مربہ سیب کیلئے تشریف لائیں
نذیر احمد نی سٹال اقصیٰ روڈ
چوہدری محمد بوٹا مارکیٹ ربوہ

احمدیہ جماعت میں معروف خسوف و کسوف 1894ء کے موقع پر
احباب جماعت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
منجانب: امیر جماعتہائے احمدیہ و صدر صاحبان ضلع نارووال

احباب جماعت کو نیا سال مبارک ہو
• زنانہ • مردانہ کپڑے کی معیاری خریداری کیلئے
شالے کلاتھ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: شالے انور حمید

دور و نزدیک سے کم نظر آئے یا سر درد ہو نظر کا معائنہ
مفت کروائیں۔ نظر کی عینکیں دھوپ کیلئے
چشمے ہر قسم کے لینز دستیاب ہیں۔
محمود آپٹیکل سنٹر بانو بازار سیالکوٹ
فون دکان: 557598
رہائش 66207

علوی میڈیکل سنٹر محبوب ٹاؤن چونگی نمبر ۲
اوکاڑہ
بانی:
حکیم محمد صالح اعوان ابن حکیم شہاب الدین اعوان

رازی جنرل سٹور
نزد بیت الذکر احمدیہ
لودھراں
پروپرائیٹر: بشارت احمد ناصر فون: 06517-62371

مشرف ڈیکوریشن اینڈ
الیکٹرک سروس
نزد صدر تھانہ لودھراں
فون: 06517 - 62371

فون: 32971 - 72960 فیکس: 92-061-520662
منیر آٹوز
حسین آگاہی روڈ
بالمقابل علمدار کالج
ملتان
SALE
SERVICE
PARTS.
ڈیلر: سوزوکی موٹر سائیکل
ہمارے ہاں سوزوکی موٹر سائیکل نئی اور
اس کی مرمت تسلی بخش کی جاتی ہے۔
پروپرائیٹر: شالے تنویر احمد

احمدیہ جماعت میں معروف خسوف و کسوف 1894ء کے موقع پر
احباب جماعت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
باسمتی چاول کی اعلیٰ کوالٹی کا واحد مرکز
بٹ رائس ملز
بائی پاس روڈ
چونڈہ ضلع سیالکوٹ
پروپرائیٹرز: مولا بخش بٹ، خالد بٹ
فون: 04364 - 21542

فون: ۳۸۳
لیڈی ڈاکٹر یاسمین آفتاب
ماہر امراض زچہ و بچہ
سمن آباد گوجرہ

بہترین زیورات کی بنوائی کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں
المبارک جیولرز
چوک دربار مالا سی بلاک ... اوکاڑہ
فون: دکان: 524181 پروپرائیٹر: مبارک احمد
گھر: 521355

گجر کمیشن شاپ
منڈی احمد آباد
ضلع اوکاڑہ
پروپرائیٹر:
چوہدری نصیر الدین گجر
صدر انجمن آڑھتیاں
فون 22

امامت رابعہ کے پہلے جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا افتتاحی خطاب

آغازِ اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ کی قربانیاں

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اپنے دورِ امامت کے پہلے جلسہ سالانہ سے خطاب کا ایک اقتباس۔

نور کا اصل چشمہ جو کل عالم کے لئے پھوٹا تھا اس کا آغاز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے ہوا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ درد کی وہ کہانیاں کیوں نہ بیان کریں جو آغاز اسلام سے وابستہ ہیں نور کی باقی ساری شکلیں تو اسی ایک منبع سے پھوٹ رہی ہیں جیسے درخت کی شاخیں ایک تنے سے پھوٹا کرتی ہیں۔

چنانچہ اس جہت سے جب میں نے غور کیا تو مجھے یہ احساس ہوا کہ نور کے آغاز کے وقت دنیا کی ایک عجیب متضاد کیفیت ہو جایا کرتی ہے۔ ایک طرف تو عقلوں کو جلا دی جاتی ہے اور نور علی نور کا منظر ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف سوچ بچار کی ساری قوتیں مفلوج ہو جاتی ہیں۔ افکار بگڑ جاتے ہیں۔ نظریات بگڑ جاتے ہیں۔ قلبی رجحانات بگڑ جاتے ہیں۔ اعمال بگڑ جاتے ہیں۔ اس دوسرے منظر PHENOMENA کو پہلے سے کوئی بھی مناسبت نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا قرآن کریم کی یہ آیت اپنی پوری شان کے ساتھ اطلاق پا رہی ہے کہ ہم نے انسان کو احسن تقویم بنایا (۔) پھر اس کو اسفل سافلین کی طرف لوٹا دیا۔ تو آنحضور ﷺ کے زمانہ میں یہ دو مناظر بڑی نمایاں اور امتیازی حیثیت سے ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں ایک طرف اسفل سافلین کا منظر ہے اور دوسری طرف احسن تقویم کا منظر ہے۔

میں اس مضمون کا آغاز۔

تعاون کے دو تصورات پیش کر کے کرنا چاہتا ہوں۔ تعاون کا ایک وہ تصور ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ وحی الٰہی کے مطابق پیش فرما رہے تھے۔ اور اس کے مقابل پر تعاون کا ایک وہ تصور تھا جو کفار مکہ پیش کر رہے تھے۔ ان دونوں کو دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی آب و گل سے پلنے والے۔ ایک ہی روشنی اور ایک ہی ہوا میں سانس لینے والے وجودوں کے تصورات میں زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے یہ اعلان فرمایا:۔

(۔)

اے اہل کتاب! میں تمہیں ایک ایسے کلمہ کی طرف بلاتا ہوں جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے۔ معاشرہ کی اصلاح اور زمانہ کے دکھ دور کرنے کے لئے سب سے بہتر اصول یہی ہے کہ مشترک قدروں کو پکڑا جائے اور اختلافی باتوں کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ اور جہاں تک تعاون کا تعلق ہے وہ مشترک قدروں ہی میں ہو سکتا ہے۔ پس آنحضور ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ جس خدا کو تم بھی واحد مانتے ہو اسی خدا کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں۔ اختلاف مذہب اپنی جگہ لیکن یہ قدر مشترک ہمیں ایک تعاون کی طرف ضرور بلا رہی ہے۔ تعاون کا یہ تصور آپؐ نے اللہ کی وحی کے مطابق پیش فرمایا اور پھر فرمایا (۔) تم کوئی بھی مذہب رکھتے ہو۔ اس سے کوئی غرض نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ خدا کو واحد سمجھتے ہو یا نہیں۔ اسی طرح نیکی پر تعاون کرو۔ کیونکہ نیکی کا تعاون تو تمام انسان کے درمیان قدر مشترک ہے۔

احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تعاون کی اس اپیل کے جواب میں کفار مکہ نے تعاون کی ایک عجیب راہ اختیار کی۔ ان کے تعاون کا بگڑا ہوا تصور یہ تھا کہ قدر اشتراک میں تعاون نہیں بلکہ قدر اختلاف میں تعاون ہونا چاہئے۔ کچھ ہم تمہارے خدا کی عبادت کرتے ہیں کچھ تم ہمارے خداؤں کی عبادت کرو۔ کچھ تم اپنے سچ کو مانو۔ کچھ ہمارے جھوٹ کو مانو۔ اور اسی طرح ہم بھی کچھ تمہارے سچ کو مانیں گے کچھ اپنے جھوٹ کو مانیں گے۔ تعاون کا یہ ایک عجیب و غریب بگڑا ہوا تصور تھا۔ ایک ہی وقت میں مکہ سے تعاون کے یہ دو اعلانات ہو رہے تھے۔

پھر اس متضاد صورت حالات کا ایک عجیب منظر یہ نظر آتا ہے کہ عرب کی واضح اکثریت نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے ماننے والوں کے دین کا نام ہم رکھیں گے۔ کیونکہ ہم واضح عددی اکثریت رکھتے ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم ان کے دین کا نام رکھیں یعنی ان کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے غلاموں کو یہ بھی حق نہیں کہ اپنے دین کا نام رکھیں۔

چنانچہ ابوامامہ باہلیؓ نے جب اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے تو روایت آتی ہے کہ ان کی قوم نے ان سے کہا (۔) ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تو صابی ہو گیا ہے۔ باوجود اس کے کہ مسلمان اقلیت جانتی تھی کہ ہمارا مسلمانی کا دعویٰ ان کو پسند نہیں پھر بھی وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے رہے اسی طرح حضرت ثمامہ بن اثالؓ کو رسول کریم ﷺ نے خوشخبری دی اور حکم دیا کہ وہ عمرہ کریں۔ جب وہ مکہ آئے تو لوگوں نے ان کو کہا صابی ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں نہیں میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان ہوا ہوں (بخاری) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ عمرؓ مسلمان ہوئے انہوں نے کہا اے قریش تم میں سے کون ہے جو میری اس بات کا اعلان لوگوں میں کر دے۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ انہیں بتایا گیا کہ جمیل بن معمر میں یہ خوبی ہے کہ وہ بات سنتے ہی مشتہر کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمیل کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس کو بتایا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ وہ اسی وقت اٹھا اور اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے چل پڑا اور مسجد حرام کے پاس پہنچ کر قریش مکہ کے اندر یہ اعلان کیا کہ اے لوگو! عمرؓ بن خطاب صابی ہو گیا ہے۔ حضرت عمر جو پیچھے کھڑے تھے انہوں نے کہا یہ جھوٹ بولتا ہے میں تو مسلمان ہوا ہوں چنانچہ وہ تمام قریش مکہ جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ معاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پل پڑے اور جس طرح طرح جو کچھ کسی سے بن پڑا اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس "جرم" کی سزا دینے کی کوشش کی۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلی مرتبہ جب مکہ آیا تو اس خوف سے کہ اگر کسی طاقت ور آدمی سے میں نے پوچھا تو کہیں وہ مجھے مارنے نہ لگ جائے۔ میں نے اپنی طرف سے کمزور آدمی کو چنا اور اس سے دریافت کیا کہ وہ شخص کہاں ہے جس کو تم صابی کہہ کر پکارتے ہو۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور شور مچا دیا۔ یہ صابی ہے یہ صابی ہے۔ اہل وادی مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ اینٹ پتھر۔ روڑے اور ہڈیوں کے ساتھ مجھے اتنا مارا کہ میں ہوش و حواس کھو کر جس طرف سر اٹھا بھاگ پڑا۔ پس یہ دو متقابل مناظر بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ جب قدریں بگڑتی ہیں۔ جب تصورات بدل جاتے ہیں۔ جب عقلوں پر پردے پڑتے ہیں تو اس وقت نور نبوت کے مقابل پر کھڑے ہونے والوں کی یہ کیفیات ہو جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ یہاں تک ظلم ہوا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے ماننے والوں کو کلمہ پڑھنے سے روکا گیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) کہ جب خدائے واحد کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل اس پر مشتعل ہو جاتے ہیں اور وہ نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ خدائے واحد کا ذکر کیا جائے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام قبیلہ اسد سے تعلق رکھتے تھے اور ایک جواں مرد آدمی تھے۔ جب وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے تو کلمہ شہادت پڑھا تو اس "جرم" میں ان کا ظالم چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کے ناک میں آگ کا دھواں دیا کرتا تھا اور توبہ کے لئے اصرار کیا کرتا تھا۔ لیکن وہ ایسی حالت میں چٹائی میں لپٹے لپٹے بیہوش ہو جایا کرتے تھے مگر کلمہ کا انکار نہ کرتے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ لوہار تھے ایک غریب غلام تھے۔ تلواریں بنایا کرتے تھے جب آپ نے آنحضور ﷺ کی رسالت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کیا تو اس "جرم" میں ان کی مالکہ نے اسی بھٹی سے جس کو وہ تایا کرتے تھے لوہے کی گرم گرم سلاخیں نکالیں اور ان کے جسم کو ان سے داغا اور اسی طرح کرتی رہی لیکن راوی بیان کرتے تھے مگر توحید باری تعالیٰ یا رسالت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انکار نہیں کرتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ اور ان مظلومین میں سے تھے جن پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے اور مجبور کیا جاتا کہ کسی طرح توحید باری تعالیٰ کا انکار کر دیں۔ ابوجہل کے متعلق آتا ہے کہ وہ آپ کو منہ کے بل گرا دیتا۔ اور تیز دھوپ میں اوپر چکی رکھ دیتا تاکہ دھوپ اسے خوب گرم کرے۔ اور کہتا محمد کے رب کا انکار کرو۔ مگر بلالؓ نیم بے ہوشی کی حالت میں یہی فرمایا کرتے تھے۔ احد۔ احد۔ احد۔ احد وہ ایک ہے۔ وہ ایک ہے۔ اس کا انکار میری زبان سے ممکن نہیں۔ اسی حالت میں آپ بسا اوقات بے ہوش ہو جایا کرتے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارہ میں سیرت ابن ہشام میں آتا ہے۔ بہت سچے مسلمان اور پاک دل انسان تھے۔ ابوجہل کی طرح امیہ بن

خلف بھی آپ کو باہر لے جاتا۔ جس وقت دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں ریت خوب گرم ہو جاتی تو پیٹھ کے بل آپ کو مکہ کی سنگریزہ زمین پر لٹا دیتا تھا۔ پھر کسی کو حکم دیتا کہ بڑا سا پتھر اٹھا کے لاؤ۔ وہ پتھر آپ کے سینے پر رکھ دیتا۔ پھر آپ سے کہتا تو اسی حالت میں رہے گا۔ یہاں تک کہ تو مر جائے یا محمدؐ کا انکار کر دے۔ مگر آپ اس حال میں یہی کہتے۔ احد۔ احد۔ احد۔ احد۔ اس کے سوا ان کی زبان سے اور کوئی کلمہ نہ نکلتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر ؓ نے کلمہ توحید پڑھا تو آپ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے تقریر میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی طرف لوگوں کو بلایا اس پر مشرکین مکہ حضرت ابو بکرؓ پر ٹوٹ پڑے۔ عقبہ بن ربیعہ آپ کے نزدیک آیا اور دو ہرنگ دار جوتیوں کے ساتھ مارنے لگ گیا وہ جوتیوں کے کناروں کی طرف سے آپ کے منہ پر مارتا تھا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کو لٹا کر ان کے پیٹ پر کودا یہاں تک کہ آپ کا منہ اور ناک پہچانا نہ جاتا تھا۔ آپ کے والد اور بنو تیم آپ سے بات کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ دن کے آخری حصہ میں جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے سب سے پہلی بات یہ کی کہ پوچھا رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے۔ اس پر وہ سارے ہمدرد آپ کو لعن طعن کر کے چھوڑ گئے کہ اس کے دل میں تو محمدؐ کی محبت نہیں نکلتی۔

پس دیکھئے زمانہ کی اقدار کیسی بگڑی ہیں اور کیسے دو متضاد وجود پیدا ہوئے۔ ایک طرف اصرار تھا کہ ہم کلمہ پڑھیں گے اور اس کے لئے ہر قربانی دیں گے اور دوسری طرف اصرار تھا کہ ہم قربانی لیں گے۔ اور تمہیں کلمہ نہیں پڑھنے دیں گے۔

اذان دینے سے بھی روکا دیا گیا۔ اگرچہ شروع میں اذان کا طریق رائج نہیں تھا لیکن اس وقت تکبیر سے روکا جاتا تھا۔ جب اذان کا طریق شروع ہوا تو اس وقت ایک روایت کے مطابق عروہ بن مسعود ثقفیؓ حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری قوم تمہیں قتل کر دے گی۔ تاہم آپؐ نے اجازت دے دی۔ آپ قوم کی طرف لوٹے۔ رات وہاں گزاری۔ صبح سحری کے وقت اٹھے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو اپنے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دی۔ اذان کی آواز سن کر ایک بد بخت وہاں پہنچا اور پیشتر اس کے کہ آپ نماز شروع کرتے تیر چلا کر آپ کو اذان دینے کے جرم میں شہید کر دیا۔

عبادت سے بھی روکا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے (۔) کہ تم اس بد بخت کو نہیں دیکھتے کہ جب میرا بندہ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے اور ابو جہل نے آپؐ کی پیٹھ پر اونٹنی کی بچہ دانی پھینک دی تھی۔ اسی حالت میں آپؐ جب سرنگوں تھے تو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سجدہ ریز تھے اور آپؐ کے گرد قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط ذبح کردہ اونٹنی کی بچہ دانی لایا اور حضورؐ کی پیٹھ پر پھینک دی۔ حضورؐ اس بوجھ سے اپنا سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے اس بچہ دانی کو ہٹایا۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے کہا! مجھے ان سختیوں کے بارہ میں کچھ بتاؤ جو آغاز اسلام میں کفار مکہ نے آنحضور ﷺ پر روا کیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن معیط آگیا۔ آتے ہی آپؐ کے کندھے مبارک کو پکڑا اور آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈالا اور اس شدت سے گلا گھونٹا کہ گویا دم ہی نکل جائے گا۔ اس وقت حضرت ابو بکرؓ آگے بڑھے اور عقبہ کے کندھے کو پکڑا اور کہا (۔) کہ اے ظالم! کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اپنی صداقت کے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔

مساجد سے بھی آپ کو روکا گیا۔ اور آپؐ کے غلاموں کو بھی روکا گیا۔ مساجد کی تعمیر کھلی جگہوں پر کرنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ اپنے گھروں میں بھی مساجد تعمیر کرنے سے روکے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو ایک شخص کی پناہ ملی تو یہ اجازت ہوئی کہ وہ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائیں۔ چنانچہ قرآن کریم ان لوگوں کے اس رویہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے (۔) یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے لوگوں کو روکا کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان لوگوں کے لئے جائز نہ تھا کہ اس بارہ میں دخل اندازی کرتے مگر ان کو تو یہ چاہئے تھا کہ خدا سے ڈرتے ڈرتے ایسے معاملات میں قدم رکھتے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ابتدائی ایام میں تکبیر تک کہنے کی اجازت نہیں تھی لیکن جب مسلمانوں کی تعداد کچھ بڑھی اور تیس تک پہنچ گئی تو پہلی مرتبہ ۴ نبوی میں حضرت ارقمؓ نے اپنا گھر پیش کیا جس میں آنحضور ﷺ اور آپؐ کے غلام اکٹھے ہو کر خفیہ خفیہ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حضرت ابو بکرؓ کو یہ اجازت مل گئی تھی کہ وہ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائیں لیکن وہاں بھی جب آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے تو لوگوں کی دل آزاری ہوتی۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرنے لگے۔ وہ اپنے گھر کے سوا نہ نماز علانیہ پڑھتے تھے اور نہ تلاوت کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی۔ مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے وہاں جمع جاتے اور یہ نظارہ دیکھتے کہ آپ تلاوت کرتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس بات کا ان کے دل پر گہرا اثر پڑتا۔ چنانچہ قریش نے گھبراہٹ میں ابن دغنہ کو بلا کر بھیجا جس نے آپ کو پناہ دی تھی اور صحن خانہ میں مسجد بنانے کی اجازت دی تھی۔ اس نے بڑی سختی سے حضرت ابو بکرؓ کو مسجد اور نماز کے بارہ میں روکا۔

کفار کے جذبات دل آزاری کے خیالی تصورات کو قبول کرنے کی طرف یہاں تک مائل تھے کہ حیرت ہوتی ہے کہ وہ باتیں جن سے دلوں کو خوش ہو جانا چاہئے اور سینے کھل جانے چاہئیں ان سے بھی ان کی دل آزاری ہوتی تھی چنانچہ قرآن کریم کی تلاوت سے وہ سخت دل آزاری محسوس کرتے تھے۔ قرآن کریم ان کے اس رجحان کو یوں بیان کرتا ہے (۔) اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں تو منکروں کے چہرے پر شدید ناپسندیدگی کے آثار نظر آتے ہیں۔ تو دیکھتا ہے کہ ناپسندیدگی سے ان کے چہرے بگڑ رہے ہیں۔ قریب ہے کہ وہ ان لوگوں پر ٹوٹ پڑیں جو ان کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سب سے پہلے مکہ کی گلیوں میں تلاوت کے لئے مجھے منتخب فرمایا۔

وہ کہتے ہیں ایک دن صحابہ حضور اکرم ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نے کہا خدا کی قسم قریش نے اس قرآن کو بلند آواز سے پڑھا ہوا کبھی نہیں سنا۔ کون ہے جو آج ان کو بلند آواز سے قرآن سنا سکے۔ اس پر کسی نے کہا کہ ہمیں ایک ایسے شخص کا انتخاب کرنا چاہئے جس کی کچھ ضمانت ہو۔ جس کا خاندان ہو اور وہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے کہا چھوڑو میں جا کر یہ فریضہ ادا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ گئے۔ اور مقام ابراہیم کے پاس ضحیٰ کے وقت پہنچے۔ قریش اپنی مجالس میں تھے آپ نے بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ مشرکین متوجہ ہوئے اور کہنے لگے ام عبداللہ کے پوتے کی یہ جرات! پھر کہا کہ یہ کچھ حصہ اس وحی کا پڑھ رہا ہے جو محمدؐ لایا ہے۔ چنانچہ مشرکین آپ کو مارنے لگ گئے اور خاص طور پر منہ اور ہونٹوں پر مارتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ پھر مجھے اتنا دکھ پہنچا جتنا اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں رکھا ہوا تھا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں میں واپس لوٹے۔ سارا چہرہ زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے کہا۔ ہم کہتے نہیں تھے ہم تیرے بارہ میں ڈرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کے دشمن کبھی بھی میرے نزدیک آج سے زیادہ ذلیل نہیں ٹھہرے۔ تم اگر چاہو تو کل بھی میں ایسا ہی کروں گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس قسم کی دل آزاری کا ایک اور واقعہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صحن میں مسجد بنائی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لوگوں کی دل آزاری ہونے لگی اور وہ شکوہ کرتے ہوئے ابن دغنہ کے پاس پہنچے تو ابن دغنہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے جو باتیں کیں حضرت عائشہؓ نے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتی ہیں۔

ابن دغنہ نے آتے ہی کہا کہ ابو بکرؓ میں نے تمہیں اس لئے تو پناہ نہ دی تھی کہ تو میری قوم کو دکھ پہنچائے۔ تو اتنا دکھ پہنچا رہا ہے کہ اپنے صحن خانہ میں مسجد بنالی ہے اور تلاوت کرتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب میں اس سے کہا کہ میں تو اپنے رب کو یاد کرتا ہوں۔ تلاوت کرتا ہوں میں تو کسی کو دکھ نہیں دیتا۔ ہاں اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیری پناہ تجھ کو لوٹا دوں تو میں اس کام سے باز نہیں آؤں گا ہاں تیری پناہ تجھ کو لٹا دوں گا۔ اس پر ابن دغنہ نے کہا کہ ہاں میری پناہ کو مجھ کو واپس کر دے۔ تب ابو بکر صدیقؓ نے کہا میں تیری پناہ تجھ کو واپس کرتا ہوں۔

ایک طرف یہ کیفیت تھی۔ دوسری طرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا ردعمل ان لوگوں کے حق میں کیا تھی۔ آپؐ کا اتنا بڑا حوصلہ تھا۔ ایسا وسیع دل تھا۔ ایسی ہمدردی کا جذبہ آپؐ کے دل میں پایا جاتا تھا کہ دنیا میں اس کی کوئی نظر نہیں ملتی۔ دنیا کے تمام معاملات اور اخلاق میں عام لوگوں سے تو درکنار اپنے شدید دشمنوں کے ساتھ بھی رواداری کا سلوک فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک موقع پر ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آنحضور ﷺ احتراماً کھڑے ہو گئے۔ صحابہ نے سمجھا کہ شاید آپؐ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں مجھے پتہ ہے۔ یہودی کا جنازہ ہے لیکن یہ

رواداری کا تقاضا اور اخلاقی فرض ہے اس کے بغیر انسانیت کی قدریں مکمل نہیں ہوتیں۔ اس لئے آنحضور ﷺ اس علم کے باوجود یہودی کا جنازہ آنے پر احتراماً کھڑے ہو گئے پھر آپ ؐ کے جذبہ رواداری کا یہ حال تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ ؐ نے اپنی قوم کو ہدایت دی کہ ٹھیک ہے میں افضل الانبیاء ہوں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ لیکن جب تم مجھے موسیٰ سے افضل کہتے ہو تو بعض لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے اس لئے میرے اس حق کے باوجود (-)

مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو۔ مراد یہ تھی کہ یہود کے سامنے بلاوجہ اس ذکر کی ضرورت نہیں۔ حضرت یونس بن متی ایک عام نبی ہیں۔ نبیوں میں ان کا کوئی بہت بڑا مقام نہیں ہے کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برابری کریں لیکن اس کے باوجود بعض لوگوں کے دل میں حضرت یونس بن متی کی بڑی قدر تھی اور بڑی محبت پائی جاتی تھی۔ چنانچہ ان کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا: مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دیا کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

جہاں تک آنحضور ﷺ کی مسجد کا تعلق تھا ایک طرف تو لوگ مسلمانوں کی مسجدیں ویران کر رہے تھے۔ ان کو اپنی مسجدوں میں بھی نماز نہیں پڑھنے دیتے تھے لیکن آپ کا اسوہ حسنہ یہ تھا کہ دس ہجری میں جب نجران کے عیسائیوں کا وفد حاضر ہوا جو ساٹھ سواروں کے قافلہ پر مشتمل تھا۔ وہ لوگ عصر کے وقت مسجد نبوی میں پہنچے اس وقت ان کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ان کو عیسائی طریق پر نماز پڑھنے کی مسجد نبوی کے صحن میں اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ بعض مسلمانوں نے ان کو مسجد نبوی کے صحن میں عبادت کرنے سے روکنا چاہا تو آنحضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔

اسی طرح طائف سے بنو ثقیف کا ایک وفد آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مشرک لوگ تھے۔ آپ ؐ نے ان کو مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ زن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس پر بعض صحابہ ؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ارشاد الٰہی میں نہیں آتا کہ (-) کہ مشرکین تو نجس لوگ ہیں۔ آپ کی مسجد اور مشرکین یہاں آ کر خیمے لگائیں۔ یہ تو مسجد کو ناپاک کر دیں گے آنحضور ﷺ نے بہت پیارا جواب دیا۔ آپ ؐ نے فرمایا شرک کی نجاست خدا کی زمین کو ناپاک نہیں کیا کرتی وہ اپنے ہی وجود کو ناپاک کیا کرتی ہے۔

(احکام القرآن جلد ۳ ص ۱۰۹)

حج سے بھی مسلمانوں کو روکا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو۔ یہ بیت الحرام سے روکنے لگے ہیں۔ جو تمام بنی نوع انسان کے درمیان ہم نے برابر بنایا ہے۔

لیکن اس کے باوجود اگر الحاد اور ظلم کی راہ سے یہ روکیں گے تو ہم ان کو متنبہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عذاب الیم یعنی دردناک عذاب دیا جائے گا۔

پھر فرماتا ہے (-)

ان کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ باوجود اس کے کہ مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ سے لوگوں کو روک رہے ہیں پھر بھی اللہ ان کو نہیں عذاب دے گا۔ حالانکہ وہ درحقیقت اس کے متولی نہیں۔ خدا کے نزدیک اس کے متولی صرف وہی ہیں جو متقی ہیں لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ان باتوں کو نہیں جانتے۔

یہاں تک نظریات میں اختلاف ہوا کہ دوسروں کے گھروں کو بھی اپنے گھر بنا کر رہنے کی اجازت نہ دی گئی۔ یعنی عددی اکثریت کا عجیب قسم کا دعویٰ تھا کہ نہ تمہیں اپنی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے۔ اور جو تم نے اپنے گھر تعمیر کئے ہیں وہ بھی تمہارے نہیں ہیں۔ ان پر بھی ہمارا حق ہے تمہارا حق نہیں۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ؐ کے ساتھی وہ لوگ ہیں جن کو خدا کی خاطر ہجرت اختیار کرنی پڑی اور ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا گیا۔

عبداللہ ذوالبجارین یتیم تھے اپنے چچا کے ہاں پلے۔ وہ ان پر احسان کرتا رہا لیکن جب اس کو یہ خبر ملی کہ عبداللہ نے حضرت مصطفیٰ ﷺ کے دین کی اتباع کر لی ہے تو اس حالت میں ان کو گھر سے نکال دیا کہ ان کے تن بدن پر کپڑے بھی نہ تھے وہ اپنی ماں کے پاس آئے اور اس سے ایک چادر مانگی اور اس کے دو ٹکڑے کئے ایک کو تہہ بنایا اور ایک اوپر قمیض کے طور پر اوڑھنے کے لئے لے لیا۔ اور یہی ان کی جائیداد تھی جسے لے کر وہ خوش و خرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے گئے۔

جب ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر ؓ سے پناہ واپس لے لی اور ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہا۔ ان کو اتنے دکھ دیئے گئے کہ وہ وہاں رہ نہیں سکتے تھے اس وقت حضرت ابوبکر ؓ کہیں جا رہے تھے تو ابن دغنہ کی نظر ان پر پڑی معلوم ہوتا ہے پرانے تعلقات تھے جذبہ رحم لوٹ آیا۔ اس نے کہا ابوبکر تم کہاں چلے ہو۔ آپ نے فرمایا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ انہوں نے مجھے تکلیف اور دکھ دینے میں انتہاء کر دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش ؓ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ یہ مہاجرین کا پہلا قافلہ تھا جو اپنے گھروں سے نکالا گیا۔

حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب فتح مکہ کے روز آنحضور ﷺ بڑی شان و شوکت کے ساتھ مکہ واپس لوٹے تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ؐ اپنے گھر میں قیام فرمائیں گے آپ ؐ نے فرمایا عقیل نے (یہ آپ ؐ کے چچا زاد بھائی تھے) میرے لئے کونسا گھر چھوڑا ہے یعنی میری ہجرت کے بعد میرے رشتہ داروں نے میری ساری جائیداد بیچ باچ کر کھالی ہے اب مکہ میں میرے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں۔

پھر یہ معاملہ یہاں تک آگے بڑھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ماننے والوں کو اپنی منکوحہ بیویاں رکھنے کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا۔ اپنے بچوں کو اپنے پاس رکھنے کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا اور زبردستی طلاقیں دلوائی گئیں۔ وہ کہتے تھے چونکہ تم لوگ صابی ہو گئے ہو (اللہ پناہ دے) اس لئے تمہارا اب اپنی بیویوں پر کوئی حق نہیں رہا۔ یعنی نہ مکانوں پر حق رہا۔ نہ اپنی بیویوں پر حق رہا نہ تجارتوں پر حق رہا۔ نہ اپنی ذات پر حق رہا۔ یہ حق بھی نہیں کہ ہم اپنے آپ کو کیا کہیں (-)

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جب حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ بیویوں کو خاوندوں سے الگ کر دیا گیا تو حضرت ام سلمہ ؓ کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ نے مدینہ جانے کا فیصلہ کر لیا تو انہوں نے اپنے اونٹ کو خوب کھلا پلا کر موٹا کیا اور مجھے اس پر سوار کیا ساتھ ہی میرے بیٹے سلمہ کو سوار کیا۔ پھر ہم اونٹ لے کے چل پڑے جب بنو مغیرہ (بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) نے دیکھا تو ہماری طرف لپکے اور ابو سلمہ سے کہا تیری ذات تو ہم سے جدا ہو سکتی ہے لیکن ہماری ساتھن کو کہاں لے کر جا رہا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے پکڑ لیا اور مجھے میرے خاوند سے الگ کر دیا اور اس کو اکیلے ہجرت کی اجازت دی۔ اس پر بنی عبدالاسد غصہ میں آ گئے اور وہ سلمہ کی طرف آتے ہوئے یہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم اپنے بیٹے اس عورت کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ یعنی بیوی کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ خاوند کے ساتھ جا سکے اور بیٹوں کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ ماں کے پاس رہ سکیں۔ یہ تمام حقوق تلف ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ کہتی ہیں میرا بیٹا بھی مجھ سے چھین لیا گیا۔ میرا حال اس وقت یہ تھا کہ میں ہر صبح کو باہر نکل جایا کرتی اور ویرانوں میں بیٹھ کر سارا دن روتی رہتی یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔ اسی حالت میں سال یا سال کے قریب عرصہ گزر گیا۔ آخر بنو مغیرہ میں سے میرے چچا زاد بھائیوں میں سے ایک شخص کو مجھ پر ترس آ گیا اور اس نے مجھے اجازت دے دی کہ میں اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤں۔ پس بگڑی ہوئی قدروں کا یہ بھی حال تھا کہ بیویاں رکھنے کے حق میں خاوند محروم ہو گئے اور بچے رکھنے کے حق سے مائیں محروم ہو گئیں اور مائیں رکھنے کے حق سے بچے محروم کر دیئے گئے۔

حضرت رقیہ ؓ بنت حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا قریش عتبہ کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا کہ تم رقیہ ؓ بنت محمد ﷺ کو طلاق دے دو۔ ابو جہل نے کہا میری راتوں کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ جب تک تم اس لڑکی کو طلاق نہیں دے دیتے اس وقت تک مجھے چین نہیں آئے گا۔ چنانچہ عتبہ اس دباؤ کے نیچے آ کر حضرت رقیہ ؓ کو طلاق دینے پر راضی ہو گیا۔

پھر جب یہ سب چیزیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ؐ کے غلاموں کو دین اسلام سے ہٹا نہ سکیں اور وہ استقامت کے بہترین نمونے دکھاتے رہے تب کفار مکہ نے یہ سوچا کہ مسلمانوں کو الگ کر کے ایک وادی میں قید کر دیا جائے۔ ان کا اس طرح سوشل بائیکاٹ کیا جائے کہ ان کے لئے خود زندہ رہنا ناممکن ہو جائے۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر مختلف تاریخوں میں بڑی تفصیل سے ملتا ہے کہ کس طرح مشکل حالات میں صحابہ ؓ نے شعب ابی طالب میں شدید بھوک اور پیاس کی اذیتیں برداشت کرتے ہوئے وقت گزارا ہے اس کی کیفیت کو اس تھوڑے سے وقت میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ مختصراً میں صرف یہ بیان کرتا ہوں کہ صحابہ ؓ کہتے ہیں اس وقت ہماری یہ حالت تھی کہ کئی کئی وقت فاقے کر کے ہوش نہیں رہتی تھی کہ کیا چیز کھانے کے قابل ہے اور کیا چیز کھانے کے قابل نہیں۔ چنانچہ حضرت سعد ؓ بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ بھوک سے میرا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ رات کو میں جا رہا تھا تو میرے پاؤں کے نیچے کوئی نرم سی چیز آئی۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ کیڑا تھا یا کوئی اور چیز تھی۔ اس وقت بھوک کا یہ عالم تھا کہ میں نے یہی سوچا کہ کھجور ہو گی۔ چنانچہ اٹھا کر میں نے اس طرح گلے میں ڈالی کہ میرے منہ کو مس نہ کر سکے اور مجھے پتہ نہ لگ سکے کہ کیا چیز ہے۔ وہ گلے میں گری اور اندر چلی گئی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے آج تک پتہ نہیں کہ میں کیا کھا گیا تھا۔ پس یہ کیفیت تھی ان مظالم کی جس کی داستان جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تین سال پر پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ وہ شدید تکلیف میں باہر نکل کر بعض دفعہ پانی طلب کرنے پر مجبور ہو جایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو امامہ باہلی ؓ نے جب اسلام قبول کیا اور وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو تبلیغ کی تو انہوں نے

اس کا انکار کر دیا۔ اس موقع پر انہیں سخت پیاس لگی انہوں نے پانی طلب کیا تو ان کی قوم نے جواب دیا پانی سے تمہارا کیا تعلق پانی تو خدا کا پانی ہے تم پر حرام ہے ہم ہیں خدا کے بندے۔ تمہارا کیا تعلق خدا سے ہم تمہیں پانی نہیں دیں گے۔ خواہ تو پیاسا مرجائے۔

(المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۶۴۲)

غرض ان تمام مظالم کی داستان بہت طویل ہے۔ اس عرصہ میں آنحضرت ﷺ کا رد عمل کیا تھا اس کو ظاہر کرنے کے لئے میں نے ایک مختصر واقعہ کا انتخاب کیا ہے جس کو ابھی میں آپ کے سامنے پیش کرنے لگا ہوں۔ مظالم کی داستان بہت طویل ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے دل کی کیا کیفیت تھی (-) سب سے زیادہ قیمتی چیز یہی ہے (-) آنحضور ﷺ کے دل کی کیفیت مظلومیت کے دور میں یہ تھی کہ ایک دفعہ حضرت خباب بن ارت آنحضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ۔ مسلمانوں کو قریش مکہ کے ہاتھوں اتنی تکالیف پہنچی ہیں۔ اتنی تکالیف پہنچ رہی ہیں کہ اب تو حد ہو گئی ہے۔ یا رسول اللہ۔ آپ ان پر بددعا کیوں نہیں کرتے آپ نے جب یہ سنا اس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے جوش سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگا۔ آپ نے فرمایا دیکھو! تم سے پہلے وہ لوگ بھی گزرے ہیں جن کا گوشت لوہے کے کانٹوں سے نوچ کر ہڈیوں تک صاف کر دیا گیا اور ایسے بھی تھے جن کے جسم آروں سے چیر دیئے گئے لیکن انہوں نے اف نہ کی۔ دیکھو خدا اس کام کو ضرور پورا کرے گا جو کام اس نے میرے سپرد کیا ہے۔

یہ تھا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا رد عمل۔ یہی تربیت تھی جو آپ نے اپنے غلاموں کو دی۔ اور یہی رد عمل تھا جو حضرت مصطفی ﷺ کے غلاموں سے ظاہر ہوتا رہا۔ چنانچہ حضرت خبیب بن عدیؓ کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ وہ جب جان دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور تلوار ان پر گر کر ان کا سر تن سے جدا کرنے کو تھی تو کوئی گھبراہٹ نہیں تھی کوئی واویلا نہیں تھا ہاں دو شعر ان کی زبان پر جاری ہوئے اور ہمیشہ کے لئے ان کی یاد کو بھی زندہ جاوید کر گئے۔ انہوں نے قتل ہونے سے پہلے یہ شعر پڑھے (-)

کہ اے کفار! میں تو اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ میں جب قتل کیا جاؤں گا تو کس پہلو پر گروں گا۔ یعنی میری موت چونکہ خدا کی خاطر ہے اس لئے مجھے تو اتنی بھی پرواہ نہیں ہے کہ جب میرا سر تن سے جدا ہو گا تو میں کس کروٹ پر گروں گا۔ خدا کی قسم یہ سب کچھ خدا کی خاطر ہو رہا ہے اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ذرہ ذرہ کو برکتوں سے بھر دے۔

یہ تھا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کا رد عمل اور یہی ان کو تعلیم دی گئی تھی۔

(الفضل ۹-۱۰ فروری ۱۹۸۳ء)

کلر اینڈ بلیک اینڈ وائٹ فوٹو بنوانے کیلئے تشریف لائیں
گلیکسی فوٹوز 9/G-6 اسلام آباد
فون: 051-850659

المبارک ریڈی میڈ گارمنٹس
مسلم بازار۔ گجرات

طارق آئس فیکٹری
اڈہ 11/1-L چھاٹک تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
پروپرائیٹر: چوہدری ظفر اقبال سراء

ماڈرن سینٹری ہاؤس
گلیانہ روڈ کھاریاں شہر
پروپرائیٹر
ندیم احمد چوہدری
فون: 05771-2323

انصاف آئل ملز ریلوے روڈ گجرات
پروپرائیٹر چوہدری محمد ارشد ہنجرا
فون: 04331-4943

کیپیٹل سٹیل ورکس
دکان 5 بلاک 91 آئی اینڈ ٹی سینٹر
G-8/1 اسلام آباد
پروپرائیٹر:
چوہدری حبیب اللہ فون: PP 051-256419

احمدیہ جماعت میں معروف خسوف وکسوف
1894ء کے موقع پر احباب جماعت کو
دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
قائد ضلع و مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ضلع لودھراں

شاھد جنرل سٹورز
مین بازار بدوملہی ضلع نارووال
پروپرائیٹر: ملک مقصود احمد۔ فاروق احمد

احمدیہ جماعت میں معروف خسوف وکسوف 1894ء کے موقع پر
احباب جماعت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
محمد اقبال ولد چوہدری غوث محمد صاحب صدر جماعت پیر محل

انعام الیکٹرونکس
بالمقابل رحیم ہسپتال گوجر خان
ڈیلرز: لومینز، سام سنگ، سونی ٹی وی فریج کینڈی ڈیپ فریزر
ہائی سپر واشنگ مشین، ایڈمرل کوکنگ رینج، گیزر، ٹی وی ٹرالی
اسکے علاوہ تمام الیکٹرونکس کی مصنوعات معیاری اور سستی
خریدنے کیلئے تشریف لائیں
فون: آفس: 0571-2924، گھر: 0571-2868

پردہ کلاتھ۔ صوفہ کلاتھ ارزاں ریٹ پر
شمع پرنٹ سنٹر 3 سی الحبیب مارکیٹ
راولپنڈی
پروپرائیٹر: رانا نصیر الدین فون: 051-71008

ہر قسم کی انگلش، دیسی، ہومیوپیتھک ادویات
ہمارے ہاں دستیاب ہیں
لطیف کلینک اینڈ میڈیکل سٹور
مین بازار بدوملہی فون: 56 پروپرائیٹر: بشیر احمد طاہر

گفٹ سنٹر جناح سپر کمرشل مارکیٹ (اندر)
اسلام آباد
فون: 051-217178

تازہ جلیبی کا واحد مرکز
مقصود احمد بھٹی سویٹ ہاؤس
مین بازار بدوملہی (ضلع نارووال)

آپ اپنے ڈش انٹینا کو ہلائے بغیر ایک ہی جگہ پر MTA اور
سٹار ٹی وی STAR.T.V کے پروگرام دیکھ سکتے اور صرف ریموٹ
سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس پہلے سے ڈش موجود
ہے تو آپکو یہی سسٹم لگا کر دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ UPS اور
INVERTOR گارنٹی کے ساتھ مل سکتے ہیں۔

پائنیر الیکٹرو ویڈز
فلیٹ 5 بلاک 12-D
جناح سپر مارکیٹ
اسلام آباد
فون: 051-815417

ہمارے ہاں ہر قسم کے ہر گاڑی کے جائنٹ اور گیس کٹ دستیاب ہیں
ندیم جائنٹ ہاؤس
جی ٹی روڈ جنرل بس سٹینڈ اوکاڑہ
پروپرائیٹرز: شیخ خورشید احمد
شیخ ندیم احمد
فون: PP 522408

ریشمی، سوتی کپڑے کا مرکز
زبیر نصیر کلاتھ ہاؤس
مین بازار۔ بدوملہی ضلع نارووال
پروپرائیٹر: نصیر احمد ناصر

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ : برین ٹیومر کا بے ضرر کامیاب علاج
پہلے دس دن کی دوا بلا قیمت ڈاک خرچ مبلغ 20 آنے پر
ڈاکٹر احسن معالج کینسر ملحق بازار اعوان ٹاؤن فیصل کالونی
شیخ مجاہد لین 4 راولپنڈی پاکستان
فون: PP 052-513456

آپکے مال کا محافظ
نیو ڈار فارورڈنگ ایجنسی
جی ٹی روڈ۔ کھاریاں ضلع گجرات
پروپرائیٹر: محمد امین ڈار، محمد اسلم ڈار
فون: دفتر 05771-2711
رہائش 05771-2712

ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ

۱۵ تا ۱۷ - اپریل ۱۹۴۹ء

وادئ بے آب و گیاہ میں خدام احمدیت کا تاریخی اجتماع

ربوہ کی سرزمین میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۵- اپریل ۱۹۴۹ء بروز جمعہ شروع ہو کر ۱۷- اپریل بروز اتوار نہایت کامیابی کے ساتھ بخیرو خوبی ختم ہو گیا- اس جلسے کے عام کوائف اور انتظامات کی مختصر روئداد ہدیۂ احباب کی جاتی ہے-

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا تھا- ان کے ماتحت تین نظامتیں مقرر تھیں- یعنی (۱) نظامت جلسہ (۲) نظامت سپلائی و سٹور- (۳) نظامت شعبہ مستورات- ہر نظامت کے تحت اجرائے پرچی خوراک- استقبال- صفائی - روشنی حفاظت- انسداد شکایات- لنگر خانہ- آب رسانی روشنی- انتظام بازار- انکوائری آفس اور انسداد شکایات وغیرہ کئی شعبہ جات مقرر تھے- جو اپنے منتظم اعلیٰ کے ماتحت کام کرتے تھے- انتظامات کے سلسلے میں قادیان میں تو ہزاروں تربیت یافتہ کارکن میسر آجایا کرتے تھے لیکن یہاں پر ،تامی کارکن قریباً نہ ہونے کے برابر تھے- اس لئے بیشتر کارکن خود مہمانوں پر ہی مشتمل تھے- تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ مدرسہ احمدیہ- جامعہ احمدیہ احمد نگر کے طلباء نے بھی انتظامات میں اہم حصہ لیا- حفاظت کا کام خدام الاحمدیہ کے سپرد تھا-

جلسہ مستورات کے انتظام کے سلسلے میں خاندان حضرت بانی سلسلہ کی مستورات سرگرم عمل تھیں- بہت سی دیگر مہمان خواتین بھی ان کی نگرانی میں شب و روز منہمک رہیں- خواتین کا انتظام نہایت اچھا تھا- چنانچہ حضرت امام جماعت الثانی نے بھی اس کی بہت تعریف فرمائی- خود حضرت صاحب باوجود ناسازئ طبیعت کے ان ایام میں از حد مصروف رہے- بیرونی جماعتوں سے ملاقاتیں کرنے عورتوں اور مردوں کے جلسہ میں تقریریں فرمانے کے علاوہ آپ انتظامات جلسہ کے ہر شعبے کی خود نگرانی فرماتے رہے- اور اپنے خدام کے آرام و آسائش کی ہر ممکن کوشش فرماتے رہے-

شریک ہونے والے احباب کی تعداد یہ جلسہ ایسے ایام میں ہو رہا تھا- جبکہ زمیندار دوست فصل کی کٹائی کی وجہ سے سب سے زیادہ مصروف ہوتے ہیں- اور ان کے لئے جلسہ کے لئے وقت نکالنا از حد مشکل تھا- اس کے علاوہ ملازم طبقہ کے لئے تعطیلات حاصل کرنے میں بہت سی روکیں حائل تھیں- پھر دوستوں کو کھانے پینے اور رہائش کے لئے قادیان جیسی سہولتیں یہاں میسر نہیں تھیں- اور انہیں ایک لق ودق ویرانے میں رہنا تھا- لیکن باوجود ان تمام رکاوٹوں اور مشکلات کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب بڑی کثرت سے اپنے نئے مرکز میں تشریف لائے- جیسا کہ حضرت صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ دس ہزار مہمانوں کی آمد کا اندازہ تھا- لیکن سولہ ہزار سے بھی زائد مہمان تشریف لائے آنے والے مہمانوں میں پاکستان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ ہندوستان سے بھی بعض دوست تشریف لائے تھے- چنانچہ حیدر آباد سے علاوہ دیگر احباب کے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے- ماریشس کے برادرم احمد یداللہ صاحب بھی جلسہ میں موجود تھے چونکہ اب کے خواتین کو بھی آنے کی اجازت تھی- اس لئے خواتین بھی بڑی کثرت کے ساتھ تشریف لائیں- حتیٰ کہ ان کی رہائش کے انتظامات ناکافی ثابت ہوئے- اور مردوں کے لئے جو بیرکیں بنائی گئی تھیں- ان کا ایک حصہ بھی خواتین کے لئے مخصوص کرنا پڑا-

خوراک کے انتظامات حضرت صاحب کی تحریک کے مطابق بہت سے احباب اپنے ہمراہ گندم- آٹا- اور دالیں وغیرہ لے کر آئے تھے- بعض دوست تو کئی کئی بوریاں گندم کی لائے- چنانچہ مہمانوں کی خوراک کے لئے گندم کا کافی ذخیرہ ہو گیا تھا- اور باوجود مہمانوں کی زیادتی کے گندم کی قطعاً کمی محسوس نہ ہوئی-

ایک پہاڑی کے دامن میں لنگر خانہ قائم کیا گیا تھا- جہاں پر تمام مہمانوں کے لئے کھانا تیار ہوتا تھا- اس جگہ ۴۵ تنور لگائے گئے تھے- چونکہ لنگر خانہ مہمانوں کی قیام گاہ سے کافی فاصلے پر تھا- اس لئے پانچ ٹرک کھانا قیام گاہوں تک لانے کے لئے مخصوص کر دیئے گئے تھے جب کھانا قیام گاہوں تک پہنچتا- تو اسے جماعت وار تقسیم کر دیا جاتا- ہر جماعت کے لئے الگ الگ کارکن مقرر تھے- جو کھانا کھلانے کی خدمت سرانجام دیتے- کارکنان کی کمی- ان کی ناتجربہ کاری- نئی جگہ اور نئے حالات کی وجہ سے انتظامات میں مشکلات کا پیدا ہونا تو لازمی تھا- لیکن امید سے بڑھ کر مہمان آنے کی وجہ سے مشکلات میں اور اضافہ ہو گیا تھا- جس کی وجہ سے کھانا وقت پر نہ ملنے یا ناکافی ملنے کی شکایات بھی پیدا ہو جاتی تھیں- لیکن احباب کو چونکہ مشکلات کا علم تھا- اس لئے وہ نہایت خندہ پیشانی سے یہ تکلیف برداشت کرتے رہے-

پانی کی فراہمی ربوہ کے لق ودق میدان میں چلچلاتی دھوپ میں پندرہ سولہ ہزار افراد کے لئے جن میں عورتیں بچے اور بوڑھے بھی شامل تھے- پانی کی فراہمی کا انتظام ایک اہم مسئلہ تھا- جیسا کہ حضرت صاحب نے تقریر میں بتایا کہ پانی کے انتظامات کرنے کے لئے کم و بیش دس ہزار روپیہ خرچ کیا گیا لیکن پھر بھی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی- لیکن باوجود سخت مشکلات کے پھر بھی جلسے کے ایام میں احباب کو پینے اور استعمال کرنے کے لئے کافی پانی میسر آتا رہا- اس کی بڑی وجہ یہ تھی- کہ حکومت کی مدد سے چند ٹینکر مل گئے تھے- جو مہمانوں کے لئے پانی لائے- اور قیام گاہوں میں پانی پہنچانے کے علاوہ جگہ جگہ لاکر پانی تقسیم کرتے تھے- چنانچہ روزانہ قریباً سات ہزار گیلن پانی مہمانوں کے لئے فراہم کرتے رہے- اور اس طرح یہ مہمانوں کے لئے غیر معمولی آرام کا باعث ہوئے- ہم اس کے لئے حکومت کے شکر گزار ہیں-

ان کے علاوہ متعدد مقامات پر پانی کے پمپ بھی لگا دیئے گئے تھے- جو مہمانوں کے کام آئے-

رہائش گاہ مہمانوں کی رہائش کے لئے اسٹیشن کے دونوں طرف دور تک بیرکیں بنا دی گئی تھیں خواتین کے لئے جو بیرکیں بنا دی گئی تھیں خواتین کے لئے جو بیرکیں مخصوص تھیں- ان کے ارد گرد چار دیواری کر دی گئی تھی-

بہت سے احباب نے اپنے طور پر کھلے میدان میں خیمے بھی لگا رکھے تھے- جو عجیب منظر پیش کر رہے تھے بیرکوں میں چونکہ اتنی گنجائش نہیں تھی- کہ مہمان ان میں سو بھی سکیں- اس لئے رات کو بہت سے اصحاب کھلے میدان میں بستر بچھا کر سو جاتے تھے-

ریلوے اور بس سروس کا انتظام

ریلوے کے محکمہ نے قابل قدر تعاون کیا- جلسے سے چند دن پیشتر ہی ربوہ کا ریلوے سٹیشن منظور کر لیا گیا- چنانچہ آنے جانے والی گاڑیاں یہاں ٹھہرنے لگ پڑیں- جلسے کے ایام کے لئے گاڑیوں کے ساتھ کافی زائد بوگیاں لگا دی گئی تھیں- جن کی وجہ سے مہمانوں کو بہت سہولت رہی-

واپسی پر ۱۷- اپریل کی شب کو ایک سپیشل ٹرین کا انتظام کیا گیا- جو ربوہ سے لاہور تک آئی- گو یہ گاڑی اعلان شدہ وقت کے مطابق روانہ نہ ہو سکی- تاہم مہمانوں کے لئے کافی آرام کا موجب ہوئی-

گاڑیوں کے علاوہ یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ کمپنی اور ویسٹ پنجاب ٹرانسپورٹ کی لاریاں بھی کثرت سے ان ایام میں چلتی رہیں- یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ کا تو دفتر بھی ان ایام میں جلسہ گاہ کے پاس قائم تھا- اور اس نے مہمانوں کی سہولت کے لئے خاص انتظامات کر رکھے تھے-

جلسہ گاہ مہمانوں کی فرودگاہ کے قریب ہی وسیع میدان میں مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ تھے- دھوپ کی شدت کی وجہ سے جلسہ گاہ اور سٹیج پر خیمے لگا دیئے گئے تھے- لاؤڈ سپیکر کا انتظام بہت اچھا رہا- حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی تقاریر بیک وقت دونوں جلسہ گاہوں میں سنی جاتی تھیں-

مردانہ جلسہ گاہ کے باہر سٹیج کے قریب ہر ایک طرف لوائے احمدیت اور دوسری طرف لوائے پاکستان لہرا رہا تھا- لوائے احمدیت کی حفاظت کا کام خدام سرانجام دیتے رہے- جلسہ گاہ کے قریب ہی منتظم بازار کے زیر نگرانی مختصر سا بازار لگا ہوا تھا- جہاں پر مہمانوں کی ضروریات کے لئے دوکانیں لگی ہوئی تھیں-

(الفضل ۲۳- اپریل ۱۹۴۹ء ص ۲)

میاں بشیر احمد کوئٹہ کا ایک مکتوب حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے نام

ربوہ میں پہلے جلسہ سالانہ اپریل ۱۹۴۹ء

کے موقع پر

تصرفات الٰہیہ کا دل نشیں تذکرہ

آقائی.........

آپ نے خطبہ جمعہ میں ربوہ میں غیر معمولی طور پر دوستوں کے بیماریوں سے محفوظ رہنے کا ذکر فرمایا ہے۔ میں اس کے متعلق ذاتی تجربہ عرض کرتا ہوں۔ جس کا ذکر میں نے کئی دوستوں سے ربوہ میں بھی اور ربوہ سے آکر بھی کیا ہے۔ عام طور پر میرا معدہ بہت کمزور ہے۔ اور اگر میں بداحتیاطی کروں۔ تو ضرور بیمار ہو جاتا ہوں۔ ربوہ میں بوجہ وقت پر روٹی نہ ملنے کے میں خلاف معمول تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد مختلف چیزیں کھا جاتا تھا۔ اور چائے۔ دودھ۔ لسی۔ شربت وغیرہ نہایت بے احتیاطی سے پیتا رہتا تھا۔ نلکے کے پانی کے متعلق مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنے ایک اعلان میں بہت ڈرایا تھا۔ لیکن جب میں نے کئی لوگوں کو نلکے کا پانی پیتے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے بھی خوب پیا۔ جو پانی باہر سے آتا تھا۔ اسے ٹینکوں میں جمع کیا جاتا تھا۔ ٹینکوں میں سارا دن مٹی پڑتی رہتی تھی۔ اور ہر شخص ہر قسم کا برتن ان میں ڈال دیتا تھا۔ اور یہ بات عام حالات میں بہت خطرناک ہوتی ہے۔ ان تمام بداحتیاطیوں کے نتیجہ میں میں یہی سمجھتا تھا۔ کہ ضرور بیمار ہو جاؤں گا۔ جب رات کو سونے لگتا تھا۔ تو خیال ہوتا تھا۔ کہ خدا جانے رات کو کتنی دفعہ اجابت کے لئے اٹھنا پڑے۔ اور صبح کیا حال ہو۔ لیکن جب صبح کو تندرست اٹھتا تھا۔ تو سخت حیران ہوتا تھا۔ ایک دن میں نے اور شیخ کریم بخش صاحب نے خوب سیر ہو کر پکوڑے کھائے۔ اور پینے میں بھی بہت بداحتیاطیاں کیں۔ پکوڑے نہایت ناقص تھے۔ شیخ صاحب کہنے لگے۔ کہ آج تو میں ضرور ہی بیمار ہو جاؤں گا۔ لیکن شام کو ہنستے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے کہ معلوم نہیں کیا معجزانہ اثر ہے۔ کہ سب کچھ ہی ہضم ہو گیا۔

لاہور آکر مجھے ایک دوست نے بتایا۔ کہ اس نے کئی چھوٹے چھوٹے سانپ مٹی میں پاؤں کے نیچے آکر مرے ہوئے دیکھے تھے۔ جو نہایت زہریلی قسم کے تھے۔ لیکن ہم سب وہاں زمین پر ہی سوتے تھے۔ اور دن کے وقت بھی ہمارے کپڑے اور بستر نہایت بداحتیاطی سے زمین پر ہی پڑے رہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کوئی سانپ دیکھا۔ نہ کوئی حادثہ پیش آیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ میں نے کسی کو شکایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بلکہ ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ اس بے سرو سامانی میں وہ لذت آرہی ہے جو ساری عمر نصیب نہیں ہوئی۔

خاکسار

میاں بشیر احمد کوئٹہ

(الفضل ۲۸۔اپریل ۱۹۴۹ء)

With Compliments

For Best Quality And Services
please contact

ORGANO CHEMICALS PVT. LIMITED

P. O. Box 1057, Sarfraz Colony, Maqbool Road, Faisalabad (Pakistan)

ACTIVITIES

IMPORTS

1. Synthetic thickener "NOVAPRINTCL"
2. Flourescent Brightener "OPTIBLANC"
3. Intermediate

i. 4.4' Diaminostilbene 2.2' Disulphonic Acid.
ii. Sulphanilic Acid.
iii. Para-Nitrotoluene
iv. Meta-Nitrotoluene
v. Ortho-Nitrotoluene
vi. Cynauric Acid
vii. Flocculants
viiiSodium dichloroisocyanurate dihydrate
ix. Trichloisocyanuric Acid

MANUFACTURING

* Detergents all types
* Softeners (Cationic, Non. IONIC Anionic)
* Resins all types
* Textile pigments full range
* Textile sizing agents for warp sizing

BRANCH OFFICE
27 - Palace Market
Beadon Road, Lahore.
Ph. 042 - 7350975 - 6

KARACHI OFFICE:
Ph. 021 - 475809
Fax. 021 - 4989167

HEAD OFFICE
P. O. Box No. 1057
Sarfraz Colony, Faisalabad.
Tel: Head Office
Ph. 0411 - 624945 - 46
Factory: 718552 - 53
Fax. 0411 - 636291
Tlx. 43472 **OPGNO PK**

REPRESENTATION
Sigma Prodotti Chimici
S. P. A. Bergamo.
Italy.

حضرت مولانا جلال الدین شمس

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے بھائیوں سے

ایک گذارش

یار غالب شو کہ تا غالب شوی

ہمارا جلسہ سالانہ دنیا کے دوسرے جلسوں اور میلوں اور عرسوں کی طرح نہیں ہے۔ جو مختلف اغراض کے لئے کئے جاتے ہیں۔ بلکہ ہمارے جلسہ سالانہ کے قیام کی سب سے بڑی غرض جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات....... میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ ہے:۔

"کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ اور ان کی معلومات دینی وسیع ہوں۔ اور معرفت ترقی پذیر ہو۔" پس ہر وہ شخص جو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے آنے کا ارادہ کرے۔ اسے سفر سے پہلے یہ نیت کرنی چاہئے۔ وہ سیر و تفریح کے لئے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی معرفت کے حصول کی خاطر اور اپنی دینی معلومات کو وسیع کرنے کی غرض سے یہ سفر اختیار کر رہا ہے۔ نیز اس لئے کہ تا وہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی زیارت سے متمتع ہو۔ اور ان کے روح پرور....... اور ایمان افروز تقریریں سنے۔ اور مختلف مقامات سے آنے والے بھائیوں سے تعارف پیدا کرے۔ اور ایک دوسرے سے تائیدات الٰہیہ کے واقعات سن کر اپنے ایمانوں کو تازہ کرے اور جب اس نیت سے کوئی سفر اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سفر کو بابرکت بنادے گا۔

یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی دنیا اپنے اکتشافات پر نازاں ہے کہ اس نے ایٹمی قوت معلوم کرلی۔ اور ہائیڈروجن کی طاقت کا پتہ لگا لیا۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو ایٹم وغیرہ کا خالق ہے اور وہی ہے جس نے ان میں یہ طاقتیں ودیعت کی ہیں بے انتہا طاقت رکھنے والا اور سب پر غالب ہے۔ پس ہمیں چاہئے۔ کہ ہمارا مطمح نظر ہر حال میں اسی غالب خدا سے رشتہ پیدا کرنا ہو۔ اور اگر ہمارا خدا ہم سے راضی ہو جائے۔ اور وہ ہمیں اپنے خادموں کی فہرست میں لکھ لے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی قوت ہمیں نہیں مٹا سکتی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ۔ تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے۔ اور خدا اسے دیکھے گا۔ اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔

خدا ایک پیار خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔"

اللہ تعالیٰ صرف پاک دل کو قبول کرتا ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پاک اور بے عیب ہے۔ صرف وہی شخص اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس کی بارگاہ میں مقبول ہو سکتا ہے۔ جو پاک دل ہو۔ اور اس کا نفس ہر قسم کے گناہ کی آلائش اور پلیدی سے پاک و صاف ہو۔ وہ نیکی سے محبت رکھے۔ اور بدی سے بکلی متنفر ہو۔

گناہ سے بچنے کا ایک طریق اگر کہو کہ ہم اپنے نفس کو گناہوں کی ناپاکی سے کیونکر بچا سکتے ہیں تو اس کے لئے میں ذیل میں ایک طریق لکھتا ہوں۔

ا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی جماعت کے افراد سے خطاب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اپنے مولا کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

اس جگہ حضرت بانی سلسلہ نے محاسبہ نفس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تم ہر گھڑی اور ہر آن اپنے نفس کے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو۔ اور ڈرتے رہو۔ کہ تم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے۔ جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ جب صبح ہو تو شام سے لے کر صبح تک کے اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لو۔ اور دیکھو کہ تم نے رات تقویٰ سے بسر کی یا نہیں۔ اور جب شام ہو۔ تو اپنے دن کے اقوال و افعال کا جائزہ لو۔ کہ وہ نیک تھے یا نہیں۔ جب تم اس رنگ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرو گے۔ تو تھوڑے دنوں میں تم اپنے نفس میں ایک نیک انقلاب محسوس کرو گے۔ اور تمہاری زندگی پاک زندگی ہو جائے گی۔

۲۔ اسی طرح حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں۔

کہ انسان کو ہر حال میں یہ غور کرنا چاہئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتا ہے۔ "امر یتمثلہ" دیکھے۔ کہ جس حالت میں وہ ہے اس وقت وہ خدا تعالیٰ کے کسی حکم کو بجا لا رہا ہے۔ "او نہی یجتنبہ" یا وہ کسی ایسی بات سے اجتناب کر رہا ہے۔ جس سے اس نے منع کیا ہے۔ "قضاء رضی بہ" نیز دیکھے کہ وہ عسر میں ہو یا یسر میں خدا کی قضا پر راضی ہے؟۔

ان تین فقروں میں حضرت شیخ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے انسان کو اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق بنانے کا نہایت عمدہ طریق بتا دیا ہے۔ کیونکہ جب کبھی انسان کسی بدی کا ارادہ کرے گا۔ تو اس وقت اگر وہ اپنے نفس میں سوچے گا۔ کہ جو کام وہ کرنے لگا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے تو اس کے دل میں تقویٰ ہو گا۔ تو وہ اس کام کے کرنے سے رک جائے گا۔ اسی طرح جب وہ کوئی نیکی کا کام کرے گا۔ یا کوئی طبعی کام جائز طور پر کرے گا۔ اور اس نیت سے کرے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ یا اجازت دی ہے۔ تو وہ اس کے لئے موجب ثواب بن جائے گا۔ مثلاً اگر وہ کھانا کھاتے وقت اور پانی پیتے وقت یہ نیت کرے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے (تم کھاؤ اور پیو) کا حکم دیا ہے۔ تو اس کا کھانا اور پینا بھی باعث ثواب بن جائے گا۔ اور اسی طرح جب (تم اسراف نہ کرو) کے ماتحت اسراف سے اجتناب کرے گا۔ تو وہ بھی اس کی ایک نیکی شمار ہو گا۔ اسی طرح جب وہ مصائب اور تکالیف کے وقت اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہو گا۔ تو اس کا یہ فعل اس کے رفع درجات کا موجب ہو گا۔ الغرض انسان کا ہر وقت اپنی حالت کا جائزہ لیتے رہنا کہ جس حالت میں بھی ہو۔ غور کرے کہ آیا وہ خدا تعالیٰ کے کسی حکم کو بجا لا رہا ہے۔ یا کسی ایسی بات سے اجتناب کر رہا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ آخر کار اسے گناہوں سے نجات دلانے کا باعث ہو جائے گا۔

پس اپنے نفس کا صبح و شام محاسبہ کرتے رہنا انسان کو آخر کار نیک و پارسا بنا دیتا ہے۔ اور گناہ کی آلائشوں سے پاک اور منزہ کر دیتا ہے۔

پس تمام وہ احباب جنہیں اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے توفیق دی ہے۔ وہ آئیں اور بصد شوق آئیں۔ اور کثرت سے آئیں۔ مگر اس غرض کو حاصل کرنے کی نیت سے آئیں۔ جو جلسہ سالانہ کے بانی یعنی حضرت بانی سلسلہ نے اس کے قیام کی قرار دی ہے۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک و پارسا بنائے۔ اور اپنے قرب سے نوازے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ
جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۵۵ء)

صاحبزادہ مرزا مجید احمد

جلسہ سالانہ

برکات کے مختلف پہلو

اجتماعات قومی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں خواہ یہ معاشرتی۔ ثقافتی۔ یا مذہبی رنگ رکھتے ہوں کیونکہ انسان کی جبلّت میں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ اسی خصلت نے معاشرہ۔ تہذیب اور کلچر کو جنم دیا۔ اسی نے انسان کو غاروں سے نکال کر بستیوں۔ گاؤں اور پھر شہروں میں منتقل کر دیا۔ انسان کی اسی خصلت اور روش کو جس میں انسانی زندگی اور ترقی کا راز پنہاں ہے تقویت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عبادات میں بھی اجتماعیت پر زور دیا ہے جبکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو حظ اور لطف اور قرب انسان کو اکیلے عبادت میں آتا ہے وہ اجتماعی عبادت میں حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی لئے قطب اور اولیاء لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ عبادت کرتے رہے ہیں اور ان کی یہ عبادت ہی انہیں قرب کے مقام کی طرف لے جاتی ہے اجتماعیت پر زور دینے کا مدعا یہ معلوم دیتا ہے کہ ایسی عبادت کمزوروں کو بھی انسانی زندگی کی بنیادی غرض کی طرف توجہ دلاتی رہے اور فضا میں اس کی مہک پھیلانے میں مدد دیتی رہے جو انفرادی عبادت کرنے سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی نظارہ آپ کو روزانہ کی عبادت میں۔ ہفتہ وار اور پھر سال میں اور بالآخر عمر میں ایک دفعہ کی اجتماعی عبادات کے پس پشت کام کرتا نظر آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب حکمت اور فضل ہے کہ اجتماعیت خواہ کسی رنگ میں ہی کیوں نہ ہو اس سے ذیلی چشمے خواہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں پھوٹتے ہیں۔

اجتماعات خواہ خالصتاً مذہبی اغراض کے لئے ہی منعقد کئے جائیں وہ اپنے ساتھ ضرور معاشرتی۔ تہذیبی۔ تجارتی۔ ادبی اور اخلاقی ACTIVITIES لاتے ہیں۔ ہمارے جلسہ سالانہ کو ہی دیکھ لیں اس کے انعقاد کی اغراض خالصتاً مذہبی ہیں۔ احمدی دوست مرکز میں چند ایام خالصتاً مذہبی اغراض۔ عبادات کی غرض اور علماء سلسلہ کی مذہب کے بارہ میں تقاریر سننے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان ایام میں جہاں بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ہوتا ہے وہاں کی فضا ایک خاص رنگ میں ڈھل جاتی ہے۔ فضا میں ایک خاص مہک پھیل جاتی ہے۔ ہر بلندی اور پستی سے اور ہر دل سے خدا کا نام بلند ہو رہا ہوتا ہے۔ بیوت الذکر خدا کے پرستاروں سے بھر کر چھلکنے لگتی ہیں۔ مقرر کردہ عبادات کے علاوہ نوافل میں بھی لوگ جوق در جوق آتے ہیں اور جس طرح بیٹری چارج ہو کر دوبارہ انجن کو پوری قوت سے دوبارہ چلانے لگتی ہے اسی طرح لوگ ری چارج ہو کر گھروں کو لوٹتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کی آمد اور لوگوں کے استقبال کے لئے دوست گھروں کو مہمانوں کی آمد کے لئے تیار کرتے ہیں۔ جس طرح سرد ممالک میں بسنے والے اپنے گھروں کی بہار کی آمد پر بہاریہ صفائی کرتے ہیں اسی طرح ہم لوگ جلسہ سالانہ کے ایام سے پہلے اپنے گھروں کی صفائی۔ ضروری مرمت کرتے ہیں۔ شہر اور سڑکوں کو صاف اور درست کیا جاتا ہے۔ دوکاندار اپنی دوکانیں سجاتے ہیں اور نئے مال سے بھر لیتے ہیں کہ جلسہ پر آئے ہوئے مہمان مرکز میں آکر ضرور خریداری کریں گے خواہ تبرک کے طور پر ہی سہی۔ باہر سے لوگوں کی سہولت اور آرام کے لئے مختلف سفری ریسٹورنٹ۔ چائے کے سٹال۔ پھلوں اور کھانے پینے کی دوکانیں مقرر کردہ پلاٹوں میں لگاتے ہیں۔ علاقہ کے لوگوں کے بھاگ جاگ اٹھتے ہیں۔ ان کے لئے سال بھر کی پونجی اکٹھی کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

معاشرتی طور پر یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مختلف علاقوں۔ نسلوں اور برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں ان کو ایک دوسرے کی روایات کو سمجھنے کا موقعہ ملتا ہے اور اس طرح بھائی چارہ کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ مہمان نوازی کے خُلق کو ایک نئی جلا ملتی ہے۔ دوست اپنے گھروں میں عزیزوں۔ دوست احباب حتیٰ کہ غیروں کو بھی مہمان ٹھہرانے اور ان کی خدمت کرنے کو باعث افتخار سمجھتے ہیں بعض گھرانے سمٹ سمٹا کر ایک چھوٹے سے کمرہ میں اٹھ جاتے ہیں۔ مجھے ایسے عزیزوں کا بھی علم ہے جو خود باہر لان میں خیمہ لگا کر سارا گھر وہاں منتقل ہو جاتا ہے اور تمام گھر مہمانوں کے لئے وقف ہوتا ہے۔ چھوٹے بڑے سب مہمانوں کی خدمت پر جُت جاتے ہیں۔ یہ خدمت اور مہمان نوازی کا دائرہ گھروں کی چار دیواری تک محدود نہیں رہتا بلکہ آنے والے مہمان تو ساری آبادی کو اپنی خدمت پر معمور پاتے ہیں۔ قربانی کی صفت کو بھی یہ اجتماع مہمیز کا کام دیتا ہے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لوگ سارا سال اپنی روزمرہ کی ضروریات کی قربانی دے کر مرکز آنے کے لئے کرایہ جمع کرتے ہیں کہ کب جلسہ آئے اور کب وہ مرکز کی طرف رخت سفر باندھیں۔ ادھر مرکز کے مکین بھی اپنے آرام۔ سکون کے علاوہ مہمان داری کے لئے بھی مالی قربانی دیتے ہیں۔

جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے دوست اپنے بیٹے بیٹیوں کے لئے رشتے تلاش کرتے ہیں اور اکثر لوگ اس ذمہ داری کے نبھانے کو جلسہ سالانہ کے موقعہ تک اٹھا رکھتے ہیں کہ انہیں اپنے بچوں کے لئے مناسب رشتے مل جائیں گے۔ جہاں دن کا وقت لوگوں کا جلسہ کی کارروائی سننے میں۔ علماء سلسلہ اور حضرت بانی سلسلہ کے رفیقوں۔ سلسلہ کے بزرگوں سے ملنے میں صرف ہوتا ہے وہاں جلسہ کی کارروائی کے بعد دوستوں سے جن سے اکثر سے سال بعد ہی ملاقات کا موقعہ ملتا ہے کہ دوست احباب تو دنیا کے کونوں میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس سے بہتر اور کون سا موقعہ مل سکتا ہے تو شامیں ادبی محلفوں سے سج جاتی ہیں جہاں جماعت کے شعراء اور ادیب اپنا کلام سناتے ہیں۔ قبرستان تک جاگ اٹھتے ہیں اور لوگ سلسلہ کے بزرگوں کے لئے دعا کے لئے جوق در جوق جاتے ہیں۔ غرض جلسہ کیا ہوتا ہے باغ و بہار کی محفل سجی ہوتی ہے جہاں روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ بہت سے معاشرتی فوائد ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جلسہ ایک گلدستہ ہوتا ہے جس میں رنگارنگ کے پھول اپنی بہار دے رہے ہوتے ہیں اور اردگرد کی فضا کو معطر کرتے ہیں۔ جلسہ ختم ہوتا ہے تو دونوں طرف سے انتظار کی گھڑیاں پھر سے شروع ہو جاتی ہیں کہ کب سال گزرے گا اور کب بہار آئے گی۔

مولانا عبدالباسط شاہد

جلسہ سالانہ - احمدیہ چوک

چند پرانی یادیں

"احمدیہ چوک" بیت مبارک کی سیڑھیوں سے نیچے اتر کر وہ رستہ جو ایک طرف لنگر خانہ کی طرف اور دوسری طرف بازار کو نکل جاتا تھا احمدیہ چوک کہلاتا تھا۔ بیت مبارک کے نیچے سے ایک تنگ گلی بیت اقصیٰ اور آگے بڑے بازار کی طرف چلی جاتی تھی اور ایک گلی احمدیہ درزی خانہ کے پہلو سے نکل کر اس رستہ تک پہنچ جاتی تھی جو بہشتی مقبرہ اور آگے ننگل وغیرہ دیہات کی طرف جاتا تھا۔

اس احمدیہ چوک کو احمدیہ تاریخ اور قادیان کی رونقوں اور جلسہ سالانہ کی گہما گہمی کا مرکز اور HUB کہا جاسکتا ہے۔

اس چوک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب اور حضرت سر سادی صاحب جیسے قدیم رفیق یہاں برائے نام دکانداری. مگر درحقیقت خدمت دین اور مقصد سے لگن و عقیدت کی مستی میں مدہوش دست باکار اور دل بایار کا نمونہ پیش کر رہے ہوتے۔ پھر اس چوک نے یہ بھی دیکھا کہ "واردین و صادرین" یعنی آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے جان محفل و روح قادیان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ بنفس نفیس بصد مسرت خوشی مصروف ہیں اور جانے والے کو اس محبت و خلوص سے الوداع کہہ رہے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس مہمانی کو اپنے لئے وجہ مسرت بلکہ وجہ افتخار سمجھتا رہا۔ اسی چوک نے یہ نظارے بھی چشم حیراں سے دیکھے کہ مجھے غریب دلہن کی طرح کیوں سجایا جا رہا ہے؟ کہیں کسی دیوار پر تھوڑی سی چونے کی سفیدی ہو گئی ڈسٹمپر اور پینٹ وغیرہ کا زمانہ تو اب بہت بعد میں آیا ہے۔ اس سفیدی کی نوبت بھی نہ آسکی اور ویسے ہی صفائی اور جھاڑ پونچھ ہو گئی اور سمجھا گیا کہ جلسہ سالانہ کی تیاری ہو گئی ہے۔ احمدیہ چوک کے دوکاندار اور باسی یقیناً سارا سال بڑے اشتیاق سے جلسہ سالانہ کی آمد کا انتظار تو ضرور کرتے تھے مگر اس انتظار میں وہ خوش نصیب دیہاتی بھی شامل ہوتے تھے جن کو جلسہ سالانہ میں شدید سردی کے موسم میں ایسے مہمانوں کی میزبانی کا شرف حاصل ہوتا تھا جو محض خدا کی خاطر انتہائی مشکل و پر مشقت سفر پر گھوڑوں گڈوں وغیرہ پر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے مئے عرفان کی تلاش میں گھروں سے نکلے ہوئے ہوتے تھے۔ گھوڑوں اور گڈوں پر سفر کرنے والے تو پھر بھی کسی قدر سہولت سے منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہوں گے ان عشاق کی بھی کمی نہیں تھی جو اس قدر سہولت کے بھی متحمل نہ ہو سکتے اور وہ پاپیادہ ہی گھروں سے چل پڑتے اور ۔ سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے رستہ میں ہر احمدی گاؤں یا ہر احمدی شخص ان کی پذیرائی کے لئے بازوؤں اور کشادہ دلی سے کرتا اور باہم دینی باتیں کرکے روحانی و جسمانی غذا اور تقویت حاصل کرکے ایک رات آرام کرکے پھر اپنے مشن پر چل پڑتے۔ اے خوشا مہمانی اور اے خوشا میزبانی۔ پیدل چلنے والے۔ گڈوں۔ گھوڑوں۔ تانگوں پر آنے والے۔ گاڑی پر آنے والے اپنی منزل پر پہنچ کر سفر کی مشقتوں اور آسانیوں کو بھول کر جلسہ سالانہ کی برکات سے زیادہ سے زیادہ حصہ پانے کے لئے نیکیوں میں مسابقت کی مہم میں ہمہ تن شب و روز مصروف ہو جاتے احمدیہ چوک کے سارے مکان اور دکانیں الدار کے حصے بلکہ زیادہ صحیح تو یہ ہوگا کہ بیت مبارک کے حصے بن جاتے۔ عبادت گزار اپنی کثرت کی وجہ سے عبادت کے وقت دور دور تک کوچہ و بازار اور دکانوں مکانوں میں صف بستہ ہو جاتے....... اس نظارہ کو محسوس ہی کیا جاسکتا ہے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ہر نماز سے پہلے اور بعد۔ جلسہ کی تقاریر کے پروگرام سے پہلے بعد اور درمیان میں احمدیہ چوک عجیب نظارہ کی جلوہ گاہ بن جاتی۔ دیرینہ شناسا۔ پرانے واقف نئے شامل ہونے والے ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں اور باآواز بلند ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دے رہے ہوتے اس حال میں کہ ان کے چہرے غیر معمولی سکون و اطمینان اور ایمان و ایقان کے نور سے منور ہوتے۔ آپس میں گلے ملنے والوں میں مختلف زبانوں، لباسوں اور شکلوں والے لوگ شامل تھے مگر ان کے باہم پیار و خلوص کو دیکھ کر کبھی یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ زبان اور رنگ کا اختلاف باہمی نفرت و بغض کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ احمدیہ چوک بظاہر تو تنگ تنگ سڑکوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا چوک تھا لیکن وسعت و فراخی حوصلہ کے جو نظارے وہاں نظر آتے تھے ان کی وسعت و فراخی اور گہرائی کو ماپنے کے لئے ابھی انسانی ذہن نے کوئی کمپیوٹر ایجاد نہیں کیا۔ احمدیہ چوک میں کھوے سے کھوا چھل رہا ہے۔ برسوں بعد ملنے والے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کر رہے ہیں۔ ادھر ادھر آنے جانے والوں کو بمشکل رستہ مل رہا ہے کہ اچانک سب لوگوں کی توجہ اپنی باتوں اور کاموں سے ہٹ کر کسی اور طرف ہو جاتی ہے۔ وہاں موجود سب خوش قسمت بڑے ادب و احترام کے ساتھ ایک طرف ہو کر رستہ بنا رہے ہیں اور "حضرت صاحب آ گئے۔ حضرت صاحب آگئے" کی آواز آتی ہے۔ ایک بہت پاکیزہ صورت بزرگ "الدار" سے باہر آتے ہیں۔ کبھی بیت مبارک سے باہر آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی جلسہ گاہ جاتے ہوئے یا آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کسی جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کرنے کے لئے جا رہے ہوتے ہیں۔ بغیر کسی افراتفری اور شور و شغب یا منتظمین کی بھاگ دوڑ کے ہر شخص ہر وقت ان کو ایک نظر دیکھنے کے شوق میں بڑا مودب ہو کر اپنی جگہ کھڑا ہو جاتا اور ہمارے آقا حضرت امام جماعت الثانی ایک عجب شان دلربائی سے بڑی پیاری مسکراہٹ سجائے ہوئے خوشی و مسرت بخشتے ہوئے نکل جاتے اور جلسہ کا وقت ہوتا تو یوں لگتا کہ احمدیہ چوک بھی ان کے پیچھے پیچھے لپک لپک کر جلسہ گاہ میں پہنچ گیا ہے۔ یہ لکھنے کی تو ضرورت نہیں ہے کہ حضرت صاحب کے خطاب کے وقت جلسہ گاہ اپنی تمام وسعت و فراخی کے باوجود تنگ پڑ جایا کرتا اور ہر سال ہی یہ نظارہ دیکھنے کو ملتا بلکہ ایک دفعہ تو یہ بھی ہوا کہ حضرت صاحب تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ مشتاقان دید کو جلسہ گاہ کے باہر کھڑے ہو کر تقریر سننا ہو گی آپ نے فرمایا کہ اگر جلسہ گاہ کو وسیع نہ کیا گیا تو آپ اگلے روز اپنے دوسرے خطاب کے لئے تشریف نہ لائیں گے۔ قادیان کے دن بھر کے تھکے ہوئے رضاکاروں نے۔ (جن میں اکثریت طالب علموں کی تھی اور دکاندار وغیرہ بھی شامل تھے) شدید سردی اور تکان کے باوجود رات رات میں ہی پہلے جلسہ گاہ کی گیلریوں کو گرا کر صبح ہونے تک ایک وسیع تر جلسہ گاہ تیار کرکے اپنے امام سے خوشنودی کے سرٹیفکیٹ اور تمغے حاصل کئے۔ احمدیہ چوک کا ایک اور جان فزا اور روح پرور نظارہ یہ بھی تھا کہ جلسہ کے اوقات سے پہلے اور بعد میں وہاں احمدی شعرا کا کلام خوش الحانی سے اپنے شوق سے پڑھنے والے پڑھتے اور سننے والے بڑے شوق سے سنتے اور استفادہ کرتے۔ بعض عشاق قیامگاہوں میں جا کر اپنے وعظوں اور دلچسپ، علمی، چٹکلوں سے احباب کی ضیافت طبع کا سامان مہیا کرتے۔ اس کے لئے کوئی باقاعدہ پروگرام نہیں ہوتا تھا بلکہ شوق و طلب کی وجہ سے از خود ہی یہ سارا کام خلوص و محبت سے انجام پا رہا ہوتا تھا۔ اور کسی کی طبیعت پر کسی طرح بھی گراں نہ گزرتا۔

جلسہ سالانہ کی پرانی یادوں کا مرکزی نقطہ تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے دو خطاب تھے جو گھنٹوں جاری رہتے اور سننے والے اس طرح محو ہو کر سنتے کہ وقت کا احساس تو دور کی بات ہے انہیں حوائج ضروریہ بھی بھول رہے ہوتے۔ شدید سردی اور بعض اوقات تیز بارش میں اندھیرا چھا جانے کے باوجود عشاق احمدیت کی خواہش یہی ہوتی تھی کہ ہمارا محبوب امام پھول بکھیرتا چلا جائے اور اپنا وجد آفرین بیان جاری رکھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ دنیا بھر کے مختلف مراکز میں اپنی روایتی شان سے جاری ہے بلکہ موجودہ زمانے کی سہولتوں اور ایجادات سے اس کی افادیت کے نئے نئے پہلو نمایاں ہوتے جا رہے ہیں اور شمع احمدیت کے پروانے جو پیدل دشوار گزار سفر کی وجہ سے پاؤں کے چھالوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اب بھی پاسپورٹ۔ ویزا اور دوسری بے شمار مشکلات اخراجات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جلسہ کی رونق میں اضافہ کرتے اور اپنی محبت و عقیدت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرماوے۔

پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

ہمارے سالانہ جلسے

چند جھلکیاں۔ چند تاثرات

دسمبر کا مہینہ سال کا ایسا مہینہ ہے جس کی ہمیں ہمیشہ شدت سے انتظار رہی۔ اکثر ہماری نظریں آخری ہفتہ کی منتظر رہیں۔ وقت قریب آتا گیا اور ہمارا اشتیاق بڑھتا گیا۔ جلسہ تو ہو گا۔ اللہ نے چاہا تو ضرور ہو گا (خواہ یہاں سے کچھ یا زیادہ دور)۔ مگر شاید اسے ہمارا دیس برداشت نہ کر سکے۔ شاید اس سٹیج بنانے سے روک دیا جائے جس پہ میں نے بہت بزرگ سی ہستیاں دیکھیں۔ ایسے وجود جن کے چہرے پرنور، جن کی پیشانیاں روشن، آنکھوں میں چمک۔ ان کی بات میں ایک روحانی سرور۔ ان کی چال میں تمکنت اور ان کے ملاپ میں شفقت۔ آج بھی وہ ہم میں موجود ہیں مگر ہر طرف کانٹے بکھیر دیئے گئے ہیں تا ایسے پرنور چہرے ایک جگہ جمع ہو کر دوسروں کی آنکھیں چندھیا نہ دیں، کہیں ان آنکھوں سے چھلکتا ہوا نور سب کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ کہیں وہ طلسماتی الفاظ سحر نہ کر دیں۔ چلئے سٹیج نہ سہی۔ دور دور سے آنے والوں سے بھری ہوئی گیلریاں نہ سہی، ایک فراخ میدان میں بچھی ہوئی کسیر اور اس پہ عقیدت مندوں کا ہجوم نہ سہی، روڑے اٹکایئے۔ کانٹے بکھیریئے۔ روکاوٹیں کھڑی کر دیجئے۔ مگر کون ہے جو ہماری یادوں کو چھین سکے؟ ہمارے تصور پہ قدغن لگا سکے؟ ماضی کے روح پرور نظاروں میں گم ہونے سے روک سکے؟ اس لئے آیئے ماضی کی طرف سفر کرتے ہیں۔

ہندوستان کی ایک گمنام چھوٹی سی بستی سے ۱۸۹۱ء میں ایک اللہ کے پیارے نے پکارا۔ ایک اعلان ہوا۔ دوست اکٹھے ہوں۔ آیئے مل بیٹھیں۔ اچھی اچھی دین کی باتیں کریں۔ اس اجتماع کی غرض و غایت یہ بتلائی گئی اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے۔ اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی..... اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے" (اشتہار۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۱ء) پھر ارشاد ہوا "اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ دین حق پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" (اشتہار ۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء) یہ تھی غرض اس اجتماع کی۔ اب آیئے پہلے جلسے میں شریک ہوں۔

یہ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ کچی سڑک پہ دھول اڑ رہی ہے۔ یکے اور تانگے قطار اندر قطار بڑی تیزی سے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ دیار یار کی طرف کشاں کشاں۔ شاداں و فرحاں۔ کچی سڑکیں گڑھے گڑھے ہو رہی ہیں۔ کیا کشش ہے اس چھوٹے سے گمنام قصبے میں کہ لوگ کھچے چلے آ رہے ہیں دلوں میں ایک امنگ۔ چہروں پہ اشتیاق دید کی بڑھتی ہوئی سرخی آنکھیں اس پیاری بستی کے سنگ میل کی متلاشی۔ اور جب اس سفید منارہ سے پھوٹتی ہوئی روشنی کی کرن ان مشتاقان دید تک پہنچتی ہے تو چہرے کھل اٹھتے ہیں آنکھوں میں چمک آ جاتی ہیں سر اللہ کے حضور جھک جاتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا گمنام گاؤں قریب آ رہا ہے۔ منزل قریب آتی ہے تو قدم تیز تر ہو جاتے ہیں اور جس نے منزل پالی وہ یقیناً خوش نصیب ٹھہرا۔ مگر یہ منزل پالینے والے کتنے فقط ۷۵۔ افراد جو دھول سے اٹے ہوئے اس پیارے کی بستی میں پیار سمیٹنے اکٹھے ہو گئے۔ صرف ۷۵۔ افراد جو ہندوستان کے طول و عرض سے جمع ہوئے۔ قادیان میں کڑاکے کی سردی پڑ رہی ہے کئی ایسے ہیں جن کے پاس مناسب کپڑے بھی نہیں۔ مگر تو پھر کیا ہوا۔ یہاں محبت اور چاہت کی گرمی تو ہے۔ سرد موسم کی چبھن تو ایک معمولی سی چبھن ہے انہیں تو کانٹوں پہ چلنا ہے ہر طرف بکھرے ہوئے کانٹے چبھن ہی چبھن۔ مگر یہ سب برداشت ہے، مقصد اتنا اعلیٰ ہے۔ راہنما اتنا عظیم ہے کہ یہ معمولی معمولی قربانیاں ان کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ ۷۵۔ افراد ایک چھوٹے سے میدان میں جمع ہیں اور سب ہمہ تن گوش۔ اللہ کا شکر ہے اللہ نے یہ دن دکھایا کہ دور و نزدیک سے دوست اکٹھے ہوئے۔ اور پھر سب کے باعث شکر یہ امر کہ اپنے امام کی قربت کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ ان کی باتیں سننے کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسہ گاہ پہ ایک نور برس رہا ہے ایک طلسماتی آواز مسحور کر رہی ہے۔ روحانیت میں ڈوبی ہوئی تقریر ایک انقلاب برپا کر رہی ہے علم و حکمت کے موتی بکھر رہے ہیں۔ ایک عجیب کیفیت۔ ایک عجیب سرور۔ دلوں کو جھنجھوڑتی ہوئی پر مغز تقریر۔ ایک وجد آفریں لمحہ۔ آج بھی قادیان کی چھوٹی سی بستی میں اس تقریر دلپذیر کی ارتعاش سنائی دیتی ہے۔ آج بھی چشم تصور اس پاک وجود کے متبسم لب، نیم وا آنکھیں اور پر شفقت انداز دیکھ رہی ہے۔ آج بھی وہ پر شوکت آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔ اور آج وہ معجز نما الفاظ ایک معجزہ رونما کر چکے ہیں۔

آیئے ایک سو سال کی جست لگائیں اور پھر ایک جلسہ قادیان میں شامل ہوں۔ یہ ۱۹۹۱ء میں قادیان میں ہو رہا ہے۔ آج پھر زمین قادیاں محترم ہے کیونکہ چوالیس سال کے بعد حضرت امام جماعت نے یہاں قدم رنجہ فرمایا ہے۔ قادیان کے در و دیوار جھوم اٹھے ہیں احباب جماعت تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ مگر یہاں کے دوسرے باسی بھی خوش ہیں انہوں نے اپنی دوکانوں پہ خوش آمدید کہتے ہوئے بینر لگا رکھے ہیں، اور جب قادیان کی ان چھوٹی چھوٹی گلیوں سے آپ گزرتے ہیں تو سکھ دوست بھی مشتاقانہ انداز میں بڑے مودب طریق پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب نگاہ اس پرنور چہرے پر پڑتی ہے تو وہ بھی خوشی سے پکار اٹھتے ہیں "آج تو بڑے کھلے درشن ہو گئے" آیئے بیت اقصیٰ میں نماز تہجد کا ایک نظارہ دیکھیں۔ بیت کا وسیع و عریض صحن دیکھتے دیکھتے ہی بھر جاتا ہے۔ ہر ایک کے لب پر دعائیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی۔ ہچکیاں بندھی ہوئی۔ اللہ یہ تیرے محبوب بندے تیرے در پہ حاضر ہیں۔ اے غفور ہمیں معاف فرما۔ اے ستار ہماری پردہ پوشی فرما۔ اے رحیم ہم پر رحم فرما۔ دل ہلکے ہوئے۔ گناہ دھل گئے۔ اللہ کے ذکر نے اطمینان قلب دے دیا۔ ایک سکون۔ ایک تسکین۔ دھلی دھلائی آنکھیں اب مشتاقانہ ایک جانب بار بار اٹھ رہی ہیں کیونکہ ایک دلنواز ہستی۔ ایک دلفریب تبسم کے ساتھ محفل کو روشن کرنے والی ہے۔ ایک ہلچل ہوئی۔ ایک اضطراب ایک بیقراری۔ مگر اپنی جگہ سے اٹھنے کی اجازت نہیں۔ وہ پیارا وجود تیز تیز قدم اٹھاتا آن پہنچا۔ ایک سفید عمامہ۔ ایک متبسم چہرہ۔ لہراتا ہوا ہاتھ اور سلام کہتے ہوئے لب۔ کتنی طمانیت ملتی ہے اس وجود کی قربت سے۔ اور پھر جب سوز میں ڈوبی ہوئی مسحور کن آواز میں تلاوت ہوتی ہے تو مقتدی ایک اور ہی عالم میں پہنچ جاتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے یہ ایک نئی زمین ہے اور ایک نیا آسمان۔ آسمان سے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ اللہ میاں قریب آ گئے۔ دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی آن پہنچی۔ ایک کیف اور وجد ملا۔ ایک سرور ایک انبساط۔ قرأت میں وہ سوز۔ دعائیں وہ زاری کہ ہر طرف آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ بیقرار روحیں بلبلا اٹھیں۔ عرش معلے بھی ہل گیا اور پھر ایک طمانیت بخش خاموشی۔ ایک سکون۔ ایک تسکین جس نے جو چاہا مل گیا۔ دعاؤں کو قبولیت مل گئی۔

چلئے جلسہ گاہ کے اندر جھانکیں۔ ایک خوبصورت سٹیج جس پر بہت سے بزرگ اپنی تمام نورانیت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ نیچے کرسیوں کی لمبی قطاریں جن پہ مختلف ممالک سے آنے والے زائرین کانوں پر ایئر فون لگائے چھ زبانوں میں ترجمہ شدہ تقاریر اپنی اپنی زبان میں بڑے انہماک سے سن رہے ہیں ان میں گورے بھی ہیں کالے بھی۔ افریقہ سے آنے والے اور امریکہ سے پہنچنے والے بھی۔ اور پھر اس چھوٹی سی بستی کے باشندگان بھی جو اس انوکھے جلسے اور ان مرکز نگاہ کو قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں اور پھر سٹیج سے ایک محبوب، پرجلال، پرسوز، آواز ابھرتی ہے اور دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ ایک پیغام 'محبت کا پیغام' آشتی اور امن کا پیغام' یہ اسی پیغام کی بازگشت ہے جو آج سے تقریباً سو سال قبل حضرت بانی سلسلہ نے سب مذاہب کے لوگوں کو دیا۔ آیئے ہم ان امور پہ متفق ہو جائیں جو ہم میں مشترک ہیں آیئے انسانیت کے نام پر محبت اور آشتی کا راگ الاپیں۔ آیئے نفرتوں۔ کدورتوں کو دفن کر دیں اور انسانیت کے رشتے میں منسلک ہو جائیں فضا فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھتی ہے انسانیت زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔

ایک سو سال یوں بیت گئے۔ اس عرصہ میں جہاں جماعتی لحاظ سے اور کئی تبدیلیاں ہوئیں وہاں ایک واضح تبدیلی یہ بھی ہے کہ اب ہمارے جلسوں کا انداز بدل گیا۔ مگر اس کا ذکر کرنے سے قبل یہ بھی تو لکھا گیا ہو گا کہ ہمارے جلسے کسی نگاہ میں اس حد تک کھٹکنے لگے کہ ان کے انعقاد میں روکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے گئے۔ مگر ایک در بند تو سو در کھلا والا

باقی صفحہ [illegible] پر

افتخار علی قریشی۔ چیئرمین احمدیہ آرکیٹیکٹس و انجینئرز ایسوسی ایشن

جلسہ سالانہ کے مواقع پر

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز کا کردار

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز کی تاسیس حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے طلب کردہ اس کنونشن سے ہوئی جس کا اجلاس ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ربوہ میں ہوا۔ اس کے دستور اساسی میں اس کا ایک مقصد جماعت احمدیہ عالمگیر کی آرکیٹیکچر اور انجینئرنگ کی ضروریات پوری کرنے میں معاونت قرار دیا گیا ہے۔

جلسہ گاہ جوبلی ربوہ پر آرکیٹیکٹس و سول انجینئرز کا کام جوبلی کا جلسہ ۱۹۸۹ء کو ہونا تھا۔ اس کے لئے ربوہ میں ایسی مردانہ و زنانہ جلسہ گاہیں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا جس میں ۱۰ لاکھ سامعین کے بیٹھنے کی گنجائش ہو۔ چالیس ایکڑ سے زائد رقبہ کی ایک زمین مردانہ جلسہ گاہ کے لئے تیار کی گئی۔ رقبہ لیول کیا گیا۔ چار آرکیٹیکٹس نے اپنے اپنے منصوبے پیش کئے مگر صرف سٹیج بنائی گئی۔ سڑکیں بنائی گئیں اور دو ٹیوب ویل نصب کئے گئے۔ زنانہ جلسہ گاہ جوبلی بیت الاقصیٰ کے کھلے میدان میں جہاں مردانہ جلسہ ہوتا تھا بنانے کی تجویز ہوئی۔ لہٰذا تقریباً ۴۰۰۰ فٹ لمبی چاردیواری مکمل کی گئی تاکہ پردہ کا انتظام ہو جائے۔ حالات کے پیش نظر مزید کام ہر دو جلسہ گاہوں کے فی الحال ملتوی کر دیئے گئے۔

توسیع بیت الاقصیٰ قادیان جلسہ سالانہ کی ضروریات کے پیش نظر ایک منصوبہ توسیع بیت الاقصیٰ قادیان کا آرکیٹیکچر و انجینئرنگ نقطہ نگاہ سے زیر غور ہے۔

روٹی پلانٹ پر مکینیکل انجینئرز کا کام جلسہ کے مہمانوں کو دارالضیافت سے کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے تو روایتی طور پر نان بائی تندور کی روٹی تیار کرتے تھے مگر جب ربوہ میں ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نان بائیوں نے ہڑتال کر دی تو روٹی پکانے کی مشینوں کے حصول کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ جیسی روٹی ہم پاکستان میں کھانے کے عادی ہیں۔ ویسی روٹی پکانے کی مشینیں نہ مل سکیں تو احمدی انجینئرز کو خود مشینیں بنانے کی طرف توجہ ہوئی۔ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی بھی ربوہ میں ۱۹۸۳ء میں تعداد ۲۷۵۰۰۰ تک پہنچ گئی تھی۔ اسلام آباد۔ لاہور۔ حیدر آباد۔ کراچی۔ ربوہ۔ قادیان۔ کینیڈا۔ جرمنی اور یو۔ کے کے احمدی انجینئرز نے ایسی مشینیں بنا لیں جن سے آٹا گوندھا جاتا ہے، پیڑے بنائے جاتے ہیں، روٹی بنائی اور کاٹی جاتی ہے، پکائی جاتی ہے اور پھر اسٹور کی جاتی ہے۔ یہ ڈیزل سے چلنے والی مشینیں ہیں جو نہایت کامیابی کے ساتھ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی ضروریات کو قادیان، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو کے میں پوری کر رہی ہیں اور ربوہ میں بوقت ضرورت پورا کریں گی۔

الیکٹرک و الیکٹرونک انجینئرز کی خدمات: شعبہ ترجمانی ۱۹۸۰ء میں ربوہ کے جلسہ سالانہ میں اردو زبان کی تقریریں جو سٹیج سے کی جاتی تھیں ان کے انگریزی اور انڈونیشین زبان میں بھی ساتھ ساتھ ترجمہ کا انتظام کیا گیا۔ مردوں کے لئے الگ، عورتوں کے لئے الگ۔ ۱۹۸۰ء میں یہ انتظام ۲۰۸ سامعین کے لئے کیا گیا۔ سال بہ سال اس نظام کو ترقی دی جاتی رہی۔ ۱۹۸۸ء میں اسلام آباد، یو کے میں ۴۵۰ مرد و زن سامعین کے لئے ۵ زبانوں میں یعنی انگریزی، انڈونیشین، عربی، فرنچ اور جرمن میں ترجمہ کا انتظام کیا گیا۔ ۱۹۹۱ء کے صد سالہ جلسہ قادیان میں بیت الاقصیٰ میں ۵۰۰ مرد و زن سامعین کے لئے ۸ زبانوں میں اردو تقریر کے ساتھ ساتھ ترجمہ کا انتظام کیا گیا۔ یعنی انگریزی، عربی، روسی، جرمن، فرنچ، انڈونیشین، سپینش، بنگلہ، تامل، اور ملیالم زبانوں میں۔ ۱۹۹۴ء کے U K کے جلسہ میں ۱۰ زبانوں میں ترجمہ کا انتظام کیا گیا۔ یعنی انگریزی، بوسنین، عربی، روسی، جرمن، فرنچ، انڈونیشین، سپینش، بنگلہ اور ہنگیرین کل ۷۴۷ سامعین نے استفادہ کیا۔

لاؤڈ سپیکر لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ میں یہی الیکٹرک انجینئرز کرتے ہیں۔ جلسہ گاہوں کے علاوہ باورچی خانہ، تربیت مارکی، بیرونی گیٹ دفتر لجنہ اور رجسٹریشن آفس میں بھی لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا جاتا ہے۔

پاور سپلائی کا نظام بھی مردانہ و زنانہ جلسہ گاہوں میں یہی ٹیم سنبھالتی ہے۔ بجلی کی وولٹیج کم ہونے یا فیل ہونے کی صورت میں جنریٹر کا متبادل انتظام تیار رکھا جاتا تھا۔

آڈیو ریکارڈنگ ایک ٹیم شعبہ آڈیو ریکارڈنگ کی انچارج ہوتی ہے۔

اس شعبہ کی ٹیم اسٹیج سے وڈیو پروگرام مستورات کی مارکی کے علاوہ رہائش گاہ حضرت امام جماعت احمدیہ، دفتر پرائیویٹ سیکرٹری روٹی پلانٹ اور دفتر خدمت خلق میں بھی پہنچانے کا انتظام کرتی ہے۔

کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر لجنہ مارکی میں، مردوں کی مارکی میں پچھلی نشستوں پر بوسنین مارکی میں، انگلش مارکی میں مین گیٹ پر خدمت خلق ٹینٹ میں۔ رجسٹریشن آفس میں، روٹی پلانٹ پر اور پرائیویٹ سیکرٹری آفس میں ٹیلی ویژن فراہم کئے جاتے ہیں تاکہ سب جگہ اسٹیج کا پروگرام دیکھا جا سکے۔ یہ الیکٹرک اور الیکٹرانک انجینئرز اسلام آباد، لاہور، حیدر آباد، کراچی سے تعلق رکھتے ہیں اور U K، جرمنی و کینیڈا کے انجینئرز معاونت کرتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے جن شعبہ جات اور ممالک میں احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز ایسوسی ایشن کے ممبران کو خصوصی خدمات انجام دینے کی توفیق مل رہی ہے ان کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں بھی ایسوسی ایشن فعال نہیں ہے یا جہاں سے رپورٹیں نہیں آرہی ہیں وہاں بھی احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز اپنے اپنے اخلاص اور جماعتی انتظام کے تحت کم و بیش خدمات انجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور ذوق خدمت میں ترقی عطا فرمائے اور جماعت کے امراء و عہدیداران میں ان سے زیادہ سے زیادہ کام لینے کا شوق پیدا فرمائے۔ آمین۔

اگر کام جماعتی ماہرین سے کرایا جائے تو وہ سستا اور پائیدار ہوتا ہے۔ اس لئے احمدیہ جماعتوں کو اپنے آرکیٹیکٹس و انجینئرز کی ایسوسی ایشن سے زیادہ سے زیادہ کام لینا چاہئے اور ایسوسی ایشن کے ممبران کو بھی جماعتی خدمت کا موقعہ ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہئے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ان کے پروفیشنل کاموں میں برکت ڈالے گا۔

بقیہ صفحہ ۴۹

معاملہ ہوا۔ ایک جلسہ پہ پابندی دنیا کے طول و عرض میں بہت بڑے بڑے جلسوں کے انعقاد کا باعث ہوئی۔ اس لئے آئیں کینیڈا کے ایک جلسہ کی جھلک دیکھیں۔

ایک سادہ سی سٹیج۔ اس پر کون لوگ بیٹھے ہیں۔ ان میں کینیڈا کے وفاقی اور صوبائی وزراء بھی ہیں چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کے نمائندے بھی اور تین شہروں کے میئر بھی موجود ہیں سکھوں اور ہندوؤں کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ اور درمیان میں تشریف فرما ہیں حضرت امام جماعت احمدیہ مجسم شفقت و محبت۔ چہرے پہ نور۔ آنکھوں میں چمک۔ الفاظ میں ملائمت بھی اور جلال بھی۔ حمد بھی اور ثنا بھی۔ عاجزی بھی اور اظہار تشکر بھی۔ معززین ایسی اہم تقریب میں مدعو کئے جانے پہ نہ صرف مسرت کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ ممنونیت کا بھی کہ ان کو شامل محفل کر کے ان کی عزت افزائی کی گئی۔ وہ صدر جلسہ شمع محفل امام جماعت کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ اور پھر سٹیج سے ایک مسحور کن آواز ابھرتی ہے "اگر دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا ہے تو خدا کی محبت اپنے اندر پیدا کیجئے۔ محبت ہی امن کی ضامن ہے اور بیت الذکر کی تعمیر کا ایک اہم مقصد دنیا میں امن کا قیام ہے" پر شوکت آواز حاضرین کو مسحور کئے دے رہی ہے۔ مغربی دنیا کے لوگ۔ مذہب کی بھیانک تصویر سے شناسا، اس چونکا دینے والے انکشاف سے 'مذہب کے اس دلفریب پہلو سے آگاہی پہ' اس محبت و آشتی کے پیغام سے متحیر بھی ہیں اور مسرور بھی۔ حیرانی طمانیت میں بدل جاتی ہے فاصلے مٹتے ہوئے معلوم دیتے ہیں۔ دل قریب آ رہے ہیں اور پھر یہ امن و آشتی کا پیغام۔ ایک درس محبت۔ محبتیں بکھیرتی ہوئی صدا بلند ہوتی ہے۔ اور فضاؤں کو چیرتی آسمان کی بلندیوں تک جا پہنچتی ہے۔ ایسا پیغام 'ایسی آواز تو آج تک ان بلندیوں تک نہ پہنچی تھی۔ آج تک ان سیاروں سے مس نہ ہوئی تھی آج ان مصنوعی سیاروں کو بھی ایک اعزاز مل رہا ہے اس لئے انہوں نے اپنی توانیاں اس کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہیں اور چشم زدن میں اس پیغام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دیا۔ آج پہلی بار یہ آواز چار دانگ عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ آج پہلی بار پانچوں براعظموں کے ہر شہر ہر قریہ میں یہ مسحور کن آواز پہنچ رہی ہے .... اب یہ ایک جلسہ گاہ۔ ایک محفل ایک شہر تک محدود نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے۔ آج آسمان بھی گواہی دے رہا ہے۔ سیارے بھی دست بستہ اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا

اپنا فرض سمجھ رہے ہیں ایک انہونی بات ایک معجزہ رونما ہو رہا ہے۔

اور پھر اگر ہم دسمبر ۱۹۹۲ء کے جلسہ قادیان میں شامل ہو جائیں تو ایک اور ہی رنگ نظر آتا ہے ایک اور انہونی بات جو نہ کبھی سوچی نہ اس کا تصور ہی کیا گیا۔ جلسہ تو قادیان میں ہو رہا ہے حضرت امام اس بار تو تشریف نہیں لا سکے۔ مگر پھر بھی سامعین منتظر ہیں اس مسحور کن آواز سننے کے۔ اور پھر ایک انوکھی بات۔ حضرت امام نہ صرف پانچ ہزار میل دور سے جلسہ قادیان کے سامعین سے خطاب کر رہے ہیں بلکہ ان کا متبسم چہرہ۔ ان کا پر شفقت وجود بھی سامعین کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ ایک محبت بھرا پیغام صاف سنائی دے رہا ہے۔ نفرتوں۔ عصبیتوں۔ تنگ نظریوں کو ختم کرنے کا پیغام۔ یہی ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا کے ایک اور روشن مستقبل کی نوید بن سکتا ہے۔ اس پیغام کو قریہ قریہ 'شہر شہر' دنیا کے دور و نزدیک کونوں تک پہنچانے کے لئے مواصلاتی سیارے اس فرض کو پورا کر رہے ہیں یہ ایک ایسا کرشمہ ہے جو شاید پہلے کبھی چشم فلک نے نہیں دیکھا۔ آج یہ آواز وقت کی قید سے آزاد کہیں صبح کے دس بجے۔ کہیں رات کے دو بجے کہیں سہ پہر کے تین بجے شرق میں بھی۔ اور غرب میں بھی۔ قطب شمالی پہ بھی اور قطب جنوبی پہ بھی سنائی دے رہی ہے۔ یہ آغاز ہے ایک نئے دور کا جو 'اللہ نے چاہا تو دنیا کا نقشہ بدل کے رکھ دے گا۔

آیئے اب چلتے ہیں ۱۹۹۳ء کے جلسہ انگلستان میں شمولیت کے لئے۔ کیا حمد و شکر کا مقام ہے کہ جنگل میں منگل ہے۔ ایک اجاڑ سی 'غیر آبادی سی جگہ جہاں شاید بھولے سے بھی کوئی نہ آتا آج وہاں گہما گہمی ہے بے شمار لوگ مختلف رنگ و نسل کے۔ ایک دوسرے سے بہت مختلف مگر ایک بندھن میں بندھے ہوئے۔ حسین و مسرور چہرے نظر آ رہے ہیں۔ وہ سفید پرندے۔ جن کا بہت پہلے سلسلہ کی کتابوں میں ذکر آ چکا ہے وہ بھی موجود اور وہ خواتین و حضرات بھی جنہوں نے کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا نہ ان کے ذہن کے دریچوں میں کبھی تنہائی میں بھی یہ خیال دور سے گھسا تھا کہ وہ بھی ایک روز پاکستان سے انگلستان کا سفر کریں گے 'وہ بھی موجود ہیں۔ اور وہ بھی جن کا ملک تباہ کیا گیا اور ان مہذب قوموں نے انہیں باہر دھکیل کے انہیں بے گھر کر دیا آج محبت بھرے بازو انہیں کشاں کشاں یہاں لے آئے۔ غرض اس دور افتادہ جگہ میں آج ایک ہجوم ہے۔ ایک جم غفیر۔ گورے اور کالے بھی۔ ملکی بھی اور غیر ملکی بھی۔ دنیا کے ستائے ہوئے بھی اور اس آستانہ کے شیدائی بھی۔ لبوں پہ کلمات تشکر۔ چہروں پہ طمانیت بڑے انہماک سے جلسہ کی

کارروائی سن رہے ہیں۔ لیکن اس جلسہ کی مفصل روئیداد پیش کرنا تو ممکن نہ ہو گا کیونکہ مضمون پہلے ہی لمبا ہو چکا ہے اس لئے اختتام جلسہ کے چند لمحوں کی جھلک قارئین کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ابھی ابھی اپنا روح پرور خطاب ارشاد فرما رہے تھے۔ مشکل عقدے حل ہو رہے تھے۔ علم و معرفت کے موتی بکھر رہے تھے۔ بے قرار روحوں کو قرار مل رہا تھا۔ اور پھر دعائیں آسمان کی طرف بلند ہونا شروع ہوئیں۔ رقت اور زاری سے کی گئی دعائیں سوئے فلک اٹھنے لگیں اور پھر ایک قرار آ گیا۔ آنسو بہاتی ہوئی آنکھیں ایک اندرونی نور سے چمک اٹھیں۔ ہر طرف مسرت پھیل گئی۔ طمانیت چھا گئی مگر حضرت امام جماعت ابھی تک سامعین میں موجود ہیں۔ چند لمحے اور ان عقیدت مندوں میں 'ان پیارے لوگوں میں جو دور دراز سے اس مقناطیسی قوت سے کھچے چلے آئے' گزار لئے جائیں۔ وہ پاک وجود' پیارا وجود' وہ بھی بڑا پیار کرنے والا ہے۔ وہ بھی اپنوں میں بہت مسرور ہیں۔ ان کے چہرے پہ بے پناہ خوشی۔ ایک ایسی مسکراہٹ جو پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ایسی مسکراہٹ جو دلی خوشی کی غماز ہے۔ آج ایک اور انوکھی بات ہو رہی ہے۔ آج فاصلے مٹ رہے ہیں دل ہی نہیں آوازیں بھی قریب آ گئیں تار برقی کی لہریں حرکت میں آئیں فیکس نے کمال کر دکھایا۔ مگر اصل کمال تو اس مبارک وجود کا ہے اور ان کے عقیدت مندوں کو ان سے محبت کا ہے کہ پیغامات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک درخواست دعا پاکستان کے ایک کونے سے آ رہی ہے۔ دوسرے منٹ ایک پیغام انڈونیشیا سے آن پہنچا۔ تیسرا جاپان سے۔ چوتھا ہندوستان سے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بچے اپنے بزرگ کے اردگرد بیٹھے ہیں ایک بات کرتا ہے پھر دوسرا عرض کرتا ہے آپ ہر پیغام پہ کھل اٹھتے ہیں۔ خوشی سے آنکھوں کی چمک دوبالا ہو جاتی ہے۔ دوستوں سے تعلق کا ایک نرالا رنگ نظر آ رہا ہے۔ ایک نیا سلسلہ ہو چکا۔ ایک بالکل نئی بات ہو رہی ہے۔ وہ جو ہزاروں میل دور ہیں اتنے قریب آ گئے کہ ان کی آواز پہنچ رہی ہے ان کے محبت بھرے پیغام مل رہے ہیں۔ ان کی تڑپ۔ ان کے دلوں کی دھڑکن ہزاروں میلوں سے صاف سنائی دے رہی ہے۔ دور دراز بیٹھے ہوئے عقیدت مند اپنے امام سے مخاطب ہیں۔ حضرت امام مسرور و محسور ہیں۔ ان کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلتی جا رہی ہے آنکھوں سے محبت کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔ خوشی بڑھتی جا رہی ہے۔ پھیلتی جا رہی ہے حتی کہ ساری دنیا پہ چھا جاتی ہے۔ وہ نہ صرف سامعین بلکہ دنیا کے کونے کونے میں

ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھے ہوئے ہر فرد کو متاثر کر رہی ہے دلوں میں سرایت کر رہی ہے۔ کیا سماں ہے؟ کیا رنگ؟ کاش میرا قلم اس لمحے کی تصویر کھینچ سکتا کاش اس کیفیت کو آپ تک پہنچا سکتا۔ یہ مقام شکر ہے۔ سو لبوں پہ حمد و ثنا۔ دل وجد کرتے ہوئے۔ آنکھیں روشن۔ چہرے تاباں۔ ہم اپنے امام کے اتنے قریب ہیں کہ ہزاروں میلوں سے وہ ہماری صدا سن رہے ہیں۔ وہ ہم سے مخاطب اور ہم ان سے گویا۔ اللہ تو نے کیسے کیسے سامان پیدا کر دیئے ہیں!

یہ دیکھیں کہ کیا غیبت سے آپ کو مزا آتا ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں

اپنے ذوق درست کریں

تو پھر آپ کو خدا سے محبت ہو گی۔ اپنے ذوق درست کریں پھر آپ کو رسولؐ سے محبت ہو گی۔ اپنے ذوق درست کریں تب گناہوں سے دوری ہو سکتی ہے اور نیکیوں سے پیار ہو سکتا ہے ورنہ نہیں ہو سکتا۔ پس غیبت کے حوالے سے میں اگلا آپ سے تقاضا یہ کر سکتا ہوں۔ کہ اپنے دل کا یہ جائزہ لیں کہ آپ کو غیبت میں کتنا مزا آ رہا ہے۔ اگر ایک دم یہ نہیں چھٹتی منہ سے اور رفتہ رفتہ جائزہ لیں تو آپ کے دل میں اس کا ذوق شوق کم ہو تا چلا جا رہا ہے کہ نہیں۔ اگر کم ہو رہا ہے تو شکر ہے آپ بچ رہے ہیں۔ آپ رو بہ صحت ہیں اگر زور لگا کر نصیحت سن کر آپ کہتے ہیں کہ میں نے غیبت نہیں کرنی اور پھر آپ کرتے ہیں اور مزا اتنا ہی آتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی اصلاح کوئی نہیں ہوئی۔ زبردستی تعلق کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور جو طبعی رجحانات ہیں ان کے رستے زبردستی بند نہیں ہوا کرتے۔ کچھ دیر تک ہوں گے اور پھر کھل جاتے ہیں اور پہلے سے بڑھ کر بعض دفعہ بدیوں کا سیلاب پھوٹ پڑتا ہے۔ اس لئے غیبت کے معاملے کو اہمیت دیں اور اس کو گہرائی سے دیکھیں جس طرح میں نے آپ کے سامنے اس کو کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یقین کریں کہ اگر ہم غیبت سے مبرا ہو جائیں بحیثیت جماعت تو ہمارا نظام بھی محفوظ ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرتی تعلقات بھی محفوظ ہو جائیں گے ہمارے اندر جتنی رخنہ پیدا کرنے والی باتیں ہیں وہ اگر سب دور نہیں ہوتیں تو ان میں غیر معمولی کمی پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ بدنتائج جو روزانہ شادیوں کی ناکامی کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں ان پر بھی غیر معمولی مثبت اثر ظاہر ہو گا۔

(از خطبہ ۲۸-۱۱-۹۴)

نادان ابتلاؤں سے گھبرا جاتے ہیں۔ مگر خدا کے پیاروں کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

نادان ہیں وہ لوگ جو (-) ابتلاؤں کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم پر بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے اور ہمیں بڑے چندے دینے پڑتے ہیں۔ انہیں تو چاہئے کہ ایسے وقت میں پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ کیونکہ جو زیادہ مشکلات کے دن ہوتے ہیں ان میں زیادہ ہمت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ دیکھو جب کوئی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ دوا کھانا ہی چھوڑ دیتا یا احتیاط کرنا ہی ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ اس وقت خاص طور پر وہ دوا استعمال کرتا اور خاص احتیاط کرتا ہے۔ دنیا کے تمام معاملات میں یہی دیکھا جاتا ہے۔ پس جب بڑی مشکلات کے وقت ہمت بڑھادی جاتی ہے۔ اور زیادہ بیماری کے وقت علاج پر خاص زور دیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ان دینی مشکلات کے وقت زیادہ ہمت سے کام نہ لیا جائے اور اس سے بڑھ کر طاقت اور جرأت نہ دکھائی جائے جو پہلے دکھاتے تھے۔ اگر بعض لوگوں کا ارتداد یا بعض لوگوں کی سستی (-) المال اور دیگر صیغہ جات میں آمدنی کی کمی کا باعث ہوئی ہے تو چاہئے تمہاری ہمت اور بھی زیادہ بڑھ جائے کہ اور بوجھ آپڑا ہے۔ اس لئے پہلے کی نسبت حوصلے اور دل اور وسیع کرنے چاہئیں نہ یہ کریں کہ جس وقت مشکل زیادہ آپڑے تو ہمت کم کردیں۔

(از خطبہ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۶ء)

کفالت یکصد یتامیٰ کے بارے میں ضروری اعلانات

امانت یکصد یتامیٰ

۱۔ جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد روپیہ ماہوار سے سات صد روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہئیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثاء توجہ فرماویں

۲۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جاسکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشاندہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقبل انتظام کیا جاسکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی، دار الضیافت ربوہ

احباب جماعت احمدیہ کو نیا سال

مبارک ہو

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan

MANGO JAM

PINEAPPLE JELLY

GINGER ORANGE MARMALADE

JAM JELLY MARMALADE

the most delicious
form of fresh fruits

The Largest Processors of Fruit Products in Pakistan.

SHEZAN INTERNATIONAL LIMITED
Lahore - - Karachi

adcom

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ

لاہور ـــــــ کراچی

جدید ہومیو پیتھی (کیوریٹو سسٹم) کی کامیاب ادویات و خوشبویات شفاء

☆ ۔ کیوریٹو ہومیو پیتھی کے ارتقاء میں ہومیو پیتھ' ایلو پیتھ ڈاکٹرز حکماء اور معالجین کی ایک تہائی صدی کی کوششیں اور تعاون شامل ہے

☆ جناب ڈاکٹر ایس ۔ ایم ۔ نعیم صاحب ایم ۔ ڈی ۔ آر ۔ ڈی (امریکہ)
ڈائریکٹر ابن سینا ہسپتال و ابن سینا میڈ یسنا ۲۷ لبرٹی مارکیٹ گلبرگ لاہور فرماتے ہیں "۱۹۸۸ء سے کیوریٹو سسٹم کی مختلف ادویات اپنے مریضان کو استعمال کروا رہا ہوں اب ابن سینا ہسپتال کے بعض ڈاکٹرز صاحبان کیوریٹو کی ادویات استعمال کرواتے ہیں ۔ اچھا رزلٹ ہونے کے ساتھ ساتھ کسی قسم کے سائیڈ ایفکٹس (SIDE EFFECTS) دیکھنے میں نہیں آئے"۔

☆ جناب ہومیو پیتھک ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب بھٹی (ڈاکٹر امتیاز ہومیو پیتھک میڈیکل سنٹر) B/1-13 مین مارکیٹ ٹاؤن شپ لاہور فرماتے ہیں "عرصہ پانچ سال سے کیوریٹو ہومیو پیتھک ادویات اپنے مریضان کو استعمال کرا رہا ہوں ان ادویات کو بہت جامع پایا ان کے مقابلے میں کوئی دوسری دوائی نہیں دیکھی"۔

☆ جناب حکیم شبیر احمد صاحب (شبیر میڈیکل سٹور) ٹھوکر نیاز بیگ ملتان روڈ لاہور فرماتے ہیں "میں نے بارہ (۱۲) سال سے کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ کی ادویات کو اپنی پریکٹس میں شامل کیا ہوا ہے ۔ مجھے پرانے کیس اور "لاعلاج امراض" والے مریضان کے سامنے شرمندگی ہوتی تھی ۔ جب سے کیوریٹو کی ادویات کو اپنی پریکٹس میں شامل کیا ہے ۔ لاعلاج مریضان جلد از جلد شفا پا رہے ہیں میری دعا ہے اللہ تعالیٰ کیوریٹو والوں کو مزید ریسرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین"۔

فرسٹ ایڈ پاکٹ پرس FIRST AID POCKET PURS کیوریٹو سمیلز پرس (7 SMELLS) روزمرہ ہونے والی عام بیماریوں کے لئے سونگھنے والی سات سمیلز کا خوبصورت پرس ہے یہ سمیلز نئی شدید تکالیف کو عموماً ابتداء میں ہی ختم کر دیتی ہیں ۔

1 ۔ ہاضمہ DIGEST CURATIVE SMELL .بفضلہ تعالیٰ نظام ہضم کی ہر بیماری کے لئے مفید اور موثر ہے پیٹ درد' بدہضمی' قبض' اسہال' پیچش' گیس معدہ کی سوزش اور السر کی تکلیف وغیرہ کا زود اثر علاج ہے ۔

2 ۔ ایمرجینسی EMERGENCY CURATIVE SMELL ہر نہ سمجھ آنے والی بیماری اور خطرناک حالتوں کا فوری علاج انسانی قوت حیات کو فوری تقویت دیتی ہے اور مریض جلد خطرہ سے باہر ہو جاتا ہے

3 ۔ بخار FEVER CURATIVE SMELL ہر قسم کے بخار کا فوری علاج ہے 'ملیریا' ٹائیفائیڈ' نمونیا اور نزلاتی بخار میں استعمال کریں

4 ۔ فلو FLU CURATIVE SMELL نزلہ زکام کھانسی' انفلوئنزہ' گلے کی خرابی' ناک کی بندش نمونیہ اور دمہ کے دورے وغیرہ کا فوری علاج ہے ۔

5 ۔ دل HEART CURATIVE SMELL درد دل اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض' دھڑکن' دل گھٹنا اور سانس پھولنا وغیرہ کا فوری علاج

6 ۔ درد PAINS CURATIVE SMELL سر سے لے کر پاؤں تک سارے جسم کی ہر قسم کی دردوں کو فوری روکنے کے لیے مثلاً سر درد' دانت درد' جوڑوں اور اعصاب کے درد ۔

7 ۔ مزاج TEMPER CURATIVE SMELL ہر قسم کی مزاج کی خرابیوں مثلاً بہت زیادہ غصہ' چڑچڑاپن' ضد' رنج و غم اور مایوسی وغیرہ میں متعلقہ شخص کو سونگھانے سے .بفضلہ تعالیٰ مزاج اعتدال پر آ جائے گا ۔

تفصیلات کیلئے کیوریٹو سمیل تھراپی (CURATIVE SMELL THERAPY) کا لٹریچر ہر میڈیکل و ہومیو سٹور سے طلب فرمائیں ۔

250 کیوریٹو سمیلز مذکورہ سات عام استعمال کی کیوریٹو سمیلز کے علاوہ ایک ایک مرض کے لئے خصوصی کیوریٹو سمیل (SPECIAL CURATIVE SMELL) بھی بیماری کے نام کے ساتھ دستیاب ہے ۔ مثلاً سر درد کیوریٹو سمیل' بواسیر کیوریٹو سمیل

قریباً 250 پرانی امراض کیلئے چار چار کیپسولز کی بلند طاقت کیورز بھی دستیاب ہیں مثلاً HEAD ECZEMA CURE یا DRY SKIN CURE وغیرہ

گہری پرانی بیماریوں کیلئے مکمل کورسز ہیں جن کے ساتھ کیورز اور سمیلز بطور مددگار استعمال ہو سکتی ہیں بغیر تشخیص شدہ امراض کیلئے تشخیص فارم .C. D .F ۔ /5 روپے کے ٹکٹ وا پسی لفافہ کے ساتھ بھیج کر منگوائیں

روزمرہ کی گھریلو ادویات بعض ادویات کا گھر میں ہونا ضروری ہے چھوٹے مرض کا علاج خود کر سکتا ہے ہر نئی اور شدید تکلیف کیلئے کیوریٹو ۳۰ کا گھر میں ہونا ضروری ہے ہر دس پندرہ منٹ بعد ۲ گولیاں چوس کر استعمال کروائیں ۔

Anti dot tab کسی بھی دوائی کا اثر زائل کرنے کیلئے ۔

Appitizer Caps بھوک کی کمی کیلئے Asthma relief سانس کی تنگی دمہ وغیرہ کیلئے ۔

Calculi Drops گردہ مثانے کی درد کی دوا پتھری گردہ مثانہ کیلئے بھی موثر ہے ۔

Cold cure Tab زکام نزلہ ناک کے ریشہ اور چھینکوں کیلئے مفید ہے ۔

Colic cure tab ہر قسم کے پیٹ درد ۔ درد گردہ پتہ کے درد کے فوری آرام کے لئے اس کے ساتھ کیلکولی ڈراپس بھی استعمال کریں ۔

Cough Cure Tab خشک و تر ہر قسم کی کھانسی کیلئے ۔

Curine Tab سردی لگنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ہر طرح کی تکالیف زکام ۔ کھانسی ۔ بخار ۔ نمونیہ سر درد ۔ کان درد دانت درد اعصابی درد وغیرہ کیلئے مفید ہے ۔

Diarrhea cure Tab بچوں اور بڑوں کے اسہال (دستوں) کیلئے کامیاب دوا ہے ۔

Digestin Tab پیٹ کے جملہ امراض کیلئے اکسیر ہے بدہضمی پیٹ درد بھوک کی کمی کیلئے بہت کامیاب دوائی ہے ہر گھر میں اس کا ہونا ضروری ہے ۔

Dysentry cure Tab ہر قسم کی پیچش کیلئے فوری دوا پیٹ درد اور مروڑ کیلئے بھی مفید ہے ۔

Fever cure Tab ہر قسم کے بخار ۔ ملیریا ۔ ٹائیفائیڈ وغیرہ کے .بفضلہ تعالیٰ مفید ہے ۔

Flatulence cure Tab پیٹ میں گیس اور ہوا کیلئے مفید ہے ۔

Gumspaint مسوڑھوں کی سوجن اور درد کیلئے ۔

Heartone Caps,Hertone Drops دل کی جملہ امراض درد دل' دل کی دھڑکن کیلئے کھانے اور پینے کی دوائیں ہیں ۔

Influenza Tab انفلوئزہ بخار ۔ چھینکوں ناک سے بہنے والے مواد اور زکام کیلئے

Olfaction بے ہوش مریض کو ہوش میں لانے کیلئے سونگھائیں ۔

Tooth cure lotion کھوڑ والے دانت میں درد کیلئے لگانے کی دوا ۔

نظام دوران خون ہائی بلڈ پریشر HyperTention Course ہائی بلڈ پریشر کورس (بلند فشار خون) کا .بفضلہ تعالیٰ مستقل علاج ہے درد دل کیلئے Angina course کریں دل کی طاقت کیلئے Heartone Course استعمال کریں

کمزوری نظر نظر کی کمزوری' آنکھوں اور دماغ کے اعصاب کی کمزوری عکس منتقل کرنے والے شفاف آلات کی کدورت (میلا پن) اور آنکھ کے عضلات اور پٹھوں کی لچک کم ہو جانے کے باعث پیدا ہوتی ہے عام نظر کی کمزوری کیلئے Eyesight Course دور کی نظر کی کمزوری کیلئے Myopia Course پڑھنے یا باریک کام کرنے میں دقت محسوس ہو تو ریڈنگ آئی سائٹ کورس استعمال کریں ۔ بھینگا پن کیلئے Squint course استعمال کریں ۔

دمہ کورس ASTHMA COURE دمہ (Asthma) کا مستقل شفا بخش علاج ہے بہت زیادہ کھانسی ہو تو کف کیور ساتھ استعمال کریں زکام ہو تو کولڈ کیور اور حلق میں نزلہ گرتا ہو تو کٹار کیور ساتھ ملا کر استعمال کریں ۔

بالوں کی ادویات بال گرتے ہوں تو Falling Hair Cure اور Falling Hair Oil استعمال کریں بال قبل از وقت سفید ہو رہے ہوں تو Gray Hair Cure اور آرنیکا ہیر آئل استعمال کریں

باڈی بلڈنگ کورس Body Building Course باڈی بلڈنگ کورس کی خون دبلے پتلے جسم اور پچکے گالوں والے کمزور افراد کی نشو و نما اور جسمانی توانائی کیلئے مفید ہے ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک ہے ۔

بے بی گروتھ کورس BABY GROWTH COURSE کمزور بچوں کی ہڈیوں کی نشو و نما اور جسمانی اور ذہنی توانائی کیلئے

بول بستری کورس BED URINE COURSE بچوں اور بڑوں کا پیشاب نیند میں خطا ہو جانے کیلئے مفید ہے

چھوٹا قد کورس DWARFISHNESS COURSE چھوٹے قد' جسم کی کمزوری' رکی ہوئی نشو و نما وغیرہ کا کامل علاج ہے یہ کورس لڑکوں کیلئے ۲۰ سال کی عمر تک اور لڑکیوں کیلئے ۱۸ سال کی عمر تک زیادہ موثر ہے اس کے بعد بھی قد بڑھنے کا امکان ہے غدود کے فعل کو درست کرتا ہے ہڈیوں کو بڑھاتا اور خون پیدا کرتا ہے ۔

موٹاپا کورس موٹاپے کی سب سے بڑی وجہ موروثی ہوتی ہے اس کے علاوہ خوراک کی زیادتی مرغن اور نشاستہ دار غذا استعمال آرام طلبی ورزش نہ کرنا تھائیرائیڈ غدود کی خرابی کے باعث آئیوڈین کی کمی بھی موٹاپے کا باعث ہوتی ہے اس ۔ Obesity Course بہت مفید ہے پیٹ پر چربی کی زیادتی ہو تو ساتھ بڑا پیٹ (Enlaraed Abdomen cure) استعمال کریں ۔

دانتوں کے امراض دانتوں کی صفائی سنت نبوی ﷺ ہے روزانہ رات کو سونے سے قبل اور صبح اٹھتے ہی دانتوں کی صفائی ضروری ہے بہتر ہے ہر کھانے بعد دانتوں کی صفائی کی جائے

Caries course دانتوں کا گھن دانت بھر بھرے ٹوٹے پھوٹے اور سوراخ دار ہوں تو مفید ہے

Pyorrhea Course پائیوریا (ماخورہ) کیلئے مسوڑوں سے خون آنا پیپ دانتوں کا کمزور ہونا نیز منہ سے بدبو وغیرہ آنا

Bleeding gums Cure مسوڑھوں سے خون آئے ۔

Dental Fistula cure دانتوں کا ناسور

Irregular Teeth Cure دانتوں کا بے ترتیب ہونا

Looseteeth Cure دانت ہلتے ہوں تو استعمال کریں

گنٹھیا کورس جوڑوں کی سوجن اور درد چلنے پھرنے حرکت کرنے میں دشواری اور تکلیف کیلئے Gout course بفضلہ تعالیٰ مفید ہے گھٹنوں میں زیادہ درد و سوجن ہو تو Knees Pains Cure ساتھ استعمال کریں ۔

پرانی قبض پرانی قبض پاخانہ سخت ہو' زیادہ وقفہ سے یا دقت کے ساتھ آئے جگر کا فعل درست نہ ہو قبض کی وجہ سے طبیعت میں بھاری پن اور بھوک کی کمی ہو تو Constipation Course استعمال کریں ضرورت کے مطابق کمی بھوک کیور پیٹ درد کیور سیاہ پاخانہ کیور گیس کیور جلن معدہ کیور السر معدہ کیور استعمال کریں ۔

بواسیر کورس (PILES COURSE) بواسیر خونی و بادی کیلئے مکمل علاج ہے اگر ساتھ ناسور (بھگندر) ہو تو Fistula Cure' گیس ہو تو Flatulence Cure' قبض ہو تو Constipation Cure' کانچ نکلتی ہو تو Prolapsus Cure' سخت بادی موہکے ہوں تو Hemorrhoids Cure' کٹاؤ Cut ہو تو Fissure cure' پائلز کورس کے ساتھ استعمال کریں تمام امراض کی کیوریٹو ادویات اکٹھی استعمال ہو سکتی ہیں ۔

کیل ۔ جلد کے امراض چہرہ پر جوانی کے کیلوں کے لئے Acne Cure اور کیوریٹو ویزلین استعمال کریں پھوڑا پھنسی کے لئے Boils Cure اور اینٹی سیپٹک ڈراپس بچی بوٹی ڈراپس وغیرہ نیز Skin Cure تمام جلدی امراض میں استعمال کی جا سکتی ہے ۔

پیشاب کے امراض پیشاب کی نالی کی سوزش انفیکشن پیشاب کرتے ہوئے درد جلن اور دقت ہو تو Dysuria Course' پیشاب کے ساتھ خون آئے تو Hematuria Course' پیشاب کا بار بار زیادہ مقدار میں آنا خصوصاً ٹھنڈے موسم میں پیشاب کیلئے بار بار جاگنے کی تکلیف کیلئے Urination Course پراسٹیٹ گلینڈ بڑھ جانے کے لئے Prostate Course' پیشاب کا قطرہ قطرہ (بے اختیار) گرنا کے لئے URINE DRIBBLING COURSE

گردہ مثانہ کے امراض گردے خون میں سے فاسد مادوں کو جذب کرتے ہیں اور پیشاب کے ذریعے انہیں جسم سے خارج کر دیتے ہیں اگر گردوں کا فعل کمزور پڑ جائے تو یہ فاسد مادے گردوں یا پیشاب کی نالیوں میں جمنا شروع ہو جاتے ہیں جس کے باعث گردے اور مثانے کی سوزش انفیکشن پیشاب میں البیومن اور یورک ایسڈ کی زیادتی گردوں میں پتھری بننا اور پیشاب میں ریت وغیرہ آنا شروع ہو جاتے ہیں گردہ مثانے یا پیشاب کی نالیوں میں پتھری کیلئے Kidney Stone Course ہر قسم کے درد گردہ کیلئے کڈنی پین کورس انفیکشن اور سوزش کیلئے Kidney infection course الگ الگ اور ضرورت ہو تو اکٹھے استعمال کریں ۔

کیوریٹو ادویات و سمپلز اچھے ہومیو پیتھک و میڈیکل سٹور سے طلب فرمائیں صحت و علاج کے بارے میں مزید معلومات کیلئے

☆ **ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر چیئرمین کیوریٹو انٹرنیشنل گولبازار ربوہ**
فون : کلینک 606 رہائش 607
آفس 771
سیلز آفس 211283 فیکس 212299 (04524)
(ناغہ بروز جمعہ)